تذکرہ محدّث اعظم پاک و ہند

شیخ التفسیر، شارح صحیحین

حضور قبلہ سعید ملّت علّامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ

(احوال و آثار اور خدمات دینیہ کا علمی و تحقیقی جائزہ)

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

اسسٹنٹ پروفیسر

کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

Marfat.com

Marfat.com

تذکرہ محدّث اعظم پاک و ہند

شیخ التفسیر، شارح صحیحین

حضور قبلہ سعید ملّت علّامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ

(احوال و آثار اور خدمات دینیہ کا علمی و تحقیقی جائزہ)

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

اسسٹنٹ پروفیسر، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

پی ایچ ڈی، ماسٹرز ان اسلامک اسٹڈیز مع کمپیوٹر ٹیکنالوجی، ایم اے (سیاسیات)، ایم ایڈ (ایجوکیشن)، بیچلرز ان اسلامک اسٹڈیز مع کمپیوٹر ٹیکنالوجی، بی ایڈ (ایجوکیشن)

فاضل علوم دینیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

گنج بخش روڈ ○ لاہور 042-37221953-37220479 فیکس: 042-37238010

www.zia-ul-quran.com info@zia-ul-quran.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	تذکرہ محدث اعظم پاک و ہند
مصنف	ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ
	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تاریخ اشاعت	مارچ 2018ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	AD59

297.9924
ع ش ز 184
141049

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 37225085-37247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-32212011-32630411 فیکس:۔ 021-32210212

e-mail: info@zia-ul-quran.com

Website:- www.ziaulquran.com

Marfat.com

فہرست

محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ ایک نظر میں		13
تقریظ	مفتی محمد اکمل مدنی دامت برکاتہم العالیہ	17
رائے گرامی	مفتی محمد اطہر نعیمی دامت برکاتہم العالیہ	20
رائے گرامی	مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی دامت برکاتہم العالیہ	23
تأثرات	ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ	24
ہدیۂ تشکر		26
پیش لفظ		28
حدیث دل		30
محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات وتصانیف پر ملکی جامعات میں ہونے والے کام کا جائزہ (2014ء تک)		34
دعائے سعید		54
باب اوّل		55
محدث اعظم پاک وہند حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا سوانحی خاکہ		55
ولادت ونسب		57
نام ونسب میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تفرد		57
خاندانی پس منظر		59
آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ، آپ کی اپنی زبانی		59
ابتدائی تعلیم		60
تقسیم ہند		60
حوادثِ زمانہ		60

Marfat.com

کسبِ معاش	60
علم دین کی جستجو	60
ذاتی مطالعہ	61
تحصیلِ علم دین	61
تعلیمی اَسفار	62
جامعہ محمدیہ رضویہ کا سفر	62
منصبِ امامت دورانِ طالب علمی	63
جامعہ نعیمیہ (لاہور) کا سفر	63
تدریس دورانِ طالب علمی	63
دارالعلوم امدادیہ مظہریہ (بندیال) کا سفر	64
جامعہ قادریہ (فیصل آباد) کا سفر	64
طالبِ علمی کے سبق آموز واقعات	65
سلسلۂ بیعت وارادت	66
محدّث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدماتِ تدریس	67
خدماتِ تدریس جامعہ نعیمیہ (لاہور)	67
خدماتِ تدریس وافتاء دارالعلوم نعیمیہ (کراچی)	67
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ملّی وقومی خدمات	69
جج کے عہدہ کی پیشکش	69
رکن مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی	69
اسلامی نظریاتی کونسل کی قراردادیں (سالانہ رپورٹ 98-1997)	69
معرکۃ الآراء مناظرے	73
علمی مذاکرے	74

Marfat.com

قبولِ حق کی عظیم مثال	75
بے مثال خطیب	77
بین الاقوامی تبلیغی دورے	77
حج اکبر کا شرف	79
علوم جدیدہ وقدیمہ میں مہارت تامہ	80
بارگاہِ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ میں نذرانۂ عقیدت	80
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اندازِ مطالعہ وتدریس	83
شخصی خوبیاں ومحاسن	86
حکومتی سطح پر محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا اعتراف	90
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ آخرت	90
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ عزوجل کی خصوصی عنایات	91
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور بشارتِ حدیث	92
2015ء کے ماہ رمضان میں موسم کی شدت اور اس کے اثرات	94
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت میں مزید تنزلی	94
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہسپتال منتقلی	95
کرب وپریشانی میں آسانی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول دعائیں	96
ہارٹ اٹیک اور آئی سی یو میں منتقلی	97
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آخری شبِ جمعہ	97
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا غسلِ مبارک	98
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ اور تدفین	98
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پُرنور اور تروتازہ چہرہ	99
شبِ جمعہ میں انتقال اور شہید حکمی کی بشارت	101

Marfat.com

پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہوکر وفات پانا اور شہید حکمی کی بشارت	101
حضرت کا خود	103
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا پیغام	104
حواشی وحوالہ جات باب اوّل	106
باب دوم	111
محدث اعظم پاک وہند کے شیخ طریقت، اساتذہ اور چند مشہور ومعروف تلامذہ	111
محدث اعظم کے شیخ طریقت، غزالیٔ زماں رازی دوراں	114
تاریخ ومقام ولادت	114
خاندانی پس منظر وابتدائی حالات	114
تدریسی زندگی	114
جامعہ نعمانیہ میں تدریس	115
درس قرآن	115
انوار العلوم کی بنیاد	115
جامعہ اسلامیہ، بہاولپور میں	116
غزالیٔ زماں کی قومی وملّی خدمات	116
تحریک پاکستان	116
مسلم لیگ اور جمعیت علمائے پاکستان میں کردار	117
غزالیٔ زماں کا لقب	117
تصانیف	117
چند مشہور ونامور تلامذہ	119
وفات حسرت آیات	119
غزالیٔ زماں کی بارگاہ میں محدّث اعظم کا خراج تحسین	119

Marfat.com

غزالیٔ زماں کے انتقال پر اس وقت کے ارباب اقتدار کے تاثرات	121
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے اساتذہ گرامی کو خراجِ تحسین	123
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ گرامی	123
متعدد مشائخ سے سند حدیث کا حصول	123
ملک العلماء رئیس المناطقہ علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ	124
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے اساتذہ گرامی کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت	127
معاصرین، تلامذہ اور خدام کے لئے کلمات تشکر	128
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خدّام	131
حواشی وحوالہ جات باب دوم	132
باب سوم	135
محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ اپنے معاصرین کی نظر میں	135
شرح صحیح مسلم اور معاصرین علماء	138
مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ	138
علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ	140
مفتی منیب الرحمٰن	142
صاحبزادہ مولانا محمد حبیب الرحمٰن محبوبی	144
علامہ محب اللہ نوری	147
علامہ سید حسین الدین شاہ	149
شرح صحیح مسلم وتبیان القرآن کی مقبولیت	151
کلماتِ ثناء	151
علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف	151
تبیان القرآن اور معاصرین علماء	153

Marfat.com

دوسرے مسالک کے علماء کے تأثرات	155
مفتی محمد تقی عثمانی	156
مولانا عبدالمالک	161
مفتی سید عدنان کاکاخیل	162
مولانا محمد زاہد	165
حواشی وحوالہ جات باب سوم	166
باب چہارم	
محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات وتالیفات	167
اسمائے کتب	170
فاضل بریلوی کا فقہی مقام	171
حیاتِ استاذ العلماء	172
توضیح البیان لخزائن العرفان	173
ضیائے کنز الایمان	174
مقالاتِ سعیدی	174
ذکر بالجہر	175
مقام ولایت ونبوّت	176
تذکرۃ المحدثین	177
مقالاتِ کاظمی	178
تاریخِ نجد وحجاز	178
مفصل تعارف وخصوصیات ومنتخب مباحث	179
شرح صحیح مسلم کا تعارف وخصوصیات	179
شرح صحیح مسلم کے چند خصائص	180

Marfat.com

اُسلوبِ شرح	181
اندازِ تحقیق	182
عصری مسائل	182
معروضی طرزِ تحقیق	183
اندازِ تنقید	184
فقہی مذاہب کا بیان	185
اعترافِ حق	185
شرح صحیح مسلم کے چند خصوصی مباحث	186
تبیان القرآن کا تعارف وخصوصیات	194
تبیان القرآن کے چند خصائص	194
اسلوب تفسیر	196
تبیان القرآن خود مفسر کی نظر میں	198
تبیان القرآن کی تصنیف کی ڈائری	201
تبیان القرآن کی چند منتخب ابحاث	202
تبیان القرآن اور دیگر تفاسیر	204
صاحب تبیان کا مفسر کبیر امام فخر الدین رازی سے علمی اختلاف	204
تبیان القرآن کے مصادر ومراجع	206
خلاصہ	207
نعمۃ الباری/نعم الباری شرح صحیح البخاری کا تعارف وخصوصیات	208
نعمۃ الباری/نعم الباری کے چند خصائص	210
نعمۃ الباری ونعم الباری کی مجلدات کا خاکہ	212
نعمۃ الباری/نعم الباری کے مصادر ومراجع	213

Marfat.com

تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن کا تعارف وخصوصیات	214
تبیان الفرقان جلد اوّل کی ڈائری	216
تبیان الفرقان جلد دوم کی ڈائری	216
تبیان الفرقان کے مصادر ومراجع	217
تبیان القرآن اور تبیان الفرقان کے منہج واسلوب میں فرق	218
ابتدائی دو جلدوں میں متجددین ومفکرین کے نظریات کا رَد	219
تبیان الفرقان کی پہلی جلد کی تکمیل پر اظہار تشکر	221
خلاصہ	221
حواشی وحوالہ جات باب چہارم	223
باب پنجم	225
محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادات وتفردات	225
اجتہاد، تفردات وشذوذ باعتبارِ لغت واصطلاح	228
تحقیقی ابحاث، اجتہادات وتفردات	231
ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے مسئلہ کی تحقیق	231
پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت	237
اعضاء کی پیوند کاری	242
رجم کی سزا کی تحقیق	255
محرم کے لئے وسط قدم کی ہڈی کھلی رکھنے کی تحقیق	259
انعامی بانڈز کی تحقیق	261
عطیۂ خون اور الکحل آمیز دواؤں سے علاج	263
عزل یا ضبطِ تولید (Birth Control)	271
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نامِ مبارک کے ساتھ پکارنا	277

Marfat.com

داڑھی کی مسنون مقدار	282
مسئلہ کفائت میں تفرد	287
مسجد میں نمازِ جنازہ کی تحقیق	292
حکمی شہداء کی اقسام میں تفرد	295
وصیّت کی اقسام میں تفرد	297
چلتی ہوئی ٹرین میں فرض نماز پڑھنے کا جواز	299
شوال میں عمرہ کرنے والے پر استطاعت کے بغیر حج فرض ہونے کی تحقیق	300
قطبین میں روزے اور نماز کی تحقیق	301
سعودی عرب کے حساب سے روزے رکھتا ہوا پاکستان آیا، تو عید کس حساب سے کرے گا؟	302
پاکستان سے روزے رکھتا ہوا سعودی عرب گیا تو عید کس حساب سے کرے گا؟	303
سعودی عرب سے عید کے دن سوار ہو کر پاکستان آیا اور یہاں رمضان ہے	304
اراضیٔ پاکستان کے عشری ہونے کا بیان	305
انگریزی دواؤں اور پرفیوم کا شرعی حکم	306
نااہل کو منصب دینے کی تحقیق	307
غیر معروف اور غیر قانونی طریقوں سے مخالفین کا مال کھانا	309
خلق خدا کے ساتھ معاملہ میں امانت داری کا دائرہ کار	311
خاندانی منصوبہ بندی کی ترغیب اور تشہیر کا شرعی حکم	313
قمری حساب سے تاریخ کا تعین	315
قرآن وحدیث کے مقابلہ میں اپنے دینی پیشواؤں کو ترجیح دینے کی مذمت	316
انسان کے اعضاء پر جنات کے تصرف کی نفی	317
غائبانہ نماز جنازہ کی تحقیق	318

Marfat.com

نماز باجماعت مسنون ہے یا واجب	319
اسٹاک ایکسچینج (حصص کا کاروبار)	319
موسم کی پیش گوئی کی تحقیق	320
ہنڈی کا طریقۂ کار اور شرعی حیثیت	321
پراویڈنٹ فنڈ کی شرعی حیثیت	322
پراویڈنٹ فنڈ پر اضافے کے سود ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق	323
پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کا حکم	324
وحی میں شیطان کی دخل اندازی	326
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر جادو کی تحقیق	327
حواشی وحوالہ جات باب پنجم	329
حرف آخر	336
مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن صاحب کا پیغام	338
عکسی نوادرات	339
کتابیات	350

Marfat.com

محدث اعظم پاک وہند حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ ایک نظر میں

نام	شمس الزماں نجمی
نسباً	سیّد
المعروف بہ	غلام رسول سعیدی
پیدائش	10 رمضان المبارک 1356ھ/14 نومبر 1937ء بروز جمعۃ المبارک
وطناً	دہلی، ہندوستان
قرآن مجید ناظرہ	چھ برس کی عمر میں
اسکول کی تعلیم	نویں جماعت تک
دہلی سے پاکستان ہجرت	1947ء
کسب معاش	تقسیم ہند کے بعد پریس میں اجرت پر
پہلی دینی درسگاہ	جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خاں
دوسری دینی درسگاہ	جامعہ نعیمیہ لاہور
تیسری دینی درسگاہ	دارالعلوم امدادیہ مظہریہ بندیال
چوتھی دینی درسگاہ	جامعہ قادریہ فیصل آباد
علوم دینیہ کی تکمیل	1965ء
شرف بیعت	1958ء
شیخ طریقت	غزالیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ
سلسلہ طریقت	چشیہ صابریہ
معروف اساتذہ	مولانا محمد نواز اویسی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالمجید اویسی رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی عزیز احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ولی النبی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی مختار الحق رئیس المناطقہ علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

خدمات تدریس وافتاء	آغاز 1966ء
جامعہ نعیمیہ لاہور	1966ء تا 1985ء
دارالعلوم نعیمیہ کراچی	6 جولائی 1985ء سے تادم حیات بحیثیت شیخ الحدیث
جج کے عہدہ کی پیشکش	1990ء وفاقی شرعی عدالت (جس کو آپ نے قبول نہیں کیا)
مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی	رکنیت 1991ء تا 1992ء
اسلامی نظریاتی کونسل	رکنیت فروری 1997ء تا 1999ء
پہلا دورہ برطانیہ	27 ستمبر 1990ء تا 20 دسمبر 1990ء
زیارت حرمین شریفین	20 دسمبر 1990ء تا جنوری 1991ء
دوسرا دورہ برطانیہ	20 جولائی 1993ء تا 22 ستمبر 1993ء
حج اکبر کا شرف	1994ء

تصنیفات وتالیفات

فاضل بریلوی کا فقہی مقام، لفظِ خدا کی تحقیق، معاشرے کے ناسور، حیاتِ استاذ العلماء، نظامِ مصطفیٰ کی شرعی حیثیت، ضرورت اور اہمیت، مقالاتِ سعیدی، تذکرۃ المحدثین، توضیح البیان لخزائن العرفان، ذکر بالجہر، مقامِ ولایت ونبوت، تاریخ نجد وحجاز، مقالاتِ کاظمی (مرتبہ)

شرح صحیح مسلم مع اشاریہ وفہارست (8 مجلدات)

تفسیر تبیان القرآن مع اشاریہ وفہارست (14 مجلدات)

نعم الباری/نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری (16 مجلدات)

تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن (4 جلدیں مکمل ہوگئی ہیں جن میں 20 پاروں کی تفسیر ہے، 5 سورۂ یٰسین تک لکھی جا چکی ہے)

تاریخِ وصال: شب جمعہ 25 ربیع الآخر 1437 ہجری، بمطابق 4 فروری، 2016ء

تجہیز وتدفین: بروز جمعۃ المبارک 25 ربیع الآخر 1437 ہجری، بمطابق 5 فروری، 2016ء

بمقام: احاطۂ جامع مسجد اقصیٰ فیڈرل بی ایریا بلاک 15 کراچی نزد دارالعلوم نعیمیہ

Marfat.com

انتساب

راقم اپنی اس کاوش کو عہد حاضر کی دو عظیم شخصیات کے نام سے معنون کرتا ہے، جن کی ساری زندگی اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ علم تفسیر وحدیث وفقہ کی خدمت میں گزری۔ ان میں پہلی شخصیت محدِّث اعظم پاک وہند سید المحققین، عمدۃ المتکلمین، امام المفسرین والمحدثین، شارح صحیحین، صاحب تبیان القرآن وتبیان الفرقان حضور قبلہ سعید ملّت

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ

مستقبل کا مورخ جب بھی پندرھویں صدی کے محدثین کا تذکرہ لکھے گا تو وہ یقیناً آپ کے ذکر کے بغیر ناتمام ہوگا

دوسری شخصیت پیکر علم وفضل، منبع نور وحق، آثار اسلاف، مفکر اسلام مفتی اعظم پاکستان

حضرت مفتی منیب الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ

جو محدِّث اعظم پاک وہند کے علمی وتحقیقی کاموں میں ہمیشہ مدد ومعاون رہے، 1986ء سے تاحال ہر معاملہ میں ان کے شانہ بشانہ رہے، انتہائی حلم وبرداشت سے ان پر ہونے والی تنقیدات کو رفع کیا جو آپ کی علم دوستی اور قدر شناسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

Marfat.com

القرآن

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾

ترجمہ: وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت دی گئی تحقیق اسے دی گئی بہت بھلائی، اور عقل والوں کے سوا کوئی نصیحت قبول نہیں کرتا۔

(سورۃ البقرۃ:269)

الحدیث

مَن يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ، وَاللّٰهُ يُعْطِي

ترجمہ: اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے اور مَیں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا اللہ ہے۔

(الصحیح البخاری، کتاب العلم۔ کتاب الاعتصام، باب تعلیم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ)

Marfat.com

تقریظ

استاذ العلماء، محقق دوراں، مفتی یسر حضرت علامہ مفتی محمد اکمل مدنی دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از زمانۂ آدم علیہ السلام، عموماً شہرتِ انسان، اوصافِ قبیحہ، افعال مذمومہ اور اخلاق رذیلہ کی مرہون منت رہی ہے، جیسے عوام وخواصِ اہل اسلام کے مابین فرعون وابوجہل ویزید کی معرفت.. یا.. اس کے برعکس، اوصافِ حمیدہ، اعمال صالحہ اور عاداتِ حسنہ وغیرہا امور اس کا سبب بنے ہیں، جیسے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امام حسن وحسین ودیگر علماء وفقہاء امت کی مقبولیت۔ اہل حق، اول الذکر اُمور سے حاصل شدہ شہرت کو، اللہ عزوجل کے غضب اور ثانی الذکر اسباب سے محصول مقبولیت کو، اس کی محبت کی علامت قرار دیتے ہیں۔ جس کی توثیق درج ذیل روایت سے بخوبی حاصل کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا احب اللہ العبدنادی جبریل إن اللہ یحب فلانا فاحببہ فیحبہ جبریل فینادی جبریل فی اھل السماء ان اللہ یحب فلانافاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الأرض۔

(بخاری۔ باب ذکر الملائکہ۔ رقم الحدیث 3209)

یعنی جب اللہ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے، تو وہ (اپنے منادی کے ذریعے) جبرئیل کو ندا فرماتا ہے کہ اللہ اپنے فلاں بندے کو محبوب رکھتا ہے، چنانچہ آپ بھی اس سے محبت فرمائیں، پس جبرئیل بھی اسے محبوب رکھتے ہیں۔ پھر جبرئیل، اہل سماء کو ندا فرماتے ہیں کہ اللہ اپنے فلاں بندے کو محبوب رکھتا ہے، تو تم بھی اس سے محبت رکھو۔ پس اہل سماء بھی اسے اپنا محبوب بنالیتے ہیں، پھر زمین میں اس کی مقبولیت اتار دی جاتی ہے۔

بحسن ظن غالب، حضرت علامہ مفتی، شیخ الحدیث والتفسیر، محدث اعظم غلام رسول

Marfat.com

سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی محبوب ومقبول بندوں میں سے ایک تھے۔جن کی اچھی عادات وعلمی کارناموں کی بنا پر،من جانب اللہ حاصل ہونے والی مقبولیتِ عامہ نے،نہ صرف ان کی حیاتِ طیبہ میں قدم بوسی کی سعادت حاصل کی، بلکہ ان شاء اللہ رہتی دنیا تک اس میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

پھر اہل علم ونظر پر مخفی نہیں کہ ان مقبول ومحمود بندوں کے ذکرِ خیر کو تا قیامت قائم ودائم رکھنے کے سلسلے میں اللہ عزوجل کی عادتِ کریمہ جاری وساری ہے کہ وہ مختلف ادوار میں، سعادت مند افراد کو،اپنے ان محبین کی زندگی کے تمام شعبوں کو،ایسے لوگوں کے سامنے آشکار کرنے کی توفیق رفیق عطا فرماتا ہے،جو پہلے ان کی معرفتِ تامہ نہیں رکھتے۔اس طرح جو جانتے ہیں،وہ مزید جان جاتے ہیں اور جو نہیں جانتے،وہ اچھی طرح پہچان کر، مزید شہرت کا سبب بنتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ زید مجدہ بھی انہیں سعادت مندوں میں سے ایک ہیں،جنہیں اللہ عزوجل نے،محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں،کلماتِ خیر کے اجتماع کی سعادت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

الحمدللہ آپ میرے ذہین وسمجھ دار تلامذہ میں سے ایک ہیں اوراس وقت کراچی یونیورسٹی میں،Department of Islamic Learning میں Assistant Professor کے طور پر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اساتذہ وعلماء واکابرین کے ادب اوران سے اکتسابِ فیض کے سلسلے میں ان کی سعی احسن،اہل علم حضرات پر مخفی نہیں۔آپ نے ''محدثِ اعظم پاک وہند'' کی پوری حیات اور علمی خدمات کو بہت احسن وجامع انداز میں مجتمع فرمایا ہے۔کتابِ ہذا کو پانچ ابواب میں منقسم کرتے ہوئے،بابِ اول میں حضرت کا سوانحی خاکہ،دوم میں ذکرِ شیخ طریقت واساتذہ وتلامذۂ مشہورہ،سوم میں تأثراتِ معاصرین،چہارم میں تصنیفات وتالیفات اور پنجم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادات و تفردات پر دقتِ نظری کے ساتھ پُرمغز تبصرہ شامل کیا گیا ہے۔ان شاء اللہ عزوجل قارئین

Marfat.com

کرام، بعدِ مطالعہ، معرفتِ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں تشنگی محسوس نہ فرمائیں گے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ قارئین کرام، بغور مطالعے کے بعد، اللہ عزوجل کی بارگاہ کے اس مقبول ومحبوب بندے کی زندگی کو عملی نمونہ (Role Model) بناتے ہوئے، نہ صرف اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگی میں مثبت تبدیلیاں لائیں، بلکہ احساس ذمہ داری کے ساتھ، جہاں تک ممکن ہو، اس کتاب کو دیگر ممالک اور دوست احباب تک پہنچانے، مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے اور فیض محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو عام کرنے کے سلسلے میں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق معاون بننے کی کوشش فرمائیں۔

اللہ عزوجل، حضرت علامہ مفتی غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی بخشش ومغفرت فرمائے، آپ کے فیض کو تا قیامت جاری وساری فرمائے اور اس کتاب کو، ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ صاحب اور ان کے والدین کے لئے ذریعہ نجات بنائے اور انہیں مزید علمی کاموں کی بعافیت توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین

احقر الانام

محمد اکمل مدنی

بروزِ منگل، 23 فروری، 2016ء

نارتھ ناظم آباد کراچی پاکستان

Marfat.com

رائے گرامی

زبدۃ الاذکیاء عمدۃ الفقہاء مفتی محمد اطہر نعیمی دامت برکاتہم العالیہ

باسمہ سبحانہ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

راقم الحروف محمد اطہر نعیمی عمر عزیز کے اسّی (80) سال گزار چکا ہے۔اب عمر آرام کرنے کی ہے لیکن بعض احباب نہ خود آرام کرتے ہیں نہ دوسروں کو آرام کرنے دیتے ہیں اور اس سلسلہ میں ممکنہ وسائل استعمال کرتے ہیں۔آج 20-02-2016 کو ایک کرم فرما ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ سلمہ، ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی صاحب کو سفارشی کی حیثیت سے ساتھ لے کر غریب خانہ پر آئے اوز ''محدث اعظم پاک وہند'' نامی کتاب کا مسودہ پیش کر کے تقریظ کی فرمائش کی۔

ڈاکٹر ناصر الدین سلمہ کئی سال سے میرے پاس آتے ہیں اور کمال عقیدت رکھتے ہیں۔

ورنہ من آنم کہ من دانم

تو ان کے جانے کے بعد میں نے مسودہ کا سرسری جائزہ لیا، تو ممدوح کتاب علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاپیادہ اور سواری پر سفر کا واقعہ زیر نظر آیا۔حج اکبر کے سلسلہ میں علامہ مرحوم کے جذبات عقیدت پڑھنے کے بعد جو کیفیت ہوئی ان کے اظہار کے لیے الفاظ کا سہارا ممکن نہیں، البتہ اس سلسلہ میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ حج اکبر کا شرف اور اس کے اجر کے سلسلہ میں ایک سہل طریقہ اور بھی ہے جس پر عمل کر کے علامہ نے اجر حاصل کئے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ اس پر پوری طرح عمل پیرا تھے۔کتاب کے مطالعہ سے بھی قارئین کو مثالیں ملیں گی۔اس سلسلہ میں شاگردوں میں سے جس کے پاس گھڑی نہ ہوتی تو اپنی قیمتی گھڑی دیدیتے۔آپ کو کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ علامہ صاحب نے ہزاروں

Marfat.com

صفحات پر مشتمل کتابیں لکھیں اور پابندی وقت کو ملحوظ رکھا۔اس لئے علامہ صاحب نے معیار کو بھی اہمیت دی علامہ صاحب کی گھڑی اور قلم معیاری (قیمتی) ہوتے۔راقم الحروف کو بھی یہ شوق وراثتاً ملا چونکہ میرے والد مرحوم تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بھی معیاری گھڑی اور قلم رکھتے تھے۔علامہ صاحب نے بھی راقم کو دو قلم عنایت فرمائے ایک پارکر کا قیمتی اور ایک دوسرا تھا۔

ناظرین گرامی ابتدائی سطور میں اپنی علالت کا ذکر کر چکا ہوں اپنی پیرانہ سالی کے علاوہ زمانہ کے حالات کی وجہ سے دل برداشتگی تو دوسری طرف رفیقۂ حیات کی علالت نے لکھنے پڑھنے پر قدغن جیسی کیفیت طاری کردی ہے لیکن علامہ کا خلوص اس بات پر مجبور کررہا ہے کہ علامہ کے بارے میں جو واقعہ یا وقعات جانتا ہوں اسے آپ کو پیش کردوں۔

زیر نظر کتاب مرتبہ ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ کے مطالعہ نے ہمیں بہت سے ایسے واقعات کی یاددہانی کرائی جن کے بارے میں یا تو ہمیں معلوم ہی نہ تھا یا ہم نے اس کی طرف توجہ نہ کی تھی۔زیر نظر کتاب کا سرسری مطالعہ کیا اور فاضل مرتب کی اس کم عمری میں کی گئی کوشش کو سراہا۔

میں پیرانہ سالی کی وجہ سے عمیق نظر سے مطالعہ نہ کرسکا صرف سرسری جائزہ لیا ہے۔ موصوف نے اپنے ممدوح کے بارے میں نہایت خوش اسلوبی سے واقعات کو تحریر کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی رہے ہیں، میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گا کہ اس تحریر میں ممدوح کتاب علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کارفرما رہی ہے اور یہ کتاب آپ کے سامنے آئی۔

علامہ کے بارے میں ارباب علم وعقیدت نے کہا اور لکھ رہے ہیں:

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ہر مرتب اپنی کاوش کو اپنے انداز سے پیش کرے گا، تقابلی جائزہ نہ تو مناسب، نہ ممکن۔ کیونکہ دوسری کتب نہ تو مَیں نے دیکھیں اور نہ ان پر تبصرہ کیا۔یہ خیال آیا کہ مرتب کتاب

Marfat.com

کے لیے کیا یہ ممکن ہوگا کہ اتنی طویل تحریر شامل کتاب کرسکیں۔لیکن فاضل مرتب سے پہلی ملاقات میں جو تاثر قائم کیا وہ ڈاکٹر ناصر الدین کی معیت سے متعلق تھا۔اللہ تعالیٰ فاضل مرتب کی اس عقیدت مندانہ کوشش کو قبول عام بنائے۔آمین بجاہ سید المرسلین

محمد اطہر نعیمی
سابق چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی
خادم دار العلوم نعیمیہ، کراچی
اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی

141049
Marfat.com

رائے گرامی

استاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی دامت برکاتہم العالیہ

محترم ومکرم جناب ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ زید مجدہ

آنجناب کی کتاب ''محدثِ اعظم پاک وہند'' مجھے پیش کی گئی، کثرت مصروفیات کی وجہ سے بالاستیعاب مطالعہ تو نہ کرسکا۔ البتہ آپ نے عہد حاضر کی جس نابغہ روزگار شخصیت کے حوالہ سے سوانح و خدمات کا ذکر فرمایا یقیناً وہ بیک وقت مفسر قرآن، محدث اعظم، فقیہہ ملت، مایہ ناز مناظر، بے مثل مدرِّس اور عظیم المرتبت شخصیت کے مالک تھے۔ جنہوں نے اپنی تمام زندگی قال اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بسر کی اور ایسا عظیم الشان علمی و تحقیقی کام کر گئے جس کی نظیر حال میں دور دور تک نہیں ملتی۔ اللہ رب العزت علامہ غلام رسول سعیدی نور اللہ مرقدہ کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کا فیض تا دیر قائم ودائم فرمائے۔ آمین

حق تعالیٰ ڈاکٹر محمد عاطف راؤ صاحب زید مجدہ کی اس علمی و تحقیقی کاوش کو قبول فرمائے، انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اس خدمت کو خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لئے بنائے۔ (آمین)

والسلام

محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی

12 جمادی الاول 1437ھ

23 فروری 2016ء

دار العلوم نعیمیہ کراچی پاکستان

Marfat.com

باسمہ حامداً ومصلیاً ومسلماً

Department of Islamic Learning
Faculty of Islamic Studies, University of Karachi,
Karachi-75270,Pakistan. Tel: 092-21-9261300-06
E-mail: nasiruddin@uok.edu.pk

تأثرات

ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ

بحمدہ تعالیٰ عزیزی ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ حفظہ اللہ الباری کی تالیف کردہ کتاب ''محدث اعظم پاک و ہند'' حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار اور خدمات دینیہ پر باصر ہنواز ہوئی۔

چونکہ مؤلف موصوف نے احقر کی زیر نگرانی حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف ''شرح صحیح مسلم'' پر جامعہ کراچی سے Ph.D کی سند حاصل کی ہے، لہٰذا ان کی شخصیت کے کئی پہلوؤں سے واقف ہیں۔ اس کتاب کی تکمیل، ان کی حیات میں، ان سے انٹرویوز اور ملاقاتوں کی بنیاد پر ہوئی اور سونے پر سہاگہ یہ کہ انہیں لفظاً لفظاً سنانے کا موقع بھی ملا۔ انہی کے مرتب کیے ہوئے اس کام کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری تصنیف ''تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن'' میں شامل کیا ہے جو کہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔ اس لئے اس کتاب کی افادیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

احقر کو مؤلف موصوف کے ہمراہ ایدھی سینٹر کے سرد خانے میں حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار نصیب ہوا اور آپ کو بڑا پر سکون پا کر یہ تاثر پیدا ہوا کہ:

Marfat.com

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

مؤلف موصوف نے تقریباً 300 صفحات پر مشتمل حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے جو مستند معلومات فراہم کی ہیں اور جو تحقیقی حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ آئندہ آنے والے تحقیق کاروں کے لئے بھی مفید ہوں گے۔

اللہ کرے زور قلم اور بھی زیادہ

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف موصوف کی اس مخلصانہ کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے مرجع عوام وخواص بنائے۔ آمین

احقر العباد مسکین ناصر الدین صدیقی قادری غفرلہ

12 جمادی الاول 1437ھ

23 فروری 2016ء

کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی

Marfat.com

ہدیہ تشکر

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، اما بعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پایاں فضل وکرم واحسان ہے، جس نے مجھ جیسے ناچیز وناتواں کو یہ توفیق دی کہ میں عہدِ حاضر کی ایک عبقری شخصیت کو خراج تحسین پیش کرسکوں اور کروڑہا کروڑ درود وسلام نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر کہ جن کے روحانی فیض سے یہ کام اپنے اختتام کو پہنچنا ممکن ہوا۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ کام ہر قسم کی کمی وکجی ونقص سے مبرّا ہے البتہ یہ ایک انسانی کاوش ہے اور اس حقیقت سے صرفِ نگاہ نہیں کی جاسکتی ہے کہ انسانی کام میں بہتری کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ (1)

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا۔''

سب سے پہلے میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محدث اعظم پاک و ہند شیخ التفسیر والحدیث علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا تہہ دل سے ممنون ہوں جو اس کتاب کا اصل مآخذ ہیں، راقم نے گاہے بگاہے نہ صرف حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کی بلکہ لفظاً لفظاً اس کتاب کو سنانے کا شرف بھی حاصل ہوا اور اس گفتگو کو ان کی اجازت سے ریکارڈ بھی کیا، الحمد للہ علی احسانہ انہوں نے کئی مقامات پر اصلاح فرمائی اور میری اس کاوش کو سراہا جیسا کہ ہمارے اکابرین کا انداز رہا ہے، ان کی محبت وشفقت میرے لئے سرمایۂ افتخار ہے۔

کسی بھی کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں بہت سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جب میں نے اس موضوع پر کام کا آغاز کیا تو بہت سے لوگوں نے تعاون کے لئے ہاتھ بڑھایا میں ان سب کا شکر گزار ہوں:

Marfat.com

سب سے پہلے میں اپنے انتہائی مشفق ومہربان استاذ ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی صاحب کا مشکور ہوں، جنہوں نے مسودہ کی ابتدائی مراجعت فرمائی اور تاثرات بھی عطا فرمائے۔

اس کے ساتھ ساتھ جن علمی شخصیات سے استفادہ کا موقع ملتا رہا ان میں سرفہرست مفتی محمد عبداللہ نورانی صاحب ہیں جنہیں دس سال سے زائد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا موقع ملا، ان کا تعاون قابل صد تعریف ولائق ستائش ہے۔اس کے علاوہ میرے عزیز ساتھی ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی سے اس کتاب کی طباعت کے مراحل میں بھرپور مشاورت رہی، اللہ کریم مزید محبت اور مودت عطا فرمائے (آمین)۔اس کے ساتھ ساتھ برادر محترم، انتہائی مشفق اور علم دوست شخصیت کے مالک، مفتی محمد اسمٰعیل نورانی صاحب دامت فیوضہم کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد قرب کی وجہ سے آپ کی حیات مبارکہ کے مختلف گوشوں پر رہنمائی فراہم کی بالخصوص حضرت کے آخری ایام سے لے کر تدفین تک کے مراحل کو قلمبند کیا اور ناچیز کو اپنی کتاب میں شامل کرنے کی اجازت عطا فرمائی، آخر میں اپنے ایک انتہائی عزیز دوست اور محسن مولانا رضا المصطفیٰ زید مجدہ جن کی محنت اور اخلاص کی وجہ سے یہ کتاب اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، تہہ دل سے ان کا ممنون ہوں کہ اگر ان کی معاونت شامل حال نہ ہوتی تو شائد یہ کتاب اس انداز میں منظر عام پر نہ آتی، ان تمام لوگوں کا بھی جنہوں نے مجھے اپنی غائبانہ دعاؤں میں یاد رکھا۔۔

اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائیں۔آمین

جزاھم اللہ عنی خیر الجزاء

وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

اسسٹنٹ پروفیسر، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

Marfat.com

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طبقۂ انبیاء ومرسلین میں حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی یہ امتیاز حاصل ہے کہ صحابۂ کرام اور راویانِ حدیث نے آپ کی حیات مقدسہ کے ایک ایک گوشے کو انسانیت کی ہدایت ورہنمائی کے لئے کہیں اجمال اور کہیں تفصیل کے ساتھ تاریخ کے سینے میں محفوظ کر دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وفعل کا اتنا عظیم اور مستند ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اسے سمجھنے اور جاننے کے لئے علم حدیث واصول حدیث اور اسماء الرجال کے نام سے کئی فنونِ علم عالم وجود میں آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ اقوال وافعال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریحات وتوضیحات اور علل وحکم پر بھی قلم اٹھایا گیا ہے اور مختلف شروحات زینت قرطاس کیں۔

برصغیر پاک وہند میں اہل علم حضرات نے قرآن مجید فرقان حمید کی تفاسیر اور احادیث مبارکہ کی شروحات پر اس قدر کام کیا ہے کہ جس کا احاطہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، اس ضمن میں ایک تفصیل ہے جو طوالت کی وجہ سے پیش نہیں کی جاسکتی۔ مروجہ علوم دینیہ کی تکمیل کے دوران مجھے حدیث سے خصوصی تعلق اور شغف رہا، یہی وجہ ہے کہ صحاح ستہ کی مستند اور معتمد شروحات کے شب وروز مطالعہ کا موقع ملا، اکثر شارحین نے شرح کے لئے صحیح بخاری پر قلم اٹھایا، آج صحیح بخاری کی صرف اُردو زبان میں ایک درجن سے زائد شروحات موجود ہیں، مگر جب صحیح مسلم کی طرف نظر گئی تو اس ضمن میں 2000ء تک یہ صورت نظر نہیں آئی، صحیح مسلم پر فقط چند تراجم اور حواشی سے زیادہ کام نہیں کیا گیا۔ دوسری طرف شرح صحیح مسلم از علّامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ جو انتہائی مبسوط، مفصل اور ضخیم شرح ہے اور تقریباً آٹھ ہزار صفحات پر محیط ہے اور اس میں جگہ جگہ علم وفن کے موتی بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جسکی وجہ سے یہ شرح دیگر تمام اُردو شروحات پر بظاہر غالب نظر آتی ہے۔ اس میں جہاں علوم جدیدہ وقدیمہ، نقل واصل، روایت ودرایت، تحقیق ونقد وغیرہ وغیرہ کی ابحاث

Marfat.com

موجود ہیں۔ وہیں علّامہ موصوف کا ذاتی اجتہاد، علمائے متقدمین ومتاخرین سے اختلاف رائے اور اکابرین کی تحقیق کا علمی رد، کثرت حوالہ جات، اصولی وفنی ابحاث صرفی ونحوی قواعد کے انطباق سے تنائج کا استخراج، کلامی وعلمی مسائل میں مصنّف کے ذاتی اصولوں کے ماتحت راجح ومرجوح اقوال میں رَدوقبول کا معیار، جدید مسائل میں تحقیق وتدقیق واختلاف کی نوعیت وکیفیت، مشاہداتی وتجرباتی اقوال میں شارح کے تفردات واجتہادات اور انفرادی آراء منفرد وممتاز نظر آتی ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ سائنس کی ترقی دن بدن نت نئے مسائل کو جنم دے رہی ہے جبکہ نصوص قرآن وسنت اور اجماع صحابہ محدود ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر کوئی عصر حاضر کے جدید طبی ومعاشی مسائل کے حل سے آشنائی نہیں رکھتا، اور ان تمامی مسائل کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ شرح صحیح مسلم میں قلم بند کیا گیا ہے۔

چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ علوم دینیہ سے فراغت کے بعد ڈاکٹریٹ کے لئے اپنے مقالے کا انتخاب بھی اسی چشمۂ علم سے کروں گا تا کہ وہ محاسن جو اس شرح میں پائے جاتے ہیں انہیں واضح کیا جائے اس کے ساتھ ساتھ وہ ابحاث جو روز اوّل سے معاصرین کی تحسین وتنقید کا ہدف بنی ہوئی ہیں ان کا تحقیقی وتنقیدی تجزیہ پیش کیا جائے۔

الحمدللہ حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان نظر سے بعنوان ''شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' پر 2014ء میں کام مکمل کیا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل ہوئی بلکہ اس کے ساتھ ہی پاکستان کی عظیم جامعات میں سے جامعہ کراچی میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر کے تقرر بھی ہوگیا۔ اس کتاب کو برقت عملی جامہ پہنانے کے لئے مَیں نے اپنے مقالہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔

Marfat.com

حدیثِ دل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامدًا و مصلیًا

اللہ کریم ہی کا شکر اور احسان ہے کہ وہ جس کسی کو چاہے اپنے خزانوں سے سرفراز فرمائے اور اسی کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات سے ساری دنیا سرشار ہے کہ اسی ذات پاک نے مخلوقِ باری تعالیٰ کو ذاتِ الٰہی سے متعارف کرایا ہے۔ یوں تو ہر کام اسی کی منشاء و مرضی سے ہوتا ہے لیکن اس عالمِ اسباب میں کچھ محرکات بھی کارفرما ہوتے ہیں، یہ کتاب جو اس وقت آپ کے مطالعہ میں ہے اس کی تحریک کا سبب بھی بہت دلچسپ ہے، 2011ء میں خاکسار کا پی ایچ ڈی کے لئے مقالہ بعنوان ''شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' جامعہ کراچی کے بورڈ آف ایڈوانس اسٹڈیز اینڈ ریسرچ (Board of Advanced Studies and Research) نے منظور کیا، کام خاصہ مشکل تھا کیونکہ شرح کی ضخامت و کثرت مباحث نے اس کتاب کو فقہی انسائیکلو پیڈیا کا درجہ دے دیا تھا، لیکن کسی نے درست کہا کہ ہمت مرداں مدد خدا۔۔۔ اور ساتھ ہی والدین کریمین و انتہائی مشفق و مہربان استاذ پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی دامت برکاتہم کی رہنمائی نے اسے آسان کر دیا۔ اس کام کی ابتدائی مرحلہ میں ایک خواہش نے جنم لیا کہ جس عظیم شخصیت کی اس قابل قدر کاوش پر کام کرنے کا آغاز کیا ہے کیوں نہ اس کی زیارت و دعاؤں سے ہی آغازِ سفر کیا جائے اور ان کی علمی مجالس سے خوشہ چینی کا موقعہ میسر آسکے۔ چنانچہ دار العلوم نعیمیہ کا رخ کیا اور پہلی مرتبہ شارح صحیح مسلم کی زیارت ہوئی مگر حضرت کی طبیعت و مصروفیات نے مزید ملاقات کے سلسلہ پر بند باندھ دیا اور فقط ایک جملہ سماعت سے ٹکرایا کہ بس میں آپ کے لئے دعا کر سکتا ہوں اپنی علمی سرگرمیوں کی وجہ سے ملاقات و معاونت ممکن نہیں، یہ سنتے ہی اُمیدوں اور آرزوؤں کی کشتی کنارے سے لگنے

Marfat.com

کے بجائے بیچ بھنور میں پھنستی محسوس ہوئی، وقتی طور پر یہ تاثر قائم ہوا بقول شاعر

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت میں ملیں گے
کیا خوب قیامت کا بھی ہو گا کوئی دن اور

اس مختصر مگر پُراثر ملاقات کے بعد میں نے خود ہی اس کام کا بیڑہ اُٹھایا اور حضرت سے کسی قسم کی معاونت کی توقعات غرق آب ہو گئیں۔ مقالہ کے اختتامی مراحل پر دوبارہ تمنائے شوق نے انگڑائی لی اور شام کے اوقات میں شرف ملاقات کا ارادہ کیا، الحمد للہ ملاقات بہت خوشگوار رہی، تین برس قبل کا تاثر ذائل ہوا اور پھر ملاقات کا ایک تسلسل قائم ہو گیا۔ حضرت کا معمول تھا کہ مغرب تا عشاء عمومی ملاقات کر لیا کرتے تھے اور ان دنوں تفسیر تبیان الفرقان کی پہلی جلد پر کام ہو رہا تھا۔ ایک روز راقم نے عرض کی کہ قبلہ کیا آپ کے حالات زندگی کے حوالہ سے کوئی مستند معلومات مل سکتی ہیں تو حضرت نے کچھ توقف کے بعد غالباً مولانا شفیق الرحمٰن سے فرمایا کہ یہ جو الماری میں التفسیر کا خصوصی شمارہ ''مفسرین نمبر'' رکھا ہے یہ نکال کر لاؤ، پھر فرمانے لگے کہ اس میں ایک مقالہ ہے جس کا عنوان ہے ''علامہ غلام رسول سعیدی اور تبیان القران'' یہ مجھے بہت پسند آیا ہے اور میں نے مفتی منیب الرحمٰن صاحب کو بھی یہ دکھایا ہے مگر وہ تعریف کم ہی کیا کرتے ہیں۔ اس وقت جو میری قلبی کیفیت تھی اس کو لفظوں کا جامہ پہنانا یقیناً میرے لئے ممکن نہیں لیکن میں زبانِ حال سے صرف یہی کہوں گا کہ اس کرم کا کروں شکر کیسے ادا۔ وہ مضمون میرے ہی قلم کی ایک کاوش ناتمام تھا اور میں نے جب عرض کی کہ قبلہ اس مضمون کا مصنف آپ کے سامنے موجود ہے۔ میں آج کم وبیش تین سال بعد بھی حضرت کی مسرت اور دعاؤں بھری کیفیت اور آنکھوں کی چمک اپنے تصورات میں محسوس کرتا ہوں۔ اس ملاقات کے بعد سے لے کر تا دمِ آخر قبلہ ہر مرحلے پر حوصلہ افزائی فرماتے رہے اور دعاؤں سے نوازتے رہے کہ میرا مقالہ قبولِ عام حاصل کرے اور ان کی یہ آرزو اور تمنا میری سعادت وخوش بختی بن گئی۔ میں نے اپنے مقالہ کے دو ابواب حرفاً حرفاً حضرت کو سنائے ہیں اور انہوں نے کمالِ محبت اور شفقت کے ساتھ اس کی تصحیح کی یہاں تک

Marfat.com

کہ اس قدر کرم نوازی فرمائی کہ مجھ سے فرمایا: ''کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ نے میری سوانح جو مجھے سنا کر اس کی تصحیح کی ہے، وہ تفسیر تبیان الفرقان کے آغاز میں شامل کردں''۔ بس اس حکم کا ملنا تھا کہ میں نے پہلا باب حضرت کی خدمت میں پیش کردیا۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض ہونے کے بعد جب میں حضرت سے ملا تو آپ بہت خوش ہوئے اور ساتھ ہی مجھے اپنی دعاؤں سے بھی نوازا۔

میری خواہش تھی کہ میں اپنے مقالہ میں سے علامہ صاحب کے حوالہ سے کچھ معلومات کو یکجا کر کے کتابی صورت میں شائع کروں، چنانچہ اس ضمن میں برادر محترم مولانا عبید رضا الوری کے مشورہ پر گرامی قدر مولانا سجاد مدنی صاحب دامت فیوضہم نے اس کتاب کا پہلا ایڈیشن 2016ء میں علامہ سعیدی علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال کے فوری بعد شائع کرانے میں بھرپور تعاون کیا اور 500 کی تعداد میں چھپوا کر ارتقا فاؤنڈیشن کی جانب سے مختلف اداروں اور شخصیات کو بطور تحفہ دینے کا اہتمام کیا۔ اللہ کریم ان احباب کو اپنے کرم خاص سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین)

چونکہ کتاب کم تعداد میں چھپی اور مخصوص اداروں اور احباب تک پہنچی لہٰذا اس کتاب کو مختلف مکتبوں پر رکھنے کا انتظام نہیں کیا گیا اور اس طرح عام عوام تک اس کتاب کی رسائی نہیں ہوسکی، پھر اللہ کریم نے صاحبزادہ مولانا رضاء الحسن صاحب زید مجدہ کو اس کارِ خیر میں اپنا حصہ ملانے کی توفیق عطاء فرمائی اور انہوں نے صاحبزادہ محترم محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب دامت الطافہم العالیہ کی خدمت میں اس کتاب کو پیش کیا، آپ نے نہ صرف اس کاوش کی تحسین فرمائی بلکہ اس کتاب کو شایان شان طریقہ پر شائع کرانے کا اہتمام بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

اس کتاب کی طباعت ثانی میں، میں نے علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے ملک پاکستان میں جہاں کہیں بھی پی ایچ ڈی، ایم فل، ایم اے اور بی ایس لیول پر کام ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے ان سب کی معلومات کو جمع کیا ہے، اس کا ایک فائدہ تو ان محققین کو ہوگا

Marfat.com

جوآپ کی خدمات پر مختلف موضوعات پر کام کرنا چاہتے ہیں وہ اس فہرست کو دیکھ کر نئے زاویوں سے موضوعات کا انتخاب کر سکتے ہیں اور دوسرا میرا مقصد یہ بھی ہے کہ میں علامہ صاحب کے حوالہ سے یہ حقیقت اہل علم کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت برصغیر پاک و ہند میں آپ وہ واحد مذہبی شخصیت ہیں جن کی زندگی میں ان پر حکومتی جامعات کی سطح پر اس قدر کام ہوا ہے جس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ اللہ کریم میری اس کاوش میں اخلاص عطا فرمائیں، ہم سب کو اپنے فضل وکرم سے نوازیں، ہماری خطاؤں کو معاف فرمائیں اور ہم کو ہمیشہ نیکی کی راہ پر گامزن رکھیں۔ آمین

جزاھم اللہ عنی خیر الجزاء

وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

اسسٹنٹ پروفیسر، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

Marfat.com

محدث اعظم پاک وہند علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات پر پی ایچ ڈی، ایم فل، ایم اے اور بی ایس کی سطح پر ہونے والے تحقیقی کام کی تفصیلات

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف پر مختلف جامعات میں بی ایس، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر گزشتہ دو دہائیوں سے تحقیقی کام کیا جارہا ہے، چنانچہ میں نے کوشش کی کہ مقالہ نگاروں سے براہِ راست گفتگو ہو اور ان سے تحقیقی موضوع سے متعلق رہنمائی حاصل کی جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے جامعہ پنجاب لاہور، شیخ زید اسلامک سینٹر کراچی ولاہور، ایمپیریل یونیورسٹی لاہور، منہاج یونیورسٹی لاہور، اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، فیڈرل اُردو یونیورسٹی اسلام آباد وکراچی کیمپس، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ، ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا، سندھ یونیورسٹی جامشورو اور مختلف شہروں کے معروف دینی اداروں وجامعات کے صدورِ شعبہ علوم اسلامیہ واساتذۂ علوم اسلامیہ سے ملاقات بھی کی تاکہ بہتر انداز میں ایک جامع فہرست علامہ صاحب کی خدمات پر ہونے والے تحقیقی کام کی پیش کی جاسکے تاہم ہماری معلومات کے مطابق جن موضوعات پر تاحال کام ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے۔ ان کی تعداد 70 سے تجاوز کر گئی ہے، ان میں 10 پی ایچ ڈی، 36 ایم فل، 20 ایم اے اور بی ایس کے مقالات شامل ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پی ایچ ڈی کے مقالات

علامہ سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کے حوالہ سے ان کی حیات ہی میں 3 پی ایچ ڈی کی سطح کے مقالہ جات تکمیل کے مراحل طے کر کے سند حاصل کر چکے تھے جن کا ذکر خود علامہ صاحب نے اپنی آخری تصنیف تفسیر تبیان الفرقان کے آغاز میں بھی کیا ہے، ایک

Marfat.com

مقالہ (اس فہرست میں نمبر چار) کو ریسرچ آرٹیکل شائع نہ ہونے کی وجہ سے اب تک سند تفویض نہیں کی گئی جبکہ مقالہ نگار باقی تمام مراحل مکمل کر چکے ہیں۔ پی ایچ ڈی کا ایک مقالہ 2017ء میں مکمل ہوا جبکہ 4 مقالہ جات پر ابھی کام جاری ہے اور وہ چاروں اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد سے عربی میں لکھے جا رہے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق ایک مقالہ علامہ صاحب کی حیات وخدمات پر انگریزی زبان میں لکھا جا رہا ہے۔ جس کی مکمل معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ دسمبر 2017

نمبر 1

شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (سن تکمیل: 2014ء، تعداد صفحات: 400)	
مقالہ نگار: محمد عاطف اسلم راؤ	نگران تحقیق: ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی
شعبہ قرآن وسنہ، کلیہ معارف اسلامیہ	جامعہ کراچی، کراچی، صوبہ سندھ، پاکستان

نمبر 2

فقہی مسائل کے بارے میں تفاسیر معارف القرآن اور تبیان القرآن کے اسالیب و رجحانات کا تقابلی جائزہ (سن تکمیل: 2014ء، تعداد صفحات: 369)	
مقالہ نگار: محمد شہاب اشرف خٹک	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد عبداللہ عابد
شعبہ عربی علوم اسلامیہ وتحقیق	گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان، صوبہ خیبر پختونخوا، پاکستان
اس مقالہ کو آن لائن پڑھا جا سکتا ہے۔ www.eprints.hec.gov.pk	

نمبر 3

علامہ غلام رسول سعیدی کی تفسیری خدمات (سن تکمیل: 2015ء، تعداد صفحات: 300)	
مقالہ نگار: مہوش خالد	نگران تحقیق: ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری
شعبہ علوم اسلامی، کلیہ معارف اسلامیہ	جامعہ کراچی، کراچی، صوبہ سندھ، پاکستان

Marfat.com

نمبر 4

تفسیر تبیان القرآن میں عائلی مباحث کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: محمد اشفاق	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد
شعبہ علوم اسلامیہ	نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، پاکستان
مقالہ نگار کو ریسرچ آرٹیکل شائع نہ ہونے کی وجہ سے تا حال ڈگری تفویض نہیں کی جا سکی۔	

نمبر 5

تبیان القرآن اور انوار البیان میں عصری مسائل کا تقابلی جائزہ (سن تکمیل: 2017ء)	
مقالہ نگار: محمد رمضان سعیدی	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم رانا
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 6

استدراکات الآلوسی والسعیدی علی الفخر الرازی فی تفسیریهما (دراسة تحلیلیة نقدیة) من اول سورة الفاتحة الی آخر سورة الانعام (المستمرة)	
الطالب: نجم الدین کوکب ہاشمی	المشرف: الدکتور محمد عبدالوهاب الراسخ
قسم التفسیر وعلوم القرآن، کلیة الدرسات الاسلامیة (اصول الدین)	الجامعة الاسلامیة العالمیة، اسلام آباد، باکستان

نمبر 7

استدراکات الآلوسی والسعیدی علی الفخر الرازی فی تفسیریهما (دراسة تحلیلیة نقدیة) من اول سورة الاعراف الی آخر سورة الکهف (المستمرة)	
الطالب: محمد سعید بن حکم خان	المشرف: الدکتور محمد عبدالوهاب الراسخ
قسم التفسیر وعلوم القرآن، کلیة الدرسات الاسلامیة (اصول الدین)	الجامعة الاسلامیة العالمیة، اسلام آباد، باکستان

Marfat.com

نمبر 8

استدراکات الآلوسی والسعیدی علی الفخر الرازی فی تفسیریهما (دراسة تحلیلیة نقدیة) من اول سورة مریم الی آخر سورة یسین (المستمرة)	
الطالب: محمد ادریس	المشرف: الدکتور محمد عبدالوهاب الراسخ
قسم التفسیر وعلوم القرآن، کلیة الدرسات الاسلامیة (اصول الدین)	الجامعة الاسلامیة العالمیة، اسلام آباد، باکستان

نمبر 9

استدراکات الآلوسی والسعیدی علی الفخر الرازی فی تفسیریهما (دراسة تحلیلیة نقدیة) من اول سورة الصافات الی آخر سورة الناس (المستمرة)	
الطالب: عظمی شاہین	المشرف: الدکتور محمد عبدالوهاب الراسخ
قسم التفسیر وعلوم القرآن، کلیة الدرسات الاسلامیة (اصول الدین)	الجامعة الاسلامیة العالمیة، اسلام آباد، باکستان

Marfat.com

ایم فل کے مقالات

نمبر 1

عصری طبی مسائل کا تحقیقی جائزہ شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی کا خصوصی مطالعہ (سن تکمیل: 2005ء)	
مقالہ نگار: محمد اعجاز عطاری	نگران تحقیق: ڈاکٹر سعید الرحمٰن
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 2

جدید حیاتیاتی مسائل: شرح صحیح مسلم (از غلام رسول سعیدی) کا مطالعہ (سن تکمیل: 2008ء)	
مقالہ نگار: سیف الرحمٰن	نگران تحقیق: ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری
ادارہ علوم اسلامیہ	پنجاب یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 3

تفسیر تبیان القرآن کی اعتقادی مباحث کا تحقیقی جائزہ (سن تکمیل: 2008ء)	
مقالہ نگار: عبدالقدوس درانی	نگران تحقیق: ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 4

عقائد اسلامیہ: تبیان القرآن اور عصری تفاسیر (سن تکمیل: 2009ء)	
مقالہ نگار: ناظم محمود	نگران تحقیق: ڈاکٹر حافظ محمود اختر
ادارہ علوم اسلامیہ	پنجاب یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب

Marfat.com

نمبر 5

معارف القرآن اور تبیان القرآن کے فقہی مباحث کا تقابلی مطالعہ (سورۃ النور کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2010ء)	
مقالہ نگار: عمر شاہد	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 6

معارف القرآن اور تبیان القرآن کے فقہی مباحث کا تقابلی مطالعہ (سورۃ المائدہ کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2010ء)	
مقالہ نگار: ملازم حسین	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمود سلطان کھوکھر
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 7

جدید فقہی مسائل میں تبیان القرآن اور تیسیر القرآن کے اُسلوب و منہج کا تقابلی جائزہ (سن تکمیل: 2011ء)	
مقالہ نگار: حافظ عبدالغفار	نگران تحقیق: ڈاکٹر ظہور اللہ ازہری
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 8

کشف الباری و نعمۃ الباری کا عقائد و عبادات میں تقابل (سن تکمیل: 2011ء)	
مقالہ نگار: محمد اکبر علی	نگران تحقیق: ڈاکٹر ابوالوفاء محمود
شیخ زاید اسلامک سینٹر	پنجاب یونیورسٹی، قائداعظم کیمپس، لاہور، صوبہ پنجاب
یہ مقالہ شیخ زاید اسلامک سینٹر لاہور میں موجود ہے۔	

Marfat.com

نمبر 9

علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم میں جدید فقہی مسائل (سن تکمیل: 2012ء)	
مقالہ نگار: ماریہ ارشد	نگران تحقیق: ڈاکٹر سید سلطان شاہ
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 10

تفسیر معارف القرآن اور تفسیر تبیان القرآن کا تقابلی مطالعہ (سن تکمیل: 2013ء)	
مقالہ نگار: بشریٰ بی بی	نگران تحقیق: ڈاکٹر حافظ عبدالرحیم
شعبہ علوم اسلامیہ (فاصلاتی نظام)	بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 11

سورۃ الانفال اور سورۃ الاحزاب کے مضامین کا تحقیقی مطالعہ (تدبر قرآن اور تبیان القرآن کا تقابلی جائزہ) (سن تکمیل: 2013ء)	
مقالہ نگار: عبدالستار	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم رانا
شعبہ علوم اسلامیہ (فاصلاتی نظام)	بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 12

نعمۃ الباری کا منہج و اسلوب۔ تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ (سن تکمیل: 2014ء)	
مقالہ نگار: شگفتہ جبیں	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
شعبہ علوم اسلامیہ و عربی	گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، صوبہ پنجاب، پاکستان
اس مقالہ کو ''علامہ غلام رسول سعیدی حیات و خدمات: نعمۃ الباری/نعم الباری کا خصوصی مطالعہ'' کے عنوان سے مکتبہ دارالاسلام نے 2016ء شائع کیا ہے۔	

Marfat.com

نمبر 13

مباحث سیرت: تبیان القرآن کی روشنی میں (سن تکمیل: 2014ء)	
مقالہ نگار: اختر حسین	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
شعبہ علوم اسلامیہ	گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، صوبہ پنجاب، پاکستان
اس مقالہ کو مکتبہ دارالاسلام نے 2016ء شائع کیا ہے۔	

نمبر 14

تفسیر تبیان القرآن کی فقہی مباحث کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (کتاب الزکوٰۃ تا کتاب الصوم) (سن تکمیل: 2014ء)	
مقالہ نگار: عون محمد سعیدی	نگران تحقیق: ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن
شعبہ علوم اسلامیہ	اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 15

تدبر قرآن (اصلاحی) اور تبیان القرآن (سعیدی) کے کلامی مضامین: ایک تقابلی جائزہ (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: محمد فریاد	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 16

صحیح بخاری کی دو اُردو شروح نعمۃ الباری اور انعام الباری کا تقابلی جائزہ (کتاب الزکوٰۃ تا کتاب الصوم) (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: عفرا محمود بنت محمود الحسن	نگران تحقیق: ڈاکٹر حافظ افتخار احمد
شعبہ علوم اسلامیہ	اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، صوبہ پنجاب، پاکستان

Marfat.com

نمبر 17

نعمۃ الباری اور انعام الباری کے منتخب ابواب کا تقابل (کتاب الجمعہ تا کتاب الجنائز) (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: خواجہ سیف الرحمٰن بن نذیر احمد	نگران تحقیق: ڈاکٹر شبیر احمد جامعی
شعبہ علوم اسلامیہ	اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 18

تبیان القرآن میں تفسیر آیات کے ضمن میں سائنسی توجیہات کا تحقیقی مطالعہ (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: عطاء اللہ شاہ	نگران تحقیق: ڈاکٹر شہباز منج
شعبہ علوم اسلامیہ	سرگودھا یونیورسٹی سب کیمپس بھکر، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 19

جدید معاشی مسائل میں مفتی تقی عثمانی اور علامہ غلام رسول سعیدی کی آرا کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: نزہت سعید	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم خان نیازی
شعبہ علوم اسلامیہ	سرگودھا یونیورسٹی سب کیمپس بھکر، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 20

سید ابوالاعلیٰ مودودی اور علامہ غلام رسول سعیدی کی سیاسی آرا کا تنقیدی و تقابلی مطالعہ (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: ہاشم	نگران تحقیق: ڈاکٹر ساجد اقبال
شعبہ علوم اسلامیہ	سرگودھا یونیورسٹی سب کیمپس بھکر، صوبہ پنجاب، پاکستان

Marfat.com

نمبر 21

قرآن حکیم میں منصب نبوت اور اس کی ذمہ داریاں (تفسیر حقانی، تفہیم القرآن اور تبیان القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: سعیدہ رحمت	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم ورک
کلیہ عربی وعلوم اسلامی	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

نمبر 22

قرآن حکیم میں منصب نبوت اور اس کی ذمہ داریاں (تفسیر حقانی، تفہیم القرآن اور تبیان القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: سعیدہ رحمت	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم ورک
کلیہ عربی وعلوم اسلامی	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

نمبر 23

آیات احکام کی روشنی میں استنباط مسائل کے حوالہ سے علامہ غلام رسول سعیدی کے اسلوب کا تحقیقی جائزہ (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: ہاجرہ حفیظ اللہ کاکڑ	نگران تحقیق: ڈاکٹر سید حیدر شاہ
انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز	سردار بہادر خان وومنز یونیورسٹی، کوئٹہ، صوبہ بلوچستان، پاکستان

نمبر 24

دعوت القرآن اور تبیان القرآن کے منہج واسلوب کا تقابلی جائزہ (سورۃ الاعراف کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: سمیعہ نذیر	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد عابد نعیم
شعبہ علوم اسلامی	گیبریل کالج، منڈی بہاؤالدین، صوبہ پنجاب، پاکستان

Marfat.com

نمبر 25

تفسیر تبیان القرآن میں مباحث تصوف کا تحقیقی جائزہ (سن تکمیل: 2017ء)	
مقالہ نگار: آنسہ	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 26

قصص النساء کے فقہی پہلو سے رہنمائی (تفسیر ثنائی، معارف القرآن اور تبیان القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2017ء)	
مقالہ نگار: میمونہ عزیز	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد کریم خان
شعبہ علوم اسلامیہ	یونیورسٹی آف گجرات، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 27

قصص النساء کے عائلی پہلو سے رہنمائی (شرح صحیح بخاری کا خصوصی مطالعہ) (سن تکمیل: 2017ء)	
مقالہ نگار: اقراء امجد	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد کریم خان
شعبہ علوم اسلامیہ	یونیورسٹی آف گجرات، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 28

تفسیر ضیاء القرآن اور تفسیر تبیان القرآن کی روشنی میں خواتین کے معاشی حقوق، تحقیقی ومطالعاتی جائزہ (زیر تحقیق)	
مقالہ نگار: محمد رضوان الحق	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالخالق خان
انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز	میرپور یونیورسٹی آف سائنس وٹیکنالوجی، میرپور، آزاد کشمیر

Marfat.com

نمبر 29

تفسیر معارف القرآن اور تفسیر تبیان القرآن میں فقہی اسالیب سے استدلال کا جائزہ سورۃ البقرۃ کے تناظر میں (زیرِ تحقیق)	
مقالہ نگار: حافظ محمد عرفان	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالخالق خان
انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز	میر پور یونیورسٹی آف سائنس وٹیکنالوجی، میر پور، آزاد کشمیر

نمبر 30

مولانا غلام رسول سعیدی کے قرآنی استدلالات اور مسائل فقہیہ تحقیقی ومطالعاتی جائزہ (زیرِ تحقیق)	
مقالہ نگار: شہباز بشیر	نگران تحقیق: ڈاکٹر اصغر علی خان
انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز	میر پور یونیورسٹی آف سائنس وٹیکنالوجی، میر پور، آزاد کشمیر

نمبر 31

تفسیر تبیان الفرقان کی روشنی میں متجددین برصغیر کے اجتہادات کا ناقدانہ جائزہ (زیرِ تحقیق)	
مقالہ نگار: عزیز الرحمٰن	نگران تحقیق: ڈاکٹر اصغر علی خان
انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز	میر پور یونیورسٹی آف سائنس وٹیکنالوجی، میر پور، آزاد کشمیر

Marfat.com

ایم اے کے مقالات

نمبر 1

مضامین سورۃ الشّمس منتخب تفسیری ادب کی روشنی میں (6 منتخب تفاسیر میں سے ایک تبیان القرآن) (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: حافظہ ثنا محمد حسین	نگران تحقیق: ماریہ مقصود
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 2

سورۃ الاحقاف کے اہم مضامین تفسیر تبیان القرآن اور تفسیر مظہری کی روشنی میں تقابل (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: قاری محمد حسن رضا	نگران تحقیق: ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 3

سورۃ الحشر میں بیان کردہ اہم مضامین تفسیر معارف القرآن اور تفسیر تبیان القرآن کی روشنی میں (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: محمد احسان الحق	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد ممتاز الحسن باروی
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 4

سورۃ الفجر کے مضامین کا جائزہ منتخب تفسیری ادب کی روشنی میں (6 منتخب تفاسیر میں سے ایک تبیان القرآن) (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: حافظہ عائشہ حبیب	نگران تحقیق: ڈاکٹر ثمینہ سعدیہ
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، صوبہ پنجاب، پاکستان

Marfat.com

نمبر 5

سورۃ العصر کا اُردو تفسیری ادب میں جائزہ (6 منتخب تفاسیر میں سے ایک تبیان القرآن) (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: حافظہ سمعیہ امجد	نگران تحقیق: ماریہ مقصود
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 6

مضامین سورۃ الاحقاف منتخب تفاسیر کی روشنی میں (4 منتخب تفاسیر میں سے ایک تبیان القرآن) (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: حافظ عثمان حنیف	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالباسط خان
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 7

سورۃ الحجرات میں بیان کردہ آداب نبوت (تفسیر ابن کثیر اور تبیان القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: محمد خان	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم رانا
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 8

تبیان القرآن اور معارف القرآن کے فقہی اُسلوب کا تحقیقی جائزہ (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: محمد ناصر	نگران تحقیق: ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

Marfat.com

نمبر 9

سورۂ نور کی تفسیر کا تقابلی جائزہ، تفسیر مظہری اور تبیان القرآن کی روشنی میں (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: محمد وقار	نگران تحقیق: صابر حسین نقشبندی
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 10

مضامین سورۃ ص منتخب تفاسیر کی روشنی میں (4 منتخب تفاسیر میں سے ایک تبیان القرآن) (سن تکمیل: 2014ء)	
مقالہ نگار: عادل حسین	نگران تحقیق: ڈاکٹر حافظ محمد عبدالقیوم
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 11

سورۃ المائدہ کے فقہی احکام (تفسیر تبیان القرآن اور معارف القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2010ء)	
مقالہ نگار: سید افسر خان	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد ممتاز الحسن باروی
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 12

سورۂ نساء کے فقہی احکام (تبیان القرآن اور معارف القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2010ء)	
مقالہ نگار: حافظ نوید الرحمٰن	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد ممتاز الحسن باروی
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

Marfat.com

نمبر 13

تفسیر تبیان القرآن اور تبیان الفرقان کا تقابلی جائزہ (زیر تحقیق)	
مقالہ نگار: محمد	نگران تحقیق: ڈاکٹر عاصم نعیم
شعبہ علوم اسلامی	جامعہ پنجاب، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

ایل ایس کا مقالہ

نمبر 1

تبیان القرآن کے فقہی مباحث (سورۃ البقرہ کا اختصاصی جائزہ) (2017ء)	
مقالہ نگار: عبدالستار	نگران تحقیق: ڈاکٹر حافظ عبدالباسط خان
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

اس کے علاوہ ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے منظور شدہ مجلّات میں بھی آپ کی شخصیت اور خدمات کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں پر کام کیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

مقالہ نگار	موضوع	مجلہ
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی حیات و خدمات (علمی و تحقیقی جائزہ)	مجلّہ معارفِ اسلامیہ، جنوری تا جون 2013ء، جامعہ کراچی
محمد راشد انصاری	علامہ غلام رسول سعیدی کے تفرّدات	التفسیر، شمارہ 21، تفردات نمبر، جنوری تا جون 2013ء، مجلس التفسیر کراچی
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی اور تبیان القرآن	التفسیر، شمارہ 23، خصوصی اشاعت: برصغیر کے مفسرین اور انکی تفسیر، جنوری تا جون 2014ء، کراچی
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی کی قلمی خدمات کا اجمالی جائزہ	الثقافۃ الاسلامیہ، شمارہ 37، جنوری تا جون 2017ء، شیخ زید اسلامک سینٹر، کراچی
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	تفسیر تبیان الفرقان کا منہج و اُسلوب	ششماہی التفسیر، شمارہ 29، جنوری تا جون 2017ء، مجلس التفسیر کراچی

Marfat.com

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی کی قرآن فہمی کا معاصر مفسرین کی آراء سے تقابل	زیر طباعت
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری کے ماخذ واسلوب	زیر طباعت
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی کا اسلوب تحقیق اور اکابرین سے اختلاف اور اندازِ اختلاف	زیر طباعت
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	ملحدین اور متجددین کے الحاد وافکار کا رَد بلیغ ،تبیان الفرقان کے تناظر میں	زیر طباعت
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی کے اقتصادی نظریات (شرح صحیح مسلم کا خصوصی مطالعہ)	زیر طباعت
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	نشأۃ التفسیر الفقھی وتطورہ فی شبہ القارۃ (دراسۃ تحلیلیۃ)[۲]	زیر طباعت

ان تحقیقی تقابلی وتجزیاتی کاموں سے محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام کو نہ صرف دوام ملے گا بلکہ تشنگان علم بھی ملکی و بین الاقوامی سطح پر آپ کی لازوال خدمات سے بھرپور انداز سے استفادہ کرسکیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ نجی سطح پر بھی ارباب علم ودانش نے مختلف انداز سے نہ صرف آپ کے کام کو سراہا ہے بلکہ آپ کی شخصیت وتصنیفات پر بھی کام کیا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- جسٹس ریٹائرڈ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے شرح صحیح مسلم پر ماہنامہ البلاغ (دارالعلوم کراچی، ماہ نومبر 1995ء) میں بہت خوبصورت تبصرہ رقم کیا ہے، جو پانچ صفحات پر مشتمل ہے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔
- ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سینٹر، میرے انتہائی مشفق ومہربان استاذ ہیں، آپ نے شرح صحیح مسلم کا انڈیکس تیار کیا تاکہ آٹھ ہزار صفحات پر مشتمل عظیم فقہی انسائیکلوپیڈیا سے عوام وخواص کے لئے استفادہ آسان ہوجائے۔

Marfat.com

- شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''عظمتوں کے پاسبان'' میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور خدمات کو تقریباً 10 صفحات پر رقم کیا ہے۔ اس کتاب کو الممتاز پبلی کیشنز، لاہور نے 2000ء میں شائع کیا، آپ ہم جماعت بھی ہیں اور آپ کا حضرت کے ساتھ خصوصی دلی لگاؤ بھی تھا، ہم سبق اور ہم عصر ہو کر آپ نے دوستی کا حق ادا فرمایا اور بہت ہی خوب لکھا، میری تحقیق کے مطابق حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار پر یہ پہلی تحریر ہے۔
- مولانا محمد ناصر خان چشتی صاحب جنہیں حضرت سے شرف تلمذ بھی حاصل ہے ایک کتاب بعنوان ''حیاتِ سعید ملت'' فرید بک اسٹال لاہور سے 1422ھ، 2001ء میں شائع کی ہے۔ جو حضرت کی حیات و خدمات پر شایان شان کام ہے اور جسے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پسند بھی فرمایا اور آپ ہی نے سب سے پہلے حضرت کے لئے ''سعید ملت'' کے لقب کو تحریر کیا، جس کو اللہ رب العزت نے بے حد مقبولیت عطا فرمائی۔
- مفتی محمد اسمٰعیل نورانی صاحب جنہیں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ قرب نصیب ہوا، آپ نے تنظیم المدارس کے لئے اپنا مقالہ بعنوان ''حقائقِ شرح صحیح مسلم و دقائق تبیان القرآن'' تحریر کیا جس میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و خدمات کو بہت عمدہ انداز میں پیش کیا گیا ہے، اس مقالہ کو فرید بک اسٹال لاہور نے 2004ء میں کتابی صورت میں شائع کیا، اب اسے فہارس شرح صحیح مسلم میں ضم کر دیا گیا ہے۔
- حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و خدمات پر ایک مفصل مضمون ماہنامہ افق، اگست 2008ء کراچی میں شائع ہوا۔
- اس کے علاوہ جیو نیوز پر پروگرام حی علی الفلاح میں آپ کا تفصیلی انٹرویو 5/ستمبر 2010ء میں نشر ہوا جسے اب بھی انٹرنیٹ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

- حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ ان کی تفسیر تبیان القرآن کی تلخیص کی جائے تو یہ خواہش ان کے انتہائی لائق فائق شاگرد مفتی محمد عبداللہ نورانی زید مجدہ نے پوری کی اور 2009ء ''انوار تبیان القرآن'' کے نام سے ایک جلد میں عظیم شاہکار منظر عام پر آیا۔
- استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب، کی جانب سے بندیال شریف کے علماء وفضلاء پر ایک ضخیم کتاب 2011ء شائع ہوئی ہے، جس کا عنوان ''قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البندیال'' ہے اس میں بھی حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔
- حضرت علامہ مولانا حافظ آس محمد سعیدی نے ''اشاریہ تبیان القرآن'' کو مرتب کیا ہے جسے فرید بک اسٹال لاہور نے 2011ء میں شائع کیا اس میں بھی حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کو قلم بند کیا گیا ہے۔
- ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، نومبر 2014ء میں بھی حضور قبلہ سعید ملت علیہ الرحمۃ کے احوال وآثار پر بہت وقیع مضمون شائع ہوا ہے۔
- اسی طرح ماہنامہ الاشرف، کاروان قمر اور دیگر کئی مجلّات میں علامہ سعیدی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے خصوصی نمبر شائع ہوئے ہیں۔

جیسا کہ راقم پہلے بھی تحریر کر چکا ہے کہ اللہ کریم نے مجھے نہ صرف حضرت کی شخصیت اور خدمات پر لکھنے کا موقع دیا ہے بلکہ میرا ناپختہ کام ادبی حلقوں میں میری پہچان بن گیا ہے اور مَیں اس پر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں بے حد مشکور ہوں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال کے بعد راقم کی ان سے قربت اور ان کی خدمات پر کام کے حوالہ سے مختلف تعزیتی سیمینارز اور مجالس میں جانے کا موقع ملا، ان میں سے ایک پروگرام بروز ہفتہ 13 فروری 2016ء کو جامعہ علیمیہ اسلامیہ نارتھ ناظم آباد میں بعنوان ''علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ شخصیت وخدمات'' منعقد کیا گیا۔ جس کے محرک

Marfat.com

برادر عزیز ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی صاحب بنے، جامعہ کے پرنسپل پروفیسر سرفراز صابری صاحب نے مجھے اور مفتی اسمٰعیل نورانی صاحب دامت برکاتہم کو مدعو کیا۔ الحمدللہ علی احسانہ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح اور قلمی خدمات پر گفتگو کا موقع ملا۔

اس کے علاوہ ARY Qtv پر 15-02-16 کو پروگرام ''کتاب وقلم'' میں شرح صحیح مسلم پر بہت خوبصورت پروگرام ہوا جس میں راقم کو بحیثیت تبصرہ نگار مدعو کیا گیا تھا اور دوسرا پروگرام ''روشنی سب کے لئے'' میں بھی علم اور علماء کے حوالہ سے بہت عمدہ پروگرام ہوا جس میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات پر گفتگو کو میں اپنے لئے عظیم سعادت متصور کرتا ہوں۔ یقیناً حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف وتالیفات کے اعتبار سے اس صدی کے مجدّد ہیں اور اس حقیقت کو آج نہیں تو کل مؤرخ ضرور لکھے گا۔

کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی کی جانب سے آئندہ ماہ ایک عظیم الشان سیمینار بعنوان ''علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی قلمی خدمات'' ''Literary services of Alama Ghulam Rasool Saeedi'' منعقد کیا جائے گا، جس میں مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے دانشوروں سے وقت لیا گیا ہے اور وہ حضرات اس سیمینار میں آپ کی شخصیت اور خدمات کے حوالہ سے اپنے مقالے پیش کریں گے اور وقتاً فوقتاً توسیعی لیکچرز کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ کریم حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر کروڑہا رحمتوں کا نزول فرمائے اور تا قیام قیامت ان کے فیض کو جاری وساری فرمائے (آمین)۔

جزاهم الله عنی خیر الجزاء

وماتوفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

Marfat.com

دعائے سعید

اللھم اغفر له وارحمه واعف عنه وعافه و اکرم نزله و وسّع مدخله واغسله بماء الثلج و البرد ونقه من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس و ابدله دارا خیرا من دارہ و اھلا خیرا من اھله وقه فتن القبر وعذاب النار (صحیح مسلم)

"الٰہی انہیں بخش دے اور اُن پر رحم فرما، انہیں عافیت دے، انہیں معاف فرما، ان کی مہمانی اچھی فرما، ان کی قبر فراخ فرما اور انہیں پانی برف اور اولے سے دھو دے اور انہیں خطاؤں سے ایسا صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑا میل سے صاف کرتا ہے اور ان کو ان کے گھر سے اچھا گھر، گھر والوں سے اچھے گھر والے عطا فرما اور انہیں جنت میں داخل فرما اور قبر اور آگ کے عذاب سے بچالے۔ آمین"

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے
مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تیرا

Marfat.com

باب اوّل

محدث اعظم پاک وہند کا سوانحی خاکہ

Marfat.com

Marfat.com

ولادت ونسب

''محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ 10/رمضان المبارک 1356ھ/14 نومبر 1937ء بروز جمعۃ المبارک دہلی (متحدہ ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔آپ کے برادر بزرگ ''سید محمد وزیر دہلوی'' نے اپنے والد ماجد ''سید محمد منیر دہلوی'' کی روایت انہیں سنائی: سلطان ہند شاہجہاں نے عرب سے چند نابغۂ روزگار افراد کو ہندوستان بلایا تھا، ان میں سے ایک ماہر حرب تھے، دوسرے طباخ تھے، تیسرا کوئی اور شخص بتایا اور چوتھے سید اور عالم دین تھے، ہم اسی سید اور عالم دین کی اولاد سے ہیں۔''(2)

''آپ کا اصل نام شمس الزماں نجمی ہے۔ دوران طالب علمی جب بھی آپ کی والدہ کا خط آتا اس پر نجمی بیٹا لکھا ہوتا تھا۔ جب آپ کی رغبت علم دین کی طرف ہوئی، اس وقت آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے اپنا نام غلام رسول رکھا۔''(3)

''علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام پہلے والد محترم کے نام پر ''احمد منیر'' رکھا گیا تھا، بعد ازاں آپ کا نام ''شمس الزماں نجمی'' رکھا گیا، پھر جب آپ کی عمر اکیس سال ہوئی اور عبادت وریاضت کی طرف راغب ہوئے تو آپ کو اس نام سے تعلّی کے ادّعاء کا تاثر محسوس ہوا تو انہوں نے رسول اللہ سے والہانہ محبت کے جذبے سے سرشار ہوکر از خود اپنا نام تبدیل کر کے غلام رسول رکھ لیا۔''(4)

نام ونسب میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تفرد

اس بات سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دنیاوی شہرت، منصب وعزت اور نسب پر فخر سے دوری محسوس ہوتی ہے، کیونکہ آج کل تو معاملہ اس کے برعکس ہے، بہت سے لوگ فقط جھوٹی عزت کی خاطر اپنا نسب بدل کر فعل حرام کا ارتکاب کرتے ہیں، غیر سید ہوکر سید لکھ کر اپنا قد اونچا کرتے ہیں اور بسا اوقات حقیقی سید اپنے نسب کی وجہ سے دوسرے لوگوں پر اپنی فضیلت اور تفوق کے قائل ہوتے ہیں، یہاں تک بھی دیکھا گیا کہ صرف اپنی شہرت یا بعض

Marfat.com

اوقات لوگوں کے قلوب کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے یا اپنی بے سروپا بات میں جان پیدا کرنے کے لئے اپنے نسب کو ڈھال بناتے ہیں، اس بارے میں کسی کی دو آراء نہیں ہوسکتیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبی تعلق کسی بھی شخص پر اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے، اس پر جس قدر ہو سکے انسان کو شکر گزار ہونا چاہئے۔ لیکن جب محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہیں تو اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ آپ انتہائی منکسر المزاج تھے، اس بات میں شک نہیں کہ آپ کو اللہ نے اسم بامسمی بنایا، آپ قیامت تک کے لئے اپنی خدمات کے تناظر میں شمس الزماں یعنی زمانہ کے سورج ہیں اور یقیناً آپ کی تصنیفات وتالیفات کے نور سے ایک زمانہ اپنی علمی پیاس بجھاتا رہے گا لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے لئے اس نام کو پسند کیا جس میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت غلامی کا تعلق ہے اور اپنے نسب کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے آپ کو غلام رسول کی نسبت سے معاشرے میں متعارف کروایا اور بلاشبہ اس نام کا حق ادا کر دیا، یہ بہت بڑی بات ہے کہ اتنے طویل عرصے آپ نے اپنے نام ونسب، کو چھپایا اور 2015ء میں جب تبیان الفرقان کی پہلی جلد منظر عام پر آئی تو لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نسباً سید ہیں آپ یقیناً اس حدیث مبارکہ کے مصداق ہیں:

من تواضع للہ رفعہ اللہ (5)

راقم کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے مطالعہ اور ذاتی ملاقاتوں سے یہ تاثر ملا کہ جس طرح آپ نے اپنا قلمی نام غلام رسول از خود اپنے لئے پسند فرمایا، اللہ رب العزت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ومحبت سے آپ کو اسے نبھانے کی سعادت بھی عطاء فرمائی۔ حال ہی میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے پروگرام ''کتاب وقلم'' میں بروز پیر 22 فروری 2016ء کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس تفرد کو بہت خوبصورتی کے ساتھ بیان فرمایا، یقیناً آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس اسوہ میں ہمارے لئے بہت سے سبق پوشیدہ ہیں۔

Marfat.com

خاندانی پسِ منظر

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ گرامی کا نام محمد منیر ہے جو آپ کے بچپن میں ہی انتقال فرما گئے تھے۔ان کے وصال کے بعد آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کی پرورش اور تعلیم وتربیت بڑی توجہ سے کی۔''(6)

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے اپنی زندگی میں پانچ شادیاں کی تھیں۔سعیدی صاحب ان کی پانچویں اہلیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔آپ کے والد محترم کے انتقال کے بعد آپ کی والدہ محترمہ نے دوسری شادی کرلی تھی۔ان کے بطن سے آپ کے ایک بھائی اور ایک بہن پیدا ہوئے،آپ کے والد حقیقی کی اولاد میں آپ کے چار بھائی اور ایک بہن ہے۔''(7)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ،آپ کی اپنی زبانی

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام شفیق فاطمہ تھا۔وہ عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔شب بیدار اور تہجد گزار تھیں۔وہ کثرت سے نوافل اور وظائف پڑھتی تھیں۔وہ نہایت شکر گزار خاتون تھیں۔ہر نعمت خواہ کسی سے ملی ہو،اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتی تھیں۔انہوں نے ان گنت لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآن مجید پڑھایا اور خود بھی کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھیں۔ایک دن میں سترہ سترہ پارے تلاوت کرلیا کرتی تھیں۔جب بڑھاپے میں ان کی نظر اور سماعت بہت کمزور ہوگئی تو اس وجہ سے وہ نہ قرآن مجید پڑھ سکتی تھیں اور نہ ہی سن سکتی تھیں۔قرآن پاک پڑھنے اور اسے سننے کی لذت سے محرومی پر وہ اکثر افسردہ اور غمگین رہتی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ رات کو اٹھتی تھیں اور جس قدر ہوسکتا تھا،اس قدر نوافل ادا کرتی تھیں اور ہر وقت تسبیح پڑھتی رہتی تھیں۔آپ کی والدہ کا انتقال 7 اگست 2003ء کو جمعہ کی شب تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ہوا۔اس وقت ان کی عمر 86 برس تھی اور علامہ سعیدی صاحب کی عمر 66 برس تھی۔گویا 66 برس تک آپ ان کی دعاؤں کے زیر سایہ رہے۔''(8)

Marfat.com

ابتدائی تعلیم

''6 سال کی عمر میں والدہ ماجدہ سے قرآن مجید ناظرہ مکمل کیا اور 10 سال کی عمر میں آپ نے پنجابی اسلامیہ ہائی اسکول دہلی سے پرائمری کیا۔''(9)

تقسیم ہند

''دہلی میں پانچویں جماعت تک ہی تعلیم حاصل کی تھی کہ 1947ء کا ہنگامہ خیز سال آ گیا، اسی ہنگامے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے خاندان سمیت دہلی سے ہجرت کر کے کراچی چلے آئے، جہاں مزید نویں جماعت تک تعلیم جاری رکھی۔''(10)

حوادثِ زمانہ

''دہلی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا اپنا پریس تھا (جس کا نام مرچنٹ تھا، بقول علامہ سعیدی صاحب)۔ وہاں آپ نے بہت عیش وعشرت کی زندگی گزاری۔ ایک خادم آپ کو اسکول لانے اور لیجانے پر معمور تھا۔ والد کی وفات اور پاکستان ہجرت کے بعد آپ کے حالات یکسر بدل گئے۔''(11)

کسبِ معاش

''معاشی مسائل اور غربت کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف کام کئے۔ کچھ عرصہ آپ نے برنس روڈ پر موجود ایک پریس میں بطور ملازم کام کیا اس پریس نے حکومت کے خلاف کچھ چھاپ دیا جس کی وجہ سے یہ پریس سیل ہو گیا اور تمام ملازمین کو فارغ کر دیا۔ آپ کا روزگار بھی ختم ہو گیا۔''(12)

علم دین کی جستجو

''دین کی تعلیم حاصل کرنے کا شوق اس طرح پیدا ہوا کہ 1956ء میں پریس کی طرف سے جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے وقفے کی منظوری ہوئی۔ حسن اتفاق کہ سعیدی صاحب جس مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے گئے، وہاں سنّی حنفی بریلوی خطیب تھے۔

Marfat.com

(آپ نے) آرام باغ کی جامع مسجد میں جانا شروع کر دیا۔ وہاں مناظر اسلام ضیغم سنیت مولانا محمد عمر اچھروی دامت برکاتہم العالیہ کی تقریریں سننے کا اتفاق ہوا۔ ان کی تقریروں میں بلا کا سوز تھا۔ آفتابِ عالمتاب تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والہانہ محبت اور عقیدت کے چشمے پھوٹتے تھے۔ بس پھر کیا تھا، دل میں علم دین حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہوگئی، ذہنی طور پر ایک انقلاب آچکا تھا۔" (13)

"ایک دن مناظر اہلسنت مولانا محمد عمر اچھروی (رحمۃ اللہ علیہ) کی ایمان افروز تقریر سنی، تو ذہن بیدار اور قلب زندہ ہوگیا اور دل میں ایک نئے جذبے نے جنم لیا کیونکہ قدرت نے آپ کو اپنے دین مبین اور مسلک اہلسنت و جماعت کی خدمت اور ترویج و اشاعت کے لئے منتخب کرلیا تھا۔ اس لئے ایک مرتبہ پھر آپ کا رجحان تعلیم کی طرف متوجہ ہوا۔" (14)

ذاتی مطالعہ

"چنانچہ آپ نے قرآن پاک کے ترجمے پر غور کرنا شروع کر دیا لیکن جب قرآن پاک میں ناموسِ رسالت اور عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام آتا، تو بعض مولوی حضرات ترجمہ میں انتہائی بخل سے کام لیتے دکھائی دیتے، چنانچہ آپ کے پاکیزہ قلب و ذہن میں علم دین کے حصول کا نیا ذوق اور تجسّس پیدا ہوگیا۔" (15)

تحصیلِ علم دین

چنانچہ اکثر آپ صحیح و غلط، حق و باطل کی کشمکش میں مبتلا رہتے اور اسی فکر نے آپ کو حصولِ علم کی طرف متوجہ کیا۔

"جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان میں داخلے کا سبب ایک اشتہار بنا۔ ایک دن آپ کسی مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو وہاں دیوار پر جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خاں میں جلسہ دستار بندی کا اشتہار لگا تھا جس میں درج تھا کہ طلبہ کو بغیر فیس کے تعلیم دی جاتی ہے، ساتھ میں رہائش، کھانا اور کتابیں بھی مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ اس اشتہار پر نظر پڑتے ہی آپ حیرانگی کے عالم میں کھڑے ہوگئے کہ کیا حقیقت میں یہ ممکن ہے کہ علم بھی ملے اور رہائش

Marfat.com

وکھانا بھی؟ آپ حیرانگی اور بیقراری کے عالم میں کئی مرتبہ اس مسجد کے باہر آکر پھر اشتہار پڑھنے لگتے کیونکہ آپ کے ذہن میں پیسے دے کر حصولِ علم کا تصوّر تھا۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا، بالآخر آپ نے جامعہ محمدیہ رضویہ کا ایڈریس نوٹ کیا اور مولانا محمد نواز اویسی کو تصدیق کے لئے خط لکھا کہ حقیقتاً ایسا ہی ہے جیسا کہ اس اشتہار میں درج ہے کیا ان کو بھی داخلہ مل سکتا ہے؟ مولانا صاحب نے اس خط کو پڑھتے ہی آپ کے شوق علم اور حالات کا اندازہ لگالیا اور جواب ارسال کیا کہ داخلے شوال میں شروع ہوں گے، ابھی چھٹیاں ہیں لیکن آپ ابھی آجائیں، اگر کرائے کے پیسے نہیں ہیں تو کسی سے ادھار لے لیں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب آپ یہاں پہنچیں گے، میں اسی وقت آپ کو دے دوں گا، آپ انکو لوٹا دینا۔ چنانچہ آپ علم حاصل کرنے کا عزم لئے سفر پر روانہ ہوئے۔'' (16)

تعلیمی اَسفار

حضراتِ صحابہ سے لے کر عہدِ حاضر تک اکابرینِ اسلام کی یہی سنت رہی ہے کہ تحصیلِ علم کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ راسخین فی العلم کے حضور حاضر ہو کر اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے گویا یہی وصف علامہ سعیدی صاحب کی ذات میں بدرجہ اتم نظر آتا ہے۔ آپ نے بھی حصولِ علم کے لیے کئی مقامات کا سفر کیا اور اپنے وقت کے ماہرینِ علم اور نبّاضِ زمانہ سے شرفِ تلمّذ حاصل کیا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے جامعہ محمدیہ رضویہ کا رُخ کیا۔

جامعہ محمدیہ رضویہ کا سفر

''آپ جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خاں گئے وہاں مولانا محمد نواز اویسی مدظلہ نے آپ کو کریما (فارسی) اور قرآن مجید کا ترجمہ شروع کرایا، اس کے بعد آپ کو حضرت مولانا عبدالمجید اویسی دامت برکاتہم کے سپرد کر دیا، جن سے آپ نے فارسی کی بقیہ کتابیں اور صرف ونحو پڑھی، مولانا عبدالمجید اویسی کے پاس آپ ڈیڑھ سال رہے۔'' (17)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ انٹرویو فرمایا کہ:

''کچھ عرصے بعد ہمارے استاد خانیوال کے قریب سکندر آباد ایک چھوٹے سے قصبہ

Marfat.com

میں چلے گئے، میں نے رحیم یار خان میں ان کا انتظار کیا جب معلوم ہوا کہ وہ وہیں مقیم ہیں تو میں بھی وہاں چلا گیا۔''(18)

منصبِ امامت دورانِ طالب علمی

''مدرسے کے قریب ہی ایک کچی بستی تھی، یہاں کے لوگوں نے ایک کچی مسجد بنا رکھی تھی لیکن کوئی امام نہ تھا، ایک کباڑیہ جو کہ ان پڑھ تھا، وہ اذان دیتا تھا، ان لوگوں نے مدرسے سے ایک طالب علم طلب کیا جو ان کو نماز پڑھائے اور اذان دے۔ علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کو اس مسجد میں مقرر کیا گیا آپ یہاں مسجد کی صفائی کرتے اور وضو کے لئے پانی کنویں سے بھر کر رکھتے، نماز پڑھاتے اور بچوں کو قاعدہ پڑھاتے تھے۔''(19)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ انٹرویو فرمایا کہ:

''مسجد کے ایک منتظم تھے جو کسی مہینے آٹھ روپے کبھی نو اور کبھی دس روپے دیتے۔ ایک دن جامعہ نعیمیہ لاہور سے ایک طالب علم یہاں آیا، اس نے آپ سے کچھ سوالات کیے، وہ آپ کی ذہانت اور علم سے بہت متاثر ہوا اس نے آپ سے کہا کہ اگر آپ جامعہ نعیمیہ لاہور چلے جائیں تو آپ کے لئے بہت بہتر ہوگا چنانچہ میں نے مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کو خط لکھا ان کا جواب آیا کہ آپ آجائیں آپ کو داخلہ مل جائے گا۔''(20)

جامعہ نعیمیہ (لاہور) کا سفر

''وہاں سے جامعہ نعیمیہ، لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں مولانا عبدالغفور صاحب سے کافیہ، شرح تہذیب، اصول الشاشی، نورالانوار اور مفتی محمد حسین نعیمی سے شرح جامی، قطبی، جلالین شریف اور ہدایۃ الحکمۃ پڑھیں۔ جبکہ تلخیص کے چند اسباق مفتی عزیز احمد بدایونی سے پڑھے۔''(21)

تدریس دورانِ طالب علمی

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ انٹرویو فرمایا کہ:

Marfat.com

''اس وقت مفتی محمد حسین نعیمی چوک دالگرہ کی مسجد میں امام وخطیب تھے یہ ایک صنعتی علاقہ تھا مسجد کے ساتھ بہت سی دکانیں تھیں بعد میں یہ مسجد اوقاف میں آ گئی، پھر آپ محکمہ اوقاف کے خطیب ہو گئے، کچھ عرصہ بعد محکمہ اوقاف کی طرف سے کوئٹہ میں تین ماہ کا ایک ریفریشر کورس ہوا جس میں مفتی حسین نعیمی صاحب بھی گئے۔تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ کتابیں آپ نے پڑھی ہوئیں ہیں تو آپ یہ پڑھا دیں، اسی دوران ایک مولوی صاحب جن کا نام امام الدین تھا جامعہ نعیمیہ آئے اور جس طرح طالب علموں کا طریقہ ہوتا ہے، انہوں نے مجھ سے دو تین منطق کے سوال پوچھے، جس سے وہ مطمئن ہوئے اور کہا کہ میرا آپ کو یہ مشورہ ہے کہ آپ علامہ عطا محمد بندیالوی سے منطق کی کتابیں پڑھیں۔''(22)

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استادگرامی سے وہاں جانے کی اجازت طلب کی انہوں نے آپ کو مشروط اجازت دی کہ علم حاصل کرنے کے بعد یہیں واپس آنا ہے اور یہی آپ کا گھر ہے۔اجازت ملنے کے بعد آپ بندیال شریف ضلع خوشاب روانہ ہوئے۔

دارالعلوم امدادیہ مظہریہ، بندیال کا سفر

''ذوقِ علم آپ کو بندیال شریف ضلع خوشاب کھینچ لایا۔یہاں آکر آپ نے استاذ العلماء رئیس المناطقہ علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے کتبِ منقول ومعقول جامع ترمذی، مشکوٰۃ، توضیح تلویح، ہدایہ، مختصر المعانی، مطوّل، ملّاحسن، میبذی، صدرا، شمس بازغہ، زواہد ثلثہ، حمد اللہ، خیالی اور مسلم الثبوت وغیرہ پڑھیں۔''(23)

جامعہ قادریہ، فیصل آباد کا سفر

''بندیال میں آپ کا قیام تقریباً ساڑھے تین سال تھا۔آخر میں آپ جامعہ قادریہ فیصل آباد تشریف لے گئے، جہاں آپ کا قیام تقریباً دو ماہ رہا اور آپ نے مولانا ولی النبی سے اقلیدس اور تصریح پڑھی اور مولانا مفتی مختار الحق سے سراجی پڑھی۔''(24)

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''1965ء کے اخیر میں علومِ دینیہ کی تکمیل ہوئی۔''(25)

Marfat.com

طالبِ علمی کے سبق آموز واقعات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرنے کے دوران بہت سے دل سوز واقعات کا علم ہوا اور بعض واقعات خود آپ کے رفقاء سے سنے، جن سے آپ کے شوقِ علم کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں علامہ سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''عظمتوں کے پاسبان'' میں رقم طراز ہیں:

''جامعہ نعیمیہ میں ملک المدرسین استاذ العلماء مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم امدادیہ مظہریہ بندیال شریف ضلع خوشاب کے متعلق سنا کہ اس وقت مدرسین میں ان کے پائے کا کوئی عالم نہیں اور ان کے تلامذہ اکثر و بیشتر قابل ترین مدرسین ہیں۔ ساتھ ساتھ یہ بھی پتا چلا کہ بندیال ایک دُور افتادہ دیہات ہے۔ وہاں طلبہ کو وہ سہولتیں میسر نہیں ہوتیں جو عموماً شہروں میں ہوتی ہیں، لیکن بایں ہمہ شوق تھا کہ ایک لمحہ بھی ٹھہرنے نہ دیتا تھا۔ آخر تمام تکالیف کے لئے تیار ہو کر سر چشمہ علم و فضل کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ ان دنوں راقم الحروف بھی بندیال شریف میں زیرِ تعلیم تھا۔ ان دنوں طریقہ یہ تھا کہ دوپہر کے وقت ایک ایک روٹی فی کس ملتی تھی (وہ روٹی خاصی بڑی ہوتی تھی) جسے طلباء دوپہر کے وقت لسّی کے ساتھ کھاتے، لیکن سعیدی صاحب کے لئے لسّی مضر تھی، اس لئے اکثر و بیشتر لقمہ منہ میں ڈال کر اُوپر سے پانی کا گھونٹ پی لیتے اور اس طرح پوری روٹی کھا لیتے اور کبھی کبھار چار پیسے کا گڑ لے لیتے اور اس سے روٹی کھا لیتے۔ (26)

یہی نہیں بلکہ اور بھی ایسے کئی واقعات ہیں جن کو پڑھ کر آپ کے نامساعد حالات میں بھی حصولِ علم کی طلب کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ

''تعلیم حاصل کرنے کے دوران آپ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا تھا جو پہنا ہوتا تھا، آٹھ دن کے بعد آپ اس کو نہر پر جا کر دھوتے تھے، آپ اس کو دھو کر پھیلا دیتے اور اس کے سوکھنے تک پانی کے اندر بیٹھے نہاتے رہتے کیونکہ اگر باہر نکلتے تو پہننے کو کچھ نہ تھا۔ ان تمام تکالیف کے باوجود آپ نے حصول علم کا سلسلہ ترک نہ کیا بلکہ اس کو جاری رکھا۔'' (27)

Marfat.com

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کچھ یوں لکھتے ہیں:

''مجھے وہ منظر کبھی نہیں بھولتا جب علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صبح کے سات آٹھ بجے کتابوں کا انبار اٹھائے مسجد سے باہر آئے، تو ایک طالب علم نے مسکراتے ہوئے کہا کہ استاد صاحب (علامہ بندیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) تو ''ڈھوک دھمن'' (اپنے گھر) چلے گئے۔ علامہ صاحب اتنے افسردہ ہوئے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کہنے لگے ''ہم لوگ رات بھر مطالعہ کرتے رہے اور نمازِ فجر کے بعد بھی تیاری کرتے رہے، لیکن استاد صاحب چپ چاپ گھر چلے گئے۔'' (28)

سلسلۂ بیعت وارادت

اہل اللہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ علومِ ظاہری کے ساتھ ساتھ علومِ باطنی کی تکمیل کے لئے کسی صاحبِ سلسلہ سے بیعت وارادت کا تعلق بھی قائم کیا کرتے تھے تا کہ باطن کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اس فیض کو جو سینہ بہ سینہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے جاری و ساری ہے، اُس سے حتی المقدور سیراب ہوا جا سکے۔ چنانچہ علامہ سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی دورانِ تعلیم اس طرف متوجہ ہوئے اور اپنے وقت کے بلند پایہ محدث وفقیہ کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت حاصل کیا۔

''1958ء میں جب آفتابِ شریعت وطریقت، غزالیٔ دوراں، امام اہلسنّت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان تشریف لائے تو اس وقت علامہ سعیدی صاحب کا دورِ طالب علمی تھا۔ آپ اپنے استاذِ محترم مولانا عبدالمجید اویسی صاحب کے ایماء پر علامہ کاظمی صاحب کے دستِ مبارک پر ''سلسلہ چشتیہ صابریہ'' میں دولتِ بیعت سے فیض یاب ہوئے۔ چنانچہ انہی کے نام کی نسبت سے آپ اپنے نام کے ساتھ ''سعیدی'' لکھتے ہیں۔''

Marfat.com

محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات تدریس

خدماتِ تدریس جامعہ نعیمیہ (لاہور)

''1966ء میں علامہ سعیدی صاحب نے علومِ دینیہ کی تکمیل فرمائی اور اسی سال آپ نے جامعہ نعیمیہ، لاہور میں اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور مسندِ تدریس کو زینت بخشی۔ ابتداء میں آپ دو تین سبق پڑھاتے تھے، لیکن جب طلبہ میں آپ کی مقبولیت بڑھنے لگی، تو آپ کے استاذِ محترم اور مہتمم جامعہ نعیمیہ، مفتی محمد حسین نعیمی صاحب نے مختلف علوم وفنون کے کئی اسباق آپ کی طرف منتقل کر دیئے اور آپ 1970ء سے مکمل دورۂ حدیث شریف پڑھانے لگے۔''(30)

''1966ء تا 1985ء تک آپ جامعہ نعیمیہ لاہور میں تدریس وتصنیف کے فرائض نہایت احسن طریقے سے بہ خوبی سرانجام دیتے رہے۔ درمیان میں آپ بہ سلسلہ تدریس 1979ء کے آخر میں کراچی آ گئے اور کچھ عرصہ قیام کیا لیکن طبیعت نہ لگی اور آپ 1980ء کے وسط میں دوبارہ لاہور تشریف لے گئے، لاہور جا کر آپ سخت بیمار ہو گئے اور بیماری بہت طویل ہوگئی تو آپ مایوس ہونے لگے لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل وکرم فرمایا اور آپ صحت یاب ہو گئے۔ اس طرح آپ نے تقریباً 14 برس تک جامعہ نعیمیہ لاہور میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔''(31)

خدماتِ تدریس وافتاء دارالعلوم نعیمیہ (کراچی)

جامعہ نعیمیہ کراچی آمد علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ ذاتی عوارض کی وجہ سے ہوئی، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

''1978ء میں مفتی شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر آپ کراچی تشریف لائے اور ایک سال تک دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں حدیث شریف کے اسباق پڑھاتے رہے، بعد ازاں مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر دوبارہ نعیمیہ لاہور تشریف لے گئے۔''(32)

Marfat.com

''1984ء میں آپ کو کمر کے درد کے ساتھ شوگر اور بلڈ پریشر کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا، جس کی وجہ سے آپ کے لئے چٹائی یا فرش وغیرہ پر پڑھانا انتہائی دشوار ہو گیا تو آپ نے مہتمم جامعہ نعیمیہ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ میری کمر میں شدید درد ہوتا ہے، جس کی وجہ سے میرا چٹائی وغیرہ پر پڑھانا انتہائی مشکل کام ہے اور میں کرسی پر بیٹھے بغیر نہیں پڑھا سکتا، اس لئے مجھے کرسی پر بیٹھ کر پڑھانے کی اجازت دے دیں لیکن مہتمم صاحب نے انکار کر دیا اور آپ حسبِ معمول پڑھانے کے بعد دلبرداشتہ اپنے کمرے میں تشریف لے گئے کہ اسی دن دارالعلوم نعیمیہ کراچی سے پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے لاہور میں آپ کو فون کیا اور آپ سے کراچی آنے کی بابت (بارے میں) بات کی۔'' (33)

''تو آپ 6 جولائی 1985ء کو علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر دارالعلوم نعیمیہ کراچی تشریف لے آئے۔ یہاں پر آپ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ مفتی صاحب نے آپ کو بہت سہولتیں فراہم کیں۔ آپ کو پڑھانے کے لئے صرف ایک گھنٹے کا مکلّف کیا۔ ان کی محبت سے اور مفتی منیب الرحمٰن کے تعاون سے آپ کی صحت بحال ہو گئی۔ اب تک (قبل از وصال) آپ یہیں پر فرائض منصبی ادا فرما رہے تھے۔'' (34)

گویا آپ منصبِ شیخ الحدیث پر گزشتہ تقریباً نصف صدی تک متمکن رہے اور قرآن و سنّت کی تعلیمات کو عام کرتے رہے۔

ماہنامہ ضیائے حرم میں آپ کے حالات و آثار کے حوالے سے ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس میں ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس صاحب لکھتے ہیں:

''علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ فقیہ بھی ہیں۔ آپ فتویٰ نویسی میں غیر معمولی مہارت رکھتے ہیں اکثر پیچیدہ اور دقیق مسائل میں مفتی حضرات آپ سے رجوع کرتے ہیں۔ آپ کے پاس یورپ، امریکہ اور افریقہ سے بھی استفتاء بھیجے جاتے ہیں۔ آپ کی تصانیف کے مطالعے سے آپ کے وسعتِ مطالعہ اور اجتہادی بصیرت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔'' (35)

Marfat.com

محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کی قومی وملّی خدمات

جج کے عہدے کی پیشکش

آپ کی تحریریں اتنی پُراثر ہیں، کہ پڑھنے والا بسا اوقات آپ کی فقاہت اور تحقیق سے اُن گتھیوں کو سلجھا دیتا ہے، جو اُس کے لئے پریشانی کا باعث ہوتی ہیں۔ چنانچہ

''1990ء میں وفاقی شرعی عدالت لاہور میں سود سے متعلق ایک رٹ کی سماعت کے دوران یہ مسئلہ درپیش تھا کہ اگر قرض پر سود نہ لیا جائے اور قرض خواہ کو چند سال بعد اس کی صرف اصل رقم واپس ملے تو افراط زر کی وجہ سے چند سال بعد وہ رقم چوتھائی مالیت کی یا اس سے بھی کم رہ جائے گی، اسلام میں اس کا کیا حل ہے؟ ایک وکیل نے مقالات سعیدی سے اس کا حل پیش کیا۔ اس پر جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، علامہ سعیدی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ کو وفاقی شرعی عدالت میں جسٹس کے عہدے کی پیشکش کی، جس کو آپ نے اس لئے مسترد کر دیا کہ عدالت کی ذمہ داریاں قبول کرنے کے بعد آپ کا درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کا کام بہت متاثر ہوگا۔'' (36)

رکن مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی واسلامی نظریاتی کونسل

''آپ 1991ء تا 1992ء تک مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کے رکن رہے ہیں۔ فروری 1997ء میں آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن منتخب ہوئے اور 1999ء تک رکن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس عرصے میں علامہ سعیدی مدظلہ نے قابل تحسین خدمات انجام دیں اس عرصے کے دوران کونسل کی طرف سے خواتین کمیشن کی رپورٹ پر شرعی انتقاد تیار کرنے کی ذمہ داری سید افضل حیدر، مفتی محمد رفیع عثمانی اور مولانا غلام رسول سعیدی کے سپرد کی گئی۔ اسی طرح بیمہ کی اسلامی تشکیل کے سلسلے میں کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی کی طرف سے موصولہ استفسار کا جواب تیار کرنے کے لئے کونسل نے جو کمیٹی تشکیل دی، علامہ سعیدی نے اس کے ایک رکن کی حیثیت سے کام کرنے کی ذمہ

Marfat.com

داری رضا کارانہ طور پر قبول فرمائی۔" (37)

اسلامی نظریاتی کونسل کی قراردادیں (سالانہ رپورٹ 98-1997ء)

عموماً اس طرح کے عہدے حاصل کرنے سے پہلے بعض احباب بڑے بڑے دعوے کرتے نظر آتے ہیں، لیکن کرسی ملنے کے بعد معاملات یکسر مختلف نظر آتے ہیں۔ چنانچہ اختصار کے پیشِ نظر علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ خدمات ذکر کی جارہی ہیں، جو انہوں نے حکومتی منصب کے حصول کے بعد سرانجام دیں۔

کونسل کا 133 واں اجلاس 21 تا 22 جون 1998ء کو ڈاکٹر ایس ایم زمان صاحب (چیئرمین) کی زیر صدارت کونسل ہال میں منعقد ہوا، وفاقی وزیرِ مذہبی امور راجہ ظفر الحق صاحب نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ چیئرمین کے استقبالیہ کلمات کے بعد چند اراکین کونسل نے خطاب کیا، جن میں علامہ سعیدی بھی شامل تھے۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

"معزز اراکین نے جمعہ کی چھٹی بحال کرنے کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں، ان کی تائید کرتے ہوئے میں کچھ وضاحت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں چھٹی کی گنجائش نہیں ہے، ٹھیک ہے، لیکن اگر چھٹی کرنی ہی ہے تو پھر جمعہ کو ہونی چاہیے۔ یہود کے ہاں ہفتہ کا دن دینی طور پر مقدس ہے اور وہ ہفتے کو ہی چھٹی کرتے ہیں۔ عیسائیوں کے ہاں اتوار کا دن مقدس ہے تو وہ اتوار کو چھٹی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے متبرک دن جمعہ ہی ہے اس لئے چھٹی جمعہ کو ہی کرنی چاہیے۔ اتوار کے دن چھٹی کرنے سے نصاریٰ کے ساتھ یگانگت کا پہلو نکلتا ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔ مسلمان ممالک میں جمعہ کو ہی چھٹی ہوتی ہے تو ہمیں یہود و نصاریٰ کے ساتھ موافقت کرنے کے بجائے مسلمانوں کے ساتھ موافقت کرنی چاہیے۔" (38)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنا مؤقف واضح کیا، اس عنوان پر جو دلائل آپ نے دیئے وہ دیگر کسی مقرر نے نہیں دیئے بالخصوص حدیث کی روشنی میں آپ نے جمعہ

Marfat.com

کی چھٹی کی حیثیت واضح کی۔

اسی طرح عام طور پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اگر جمعہ کو چھٹی کی جائے تو ہمارے ملک کو معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ملکی معیشت کو نقصان ہوگا۔ چنانچہ اس ضمن میں علامہ سعیدی صاحب نے فرمایا:

''اتوار کی چھٹی کے معاشی جواز کے بارے میں عرض یہ ہے کہ مغرب میں ہمارے مقابلے میں 5 (پانچ) گھنٹے بعد صبح ہوتی ہے۔ لہٰذا معاشی مسئلے کی کوئی بات نہیں بلکہ الٹا ہم مسلمان ممالک سے معاشی طور پر کٹ چکے ہیں۔ لہٰذا جمعہ کی چھٹی کو بحال کیا جائے۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب بظاہر ایک دنیا دار آدمی تھے لیکن انہوں نے جمعہ کی چھٹی شروع کروائی۔ محترم نواز شریف صاحب تو ان سے زیادہ اسلامی ہیں۔ اور ان سے ہمیں زیادہ خیر کی توقع ہے۔ ہمارے ہاں قومی اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات کے لئے علمی معیار کی شرط نہیں ہے لیکن قومی اسمبلی کے ممبر کو منتخب ہونے کے بعد یہ اختیار مل جاتا ہے کہ سلامی نظریاتی کونسل نے جو قانونی سفارشات مرتب کی ہیں، انہیں وہ قبول کرے یا مسترد کرے۔ آئین میں کوئی ایسی ترمیم کی جائے جس سے اسمبلی کے ممبر کے لئے کوئی علمی معیار مقرر کیا جائے۔''(39)

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معاشی مسئلہ پر اعتراض کے جواب کو دلیل کے ساتھ مسترد کیا بلکہ یہ سفارش بھی پیش کی کہ ممبران کے لئے بھی علمی معیار کی شرط لگائی جائے۔

پاکستان لاء کمیشن کی طرف سے موصولہ استفسار مورخہ 20/دسمبر 1993ء اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیجا گیا۔ جس کا عنوان حسب ذیل تھا:

1۔ ظالمانہ طلاق، کیا ایسی طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

2۔ ظالمانہ طلاق پر تعزیر اور اس کا جواز یا عدم جواز۔

3۔ متعۃ الطلاق، شرعی نقطہ نظر

یہ استفسار کونسل کے 133ویں اجلاس منعقدہ 22/جون 1998ء میں دوبارہ زیرِ غور آیا اور یہ طے پایا کہ ''جب شوہر ظلماً طلاق دے، تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ مگر شوہر

Marfat.com

تعزیراً سزا کا مستوجب ہوگا۔ لیکن تعزیر کی کیا صورت ہوگی؟ اس پر سیر حاصل بحث کے بعد طے پایا تھا کہ اس مسئلہ پر مولانا ارشاد الحق اثری صاحب، مولانا غلام رسول سعیدی صاحب اور مولانا عبدالمالک صاحب غور وخوض فرما کر اپنی تحریری اور مدلل آراء دفتر کو بھیجیں گے۔" (40)

اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی دلائل دینے کے بعد اپنی رائے میں لکھا:

"اس طرح صورت مسؤلہ میں ایک شخص نے اپنی بوڑھی منکوحہ کے نان نفقہ سے بچنے کے لئے اس کو طلاق کی دھمکی دی ہے۔ سو اگر وہ ایسی طلاق دے دے، جس میں رجوع کی گنجائش ہو تو اس کو رجوع کے لئے کہا جائے اور نان ونفقہ دینے کا پابند کیا جائے ورنہ اس پر مالی تعزیر لگائی جائے اور یہ رقم اس عورت کو ادا کی جائے۔ قاضی یا عدالت اندازہ کر سکتے ہیں کہ اوسط عمر کے لحاظ سے وہ بوڑھی خاتون کتنا عرصہ زندہ رہے گی اور ایک ہزار روپیہ ماہوار کے لحاظ سے اتنی رقم کا اس شخص پر جرمانہ کیا جائے اور عدالت جبراً اس سے یہ رقم وصول کر کے اس عورت کو ادا کرے۔" (41)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں مسند احمد بن حنبل سے دو حوالہ جات، ردالمحتار سے دو حوالہ جات اور مالی تعزیر کے جواز میں امام ابو یوسف اور امام مالک کے استشہاد کو معین الاحکام (علی بن خلیل الطرابلسی) سے پیش کیا۔

اس کے علاوہ مطلقہ کے متاع کے لزوم کے بارے میں علامہ سعیدی صاحب مطلقہ کے متاع کے لزوم کے مسئلے میں پہلے ائمہ مذاہب کے مسالک کی وضاحت کرتے ہوئے درج ذیل کتب کے حوالہ جات پیش کیے۔

1۔ الحاوی الکبیر للماوردی
2۔ الکافی لابن قدامہ
3۔ الدرالمختار
4۔ بدایۃ المجتہد

Marfat.com

5۔زادالمسیر

اس کے بعد علامہ سعیدی صاحب اس مسئلے پر اپنی رائے نقل فرماتے ہیں۔

''میری رائے فقہائے احناف کے موافق ہے۔کونسل کے مؤقر علماء کو اس پر غور کرنا چاہیے آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو بنیاد بنا کر تمام مطلقات کے لئے متاع کو لازم قرار دیا جائے یا امام شافعی کے قول جدید کے مطابق موخر الذکر تین قسم کی مطلقات کے لئے متاع کو لازم قرار دیا جائے۔ بظاہر قرینِ قیاس یہی مذہب ہے کیونکہ یہ اجماع صحابہ سے مؤید ہے۔ واللہ یھدی الی سواء السبیل۔''(42)

اسی طرح کونسل کے 132 ویں اجلاس منعقدہ 20۔21 اپریل 1998ء میں بیمہ، بیوگی وطلاق کی شرعی حیثیت کے مسئلے پر بحث ومباحثہ کے بعد یہ مسئلہ تحریری رائے کے لئے پروفیسر شاہ فرید الحق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کو دیا گیا۔علامہ سعیدی صاحب نے دلائل کی روشنی میں اپنی رائے ارسال کی۔

''اسلامی نظریاتی کونسل دلائل شرعیہ کی روشنی میں پہلے ہی یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ مروجہ بیمہ شرعاً ناجائز ہے کیونکہ یہ ربا، قمار اور غرر کو مستلزم ہے، اس سے یہ بات از خود طے ہو جاتی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے نزدیک بیوہ یا مطلقہ خاتون کا بیمہ کرانا جائز نہیں ہے۔''(43)

اس کے ساتھ ساتھ آپ نے مطلقہ خاتون کی کفالت کو ایک انسانی اور اخلاقی فریضہ قرار دیا اور اس کی متعدد صورتیں ذکر کیں، جن کی تفصیل کچھ یہ ہے۔

اس خاتون کے والدین، اس خاتون کی اولاد، دیگر خوشحال رشتہ دار، اس کے پڑوسی یا عام خوشحال مسلمان اس کی کفالت کی ذمہ داری قبول کریں یا بیت المال کفالت کے فرائض سرانجام دے۔

معرکۃ الآراء مناظرے

آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف صاحبِ قلم مصنف ہیں بلکہ آپ ایک بے مثال مقرر اور مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی حاضر جواب مناظر بھی ہیں، آپ کے کئی مناظرے شائع

Marfat.com

ہو چکے ہیں، جن کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

''1996ء میں آپ نے حافظ عبدالقادر روپڑی سے محفلِ میلاد کے جواز پر مناظرہ کیا اور بھری محفل میں حافظ مذکور کو لاجواب کر دیا اور انھوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ اگر تعیینِ شرعی نہ ہو تو بارہ ربیع الاوّل کو اس سے پہلے اور اسکے بعد کے ایّام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور آپ کی سیرتِ طیّبہ کو بیان کرنا جائز ہے، جس کو عرف میں میلاد النبی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ تحریر آپ کو لکھ کر دے دی، اس مناظرے میں شرف الملّۃ حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی بھی تشریف فرما تھے، ان کے علاوہ اور بہت سے علماء اہلِ سنت تھے، 1999ء میں حافظِ مذکور سے علمِ غیب پر مناظرہ ہوا، اس مناظرہ میں جب استادِ محترم نے نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی فتح البیان سے علمِ ماکان ومایکون کے ثبوت میں ابنِ کیسان کا قول پیش کیا تو حافظ مذکور بدحواس ہو گئے اور انہوں نے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا، یہ دونوں مناظرے عصر کے بعد سے عشا کے بعد تک جاری رہے تھے اور اس میں طرفین کے بکثرت علماء شریک تھے، دونوں مناظرے طبع ہو چکے ہیں۔''(44)

علمی مذاکرے

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ عمیق مطالعے اور تحقیق وتدقیق کے باوجود کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے اپنے معاصرین علماء سے مشورہ اور بحث وتمحیص کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی گوشہ جو اس وقت نظروں سے اوجھل ہو، وہ کُھل کر سامنے آجائے، اس ضمن میں آپ نے نہ صرف ہم مسلک علماء سے علمی تبادلہ خیال کیا بلکہ بعض اوقات دوسرے مسالک کے اہلِ علم سے بھی دوستانہ ماحول میں گفت وشنید کی، اس کی تائید مفتی منیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''بہت سے مسائل پر عمیق مطالعہ کے باوجود حتمی رائے قائم کرنے سے قبل انہوں نے معاصر اہلِ علم سے علمی تبادلہ خیال اور مذاکرے کا طریقۂ کار بھی اختیار کیا ہے۔''(45)

اس ضمن میں قاری عبدالمجید شرقپوری اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

''آپ اپنے معاصر علماء سے مذاکرہ کرتے ہیں، تب کہیں جا کر اس مسئلہ کے متعلق اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔''(46)

چنانچہ ایسی ہی ایک علمی نشست کا ذکر مفتی منیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم ان الفاظ میں رقم کرتے ہیں:

''تعمیر مسجد میں غیر مسلموں سے مالی اعانت (چندہ وغیرہ) قبول کرنے، مسافر قصر اور پراویڈنٹ فنڈ پر سود ایسے چند مسائل پر مصنف نے مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مہتمم دارالعلوم کراچی، مولانا سبحان محمود، شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی، مفتی عبدالرؤف (سکھروی) اور شعبہ افتاء کے چند دیگر علماء کے ساتھ دارالعلوم کراچی میں جا کر باقاعدہ مذاکراہ کیا، اس علمی مذاکرے میں شرکت کا اعزاز مصنف کے ساتھ راقم الحروف اور مولانا شاہ حسین گردیزی کو بھی حاصل ہوا، مذاکرے کا ماحول انتہائی خوش گوار اور خالص علمی تھا۔ تمام شرکاء نے نہایت شرح صدر اور وسعتِ ظرف کے ساتھ ان فقہی مسائل پر بحث میں حصہ لیا۔ اس مذاکرہ کا داعی تو راقم الحروف تھا، لیکن اس کا اہتمام کرنے کا اعزاز مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی کو حاصل ہوا اور اس امر کی داد نہ دینا ناانصافی ہوگی کہ انہوں نے اپنے والد محترم (شیخ مفتی محمد شفیع دیوبندی) کی تفسیر (معارف القرآن) کی آئندہ اشاعت میں ''تعمیر مسجد میں غیر مسلموں کی مالی اعانت'' کہ مسئلے کی تصحیح اور بعض متفق علیہ وضاحتی حواشی کے اضافے کا وعدہ فرمایا۔(47)

قبولِ حق کی عظیم مثال

اہلِ علم کا یہ وطیرہ ہے کہ اگر کسی مقام پر ان سے کوئی علمی فروگزاشت ہو جائے یا تسامح ہو جائے، تو اپنی غلطی سے رجوع کر لیتے ہیں، بلکہ اپنے مصلح کے شکر گزار بھی ہوتے ہیں، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف اس بات کا اپنے لفظوں میں اظہار کرتے ہیں بلکہ آپ کی تحریریں بھی قبولِ حق کا منہ بولتا ثبوت ہیں، اس کی تائید قاری عبدالمجید شرقپوری ان الفاظ میں کرتے ہیں:

Marfat.com

''عصری مسائل میں سے جس تازہ مسئلہ پر آپ اپنی رائے پیش کرتے ہیں اس کے آخر میں لکھ دیتے ہیں اگر یہ رائے حق اور صواب ہے تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے القا ہے ورنہ یہ میری فکر کی کوتاہی اور مطالعہ کی کمی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بری ہیں۔'' (48)

اس ضمن میں مفتی منیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں:

''کئی مسائل ایسے بھی ہیں جن میں حق پر آگہی کے بعد انہوں نے اپنی سابقہ رائے کو تبدیل کیا ہے اور درحقیقت ہر دور میں علمائے حق کا شعار بھی یہی رہا ہے کہ نفسانیت اور انانیت کو قبولِ حق کی راہ میں انہوں نے کبھی حائل نہیں ہونے دیا۔'' (49)

آپ ہمہ وقت قبولِ حق کے لئے آمادہ رہتے ہیں، اس کی ایک مثال ذیل میں درج ہے۔

''علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس 22 اگست 2005ء کو علمائے کرام تشریف لائے۔

علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب

علامہ غلام محمد سیالوی صاحب

علامہ سید مظفر حسین شاہ صاحب

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی صاحب

مندرجہ بالا موقر علمائے کرام نے علامہ سعیدی صاحب کو شرح مسلم اور تبیان القرآن کی بعض عبارات کی طرف توجہ دلائی جو ان کی رائے میں نامناسب تھیں۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان موقر علمائے کرام کی رائے کا احترام کرتے ہوئے ان سے اتفاق کرلیا اور ان کے مشورے کے مطابق بعض عبارات کو تبدیل کردیا، بعض عبارات کو حذف کردیا۔'' (50)

Marfat.com

بے مثال خطیب

''علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت بہترین محدث، مدرس، مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ فصیح وبلیغ خطیب بھی تھے۔ آپ نے اپنے خطبات کے ذریعے امت مسلمہ کے عقائد اعمال کی اصلاح کی موثر کوشش کی۔ آپ کے خطبات خالص علمی اور فقہی نوعیت کے ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت مدلّل اور عام فہم ہوتے ہیں آپ کا انداز خطابت آپ کے مرشد حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ ملتا ہے۔ آپ جو بھی بیان کرتے تھے مکمل تحقیق کے بعد قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کرتے تھے۔''(51)

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل عرصے تک خطابت و بیان کے سلسلے میں مختلف مقامات پر دروس ومواعظ میں قرآن وحدیث کی تعلیمات کو عام کیا۔ آپ نے مختلف مساجد میں امامت وخطابت کا فریضہ بھی انجام دیا، جن میں سے بعض کی تفصیل درج ذیل ہے۔

''آپ نے 1960ء سے 1999ء تک اپنے اثر آفرین مواعظ وخطبات کے ذریعے اپنے دینِ مبین اور مسلکِ اہلسنت وجماعت کی بے مثال خدمت کی اور ہزاروں طالبانِ حق کو رشد وہدایت اور صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ آپ جب کراچی تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ نے جامع مسجد ''رحمانیہ'' (لیاقت آباد نمبر 10) میں تقریباً آٹھ ماہ تک خطباتِ جمعہ سے لاتعداد لوگوں کو فیض یاب کیا۔ پھر آپ جامع مسجد ''نورانی'' گلبرگ میں چار سال تک خطابت کرتے رہے، پھر اسکے بعد آپ جامع مسجد ''فرقانیہ'' میں تقریباً سات سال تک خطابت سرانجام دیتے رہے اور پھر آخر میں آپ جامع مسجد ''علیمیہ'' (ناظم آباد) میں تقریباً سات سال تک خطابت کے ذریعے دینِ مبین کی خدمت کرتے رہے۔''(52)

بین الاقوامی تبلیغی دورے

''علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین ومحبین کا ایک وسیع حلقہ یورپ وامریکا میں بھی پھیلا ہوا ہے آپ دو مرتبہ برطانیہ تبلیغی دورے پر تشریف لے جا چکے ہیں۔ پہلی بار 1990ء میں گئے اور تین ماہ تک برطانیہ کے مختلف شہروں لندن، مانچسٹر، بریڈ فورڈ، برمنگھم اور برسٹل

Marfat.com

وغیرہ میں دینی اجتماعات سے خطاب کیا' مختلف مقامات پر لیکچر دیئے اور مختلف مساجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب فرمائے۔ 20 ردسمبر 1990ء کو واپسی پر زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت بھی حاصل فرمائی۔" (53)

"اسی طرح اہلِ برطانیہ کی شدید خواہش اور پیہم اصرار اور حضرت مولانا صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن محبوبی صاحب کی دعوت پر 1993ء میں آپ دوبارہ برطانیہ تشریف لے گئے اور اس مرتبہ بھی تقریباً دو ماہ تک برطانیہ کے متعدد شہروں میں دینی اجتماعات اور محافل سے خطاب کیا۔" (54)

علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت شخصیت اور خداداد صلاحیت کے مالک تھے، دورۂ برطانیہ میں بھی آپ نے اپنی تصنیف وتالیف کا کام جاری رکھا، خود لکھتے ہیں۔

"حضرت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب محبوبی زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف آزاد کشمیر کی دعوت پر میں 27 ستمبر 1990ء کو برطانیہ پہنچا اور 20 دسمبر 1990ء تک وہاں قیام کیا، بعدازاں عمرے کی سعادت اور زیارتِ حرمین شریفین کرتا ہوا یکم جنوری 1991ء کو واپس کراچی پہنچا۔ برطانیہ میں قیام کے دوران انگلینڈ، اسکاٹ لینڈ اور ویلز میں اکتالیس 41 خطابات کیے، اس دوران شرح صحیح مسلم کا کام بھی جاری رہا اور باب نمبر 747 سے لے کر 788 تک کا ترجمہ اور شرح میں نے بریڈفورڈ میں کیا۔" (55)

چنانچہ آپ نے شرح صحیح مسلم "کتاب اللباس والزینہ" کے 42 ابواب کی شرح تحریر فرمائی جبکہ دوسرے دورے میں "کتاب الطہارۃ" کے 13 ابواب سپردِ قلم کئے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"کتاب الطہارۃ سے لے کر اس باب (مسواک کا بیان) تک کی شرح بریڈفورڈ برطانیہ میں لکھی گئی اور میں نے حضرت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن محبوبی بانی صفۃ الاسلام بریڈفورڈ کی لائبریری سے استفادہ کیا۔ مَیں 20 جولائی 1993ء کو تبلیغی دَورہ پر برطانیہ گیا اور 22 ستمبر 1993ء کو پاکستان واپس پہنچا۔" (56)

Marfat.com

حج اکبر کا شرف

عوام میں یہ عام ہے کہ جب 9 ذی الحجہ جمعہ کے دن ہو تو اس حج کو حج اکبر کہتے ہیں، لیکن اس میں بھی دو آراء ہیں، چنانچہ علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں حج اکبر کے اس تصوّر کو احادیثِ صحیحہ اور اکابر فقہائے اسلام کے اقوال کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ:

''جس سال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کیا اس سال یومِ عرفہ، جمعہ کے دن تھا اور اس حج کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ حجِ اکبر ہے۔(57)

''اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کو بھی حج اکبر کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا اور 1994ء میں آپ حج اکبر کی سعادتِ عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔''(58)

مومن نیکیوں میں حریص ہوتا ہے اور یہی شان ہمیں سعیدی صاحب کی شخصیت اور افکار میں نظر آتی ہے۔آپ پیدل حج کرنے کا ارادہ رکھتے تھے کہ ہر قدم پر حرم شریف کی سات سو نیکیوں کا اجر حاصل کر سکیں۔لیکن کمر کے درد کی وجہ اس خواہش کو پورا نہ کر سکے۔لہٰذا نعمۃ الباری جلد اوّل کی حدیث نمبر 1514 کی شرح میں آپ نے سواری پر حج اور پیدل حج کرنے کی فضیلت پر احادیث کی روشنی میں بحث کی ہے۔چنانچہ ثابت ہوا کہ سواری پر حج کرنا زیادہ افضل ہے۔گویا اس بحث کے آخر میں رقم کرتے ہیں:

''میں پیدل حج کر کے ہر قدم پر حرم شریف کی سات سو نیکیوں کا اجر حاصل نہیں کر سکا۔ اس چیز کا مجھے بڑا قلق رہتا تھا۔لیکن آج ان سطور کو لکھتے وقت میں سوچ رہا ہوں کیا ہوا جو میں نے پیدل حج نہیں کیا، میں نے سواری پر سوار ہو کر حج کیا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو پالیا اور سواری کے کرائے میں جو میں نے رقم خرچ کی تو ایک حدیث کے مطابق مجھے ایک روپے کے مقابلے میں دس لاکھ روپے راہ خدا میں خرچ کرنے کا اجر ملے گا۔سو اس بحث کو لکھتے وقت پیدل حج نہ کرنے کی وجہ سے مجھے چودہ سال سے جو ملال تھا، وہ آج جاتا رہا۔''(59)

Marfat.com

علوم جدیدہ وقدیمہ میں مہارت تامّہ

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے علوم دینیہ سے وافر حصہ عطا فرمایا جس کا علم ان کی تحریروں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ انہیں جن علوم پر کامل دسترس حاصل تھی ان میں سے درج ذیل خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔

1۔علم القرآن 2۔علم الحدیث 3۔علم تفسیر 4۔اصول تفسیر 5۔اصول حدیث 6۔علم کلام 7۔علم فرائض 8۔فقہ 9۔اصول فقہ 10۔منطق 11۔فلسفہ 12۔صرف۔ 13۔نحو 14۔معانی 15۔بیان 16۔عرض وقوافی 17۔تاریخ 18۔سیر 19۔اخلاق۔ 20۔شمائل 21۔تصوف 22۔بدیع 23۔افتاء 24۔رسم الافتاء 25۔اسماء الرجال 26۔مناظرہ 27۔ہندسہ 28۔ادب۔ 29۔طب 30۔سیاست 31۔انشاء۔ 32۔معیشت وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

بارگاہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ میں نذرانۂ عقیدت

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت وعقیدت رکھتے تھے، جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی تحریریں ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب لکھنے کا آغاز کیا تو سب سے پہلے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی مقام کو سپرد قرطاس کیا، اسی طرح جب مختلف مسالک ومکاتب کے حضرات نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر بے جا تنقید وتنقیص اور اعتراضات کیے، تو سب سے پہلے آپ ہی کا قلم حرکت میں آیا اور آپ نے دلائل کا انبار لگا کر مخالفین کے منہ پر ہمیشہ کے لئے مہر ثبت کردی جس کا مظہر اتم آپ کی مایہ ناز کتاب ''توضیح البیان لخزائن العرفان'' ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ کے علمی کارنامے تو ان گنت اور بے شمار ہیں، لیکن جو خصوصیت آپ کے ترجمہ قرآن کو حاصل ہے، وہ اسی کا حصہ ہے۔ یہ ترجمہ تمام معتبر تفاسیر کا خلاصہ ہے۔ آسان اور سادہ عبارت کے ٹکڑوں میں حقائق ومعارف کے خزینے سمو کر رکھ دیئے ہیں۔ کلام الٰہی کی ظاہر نصوص پر جو

Marfat.com

اشکال وارد ہوتے ہیں۔ترجمے کی خوبی سے وہ سب مندفع ہوجاتے ہیں۔اس ترجمے میں رازی کی موشگافیاں ہیں،غزالی کا تصوف ہے،جامی کی وارفتگی ہے،نعمان کا تفقہ ہے، آلوسی کی دقت ہے،میں نے اعلیٰ حضرت کا زمانہ نہیں پایا،لیکن جب میں آپ کی تحریرات کو دیکھتا ہوں تو میرے ذہن میں ایک ایسی شبیہ ابھرتی ہے جس کی آنکھوں میں فاروقی جلال، لبوں پر ملکوتی تبسم،چہرہ ایسا جیسے کھلا ہوا قرآن،گفتار میں علی المرتضیٰ کی حلاوت،کردار میں ابوذر کا استغناء،نفس میں گرمیٔ صدیق،انداز میں بلال کی تب وتاب۔الغرض اعلیٰ حضرت کی شخصیت کیا ہے،گویا انجمن عشاق مصطفیٰ کا جامع عنوان ہے۔''(60)

ایک دوسرے مقام پر محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ قرآن مجید بے نظیر و بے مثال ترجمہ ہے۔تمام معتبر تفاسیر کا نچوڑ وخلاصہ ہے۔اہل علم کا کہنا ہے کہ اردو زبان میں ایسا جامع اور مکمل ترجمہ کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔اس پر صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ العزیز کا حاشیہ تو سونے پر سہاگہ ہے۔اس کی عظمت وجلالت کا فیصلہ اہل علم مطالعہ کے بعد ہی کر سکتے ہیں۔یہ گراں مایہ ترجمہ اور بلند پایہ تفسیر جہاں اہلسنت و جماعت کے لئے سرمایہ افتخار وشادمانی ہے،وہاں مخالفین کے لئے پیغام رشد وہدایت ہے۔البتہ بغض وعناد کی عینک لگا کر دیکھنے والے اسے اپنے لئے پیام اجل سمجھتے ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق اور انتہائی قریبی ساتھی علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ اس محبت وتعلق کو اس انداز میں لکھتے ہیں۔

''یہی وجہ ہے کہ جب تاج کمپنی والوں نے بے پناہ اہمیت اور مقبولیت کے پیش نظر اس ترجمہ وتفسیر کو شائع کیا،تو مخالفین کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔پہلے تو تاج کمپنی کے دیوبندی کارکنندگان نے اسرائیلی حربے تحریف سے کام لیا۔ترجمہ وتفسیر میں ردوبدل کر کے اسے اپنے مسلک کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔جب اس پر بھی دل ٹھنڈا نہ ہوا تو وہی

Marfat.com

پرانے اعتراضات جن کا جواب اہلسنت وجماعت کی طرف سے بارہا دیا جاچکا ہے، لیکر اٹھ کھڑے ہوئے اور گکھڑ کے مولوی سرفراز صفدر نے انہی اعتراضات کو یکجا کر کے ایک کتابچہ تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین لکھ مارا، بزعم خویش وہ بہت دور کی کوڑی لائے تھے۔ لیکن حضرت العلامہ ادیب، محقق، مدقق، فاضل نوجوان مولانا غلام رسول سعیدی صاحب مسلک اہلسنت وجماعت اوراساطین اہلسنت وجماعت کے بارے میں ہرزہ سرائی برداشت نہ کر سکے۔ حمیت دینی نے انہیں پکارا تو وہ بے انداز مصروفیت کے باوجود شمشیر قلم لے کر میدان میں نکل آئے اور کمال حسن وخوبی کے ساتھ مسلک اہلسنت وجماعت کی طرف سے دفاع کیا۔'' (61)

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند مزید عبارات پیش کی جارہی ہیں، جس سے آپ کی عقیدت و محبت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

''اصولیین کی تعریف کے اعتبار سے فقہ کی تعریف صرف مجتہدین پر لازم آتی ہے۔ ہم اعلیٰ حضرت کے بارے میں اجتہاد مطلق کا تو دعویٰ تو نہیں کرتے لیکن یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت میں واضح طور پر اجتہاد کی جھلک نظر آتی ہے آپ نے بے شمار ایسے قواعد مقرر فرمائے اگر وہ سیدنا ابوحنیفہ کے سامنے پیش کئے جاتے تو وہ یقیناً اس کی تحسین فرماتے۔ آپ نے متعدد ضوابط ارقام فرمائے جو کتب فقہ میں کہیں نہیں ملتے لیکن ان کا وجود ناگزیر ہے کیونکہ فقہ کی بے شمار جزئیات اپنے انطباق کیلئے ان قواعد کی مرہون منت ہے۔ ہم ان شاء اللہ اس مضمون میں ان قواعد وضوابط کی نشاندہی کریں گے کیونکہ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب نے ان تمام قواعد کا کتاب وسنت سے اقتباس کیا ہے اس لئے یہ بات بلاخوف کہی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت اجتہادی شان کی حامل تھی۔'' (62)

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والہانہ عقیدت واحترام کے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔ نہ صرف اس لئے کہ آپ ان کے نظریات سے مکمل ہم آہنگ ہیں بلکہ اس بات کا اعتراف تو وہ

Marfat.com

حضرات بھی ببانگ دہل کرتے ہیں، جونظریاتی طور پر آپ کے مخالف ہیں۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''دین عقائد اور اعمال کا نام ہے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں پر مجددانہ بصیرت رکھتے تھے چنانچہ آپ کے زمانے میں جن عقائد واعمال پر زائغین اور مبتدعین کے زیغ اور بدعت کی دھند چھا گئی تھی، آپ نے علم ربانی اور نور یزدانی کی فیض آفرینیوں اور ضیاء پاشیوں سے اس دھند کو زائل کر کے حق کو صیقل کر دیا۔'' (63)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں:

''فقہی مباحث میں جو طبعی اور ریاضی کے مسائل آ گئے ان پر ایسے اچھوتے انداز میں بحث کی ہے کہ فارابی اور شیخ بھی دبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انصاف اور دیانت کی نظر سے دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے فقہ میں وہ مقام حاصل کیا، جس کی نظیر صدیوں پیچھے نہیں ملتی۔'' (64)

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ مطالعہ وتدریس

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے نصف صدی سے زیادہ کا عرصہ درس وتدریس میں بسر کیا، اس عرصہ میں اَنگنت طلباء آپ سے فیضیاب ہوئے اوراب اندرونِ و بیرونِ ملک مختلف اداروں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں، لہٰذا آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو جاننے کے لئے ان حضراتِ علمائے کرام سے براہِ راست یا بذریعہ موبائل رابطہ کیا گیا، تا کہ علامہ صاحب کی شخصیت کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی جا سکے۔ چنانچہ اس ضمن میں مفتی عبداللہ نورانی مدظلہ العالی نے آپ کے اندازِ تدریس کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں بتایا:

''آپ انتہائی شفقت ومحبت اور محنت ولگن سے پڑھاتے ہیں۔ آپ کے صحیح بخاری پڑھانے کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے کسی طالب علم سے حدیث کی عبارت پڑھواتے ہیں، اس دوران اس کی غلطیوں کی اصلاح کرتے ہیں، اس کے بعد آسان اردو زبان میں اس

Marfat.com

حدیث کا ترجمہ کرتے ہیں، حدیث کی مفصل تشریح بیان کرتے ہوئے مشکل الفاظ کے معانی بتاتے ہیں، اس حدیث پر اگر کوئی اعتراض ہو تو اس کی وضاحت کرتے ہیں، حدیث سے جو احکام و مسائل مستنبط ہوتے ہیں ان کا استخراج کرتے ہیں اور ان مسائل و احکام کو قرآن و حدیث اور قیاس کے دلائل سے واضح کرتے ہیں۔ اپنے بیان کردہ دلائل کے ماخذ پر مختلف کتابوں کے حوالہ جات مع جلد نمبر، صفحہ نمبر اور اس کتاب کا مطبع نوٹ کرواتے ہیں۔ حدیث کے بارے میں خود ہی سوالات قائم کرتے ہیں پھر خود ہی جوابات دیتے ہیں۔ اس کے بعد طلباء کے سوالات کا جواب دیتے ہیں۔ طالب علم چاہے دس دفعہ سوال کرے آپ تنگ نہیں ہوتے اور جب تک وہ مطمئن نہ ہو جائے، اس کے سوالوں کے جوابات دیتے رہتے ہیں۔" (65)

آپ کا اندازِ تدریس اس قدر پُرکشش اور لہجہ اتنا شیریں تھا کہ طلباء آپ کی کلاس کے لیے انتظار کرتے اور وہ طلباء جو فراغت کے بعد مدرسے سے جا چکے ہوتے، وہ بھی بسا اوقات آپ کی زیارت اور اکتسابِ فیض کے لئے حاضر ہوتے۔

"دوران تدریس طلباء کی دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے پُرلطف باتیں کرتے۔ طلباء سے نہایت نرمی کا برتاؤ رکھتے جس کی وجہ سے طلباء خود بخود آپ کی جانب مائل ہو جاتے اور علم حاصل کرنے کا شوق بھی بڑھتا۔ آپ کے بہترین طریقہ تدریس اور طلباء کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کی وجہ سے آپ کی کلاس میں طلباء وقت سے پہلے اکٹھے ہو جاتے اور کوئی غیر حاضر نہیں ہوتا۔ جامعہ نعیمیہ لاہور میں تدریس کے دوران آپ کی کلاس میں طلباء کی تعداد سب سے زیادہ ہوتی تھی۔ جو طالب علم فارغ ہوتے تھے، وہ بھی آپ کی کلاس میں آجاتے تھے، خاص طور پر جمعرات کے دن آپ کی کلاس میں بہت رش ہوتا تھا۔ اس دن آپ کے فارغ التحصیل طلباء جو کہ مختلف مساجد میں امام و خطیب تھے، آپ کی کلاس میں موجود ہوتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمیں آپ کی کلاس میں ضرور کوئی نہ کوئی علمی نقطہ ملے گا اور ہمارا جمعہ کا خطبہ تیار ہو جائے گا۔ آپ ایک کامیاب معلم ہیں۔ آپ نے اس پیشے کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

سمجھتے ہوئے نہایت دیانت داری اور خوش اُسلوبی سے سرانجام دیا۔ آپ جب آرام کرتے ہیں تو آپ کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اس کے بعد تر وتازہ ہوکر دوبارہ بہتر انداز میں اپنی خدمات سرانجام دے سکیں۔ آپ کے شوق تدریس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ بیماری اور بڑھاپے کے باوجود اس سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔'' (66)

ایک اور واقعہ مفتی عبداللہ نورانی صاحب نے دورانِ انٹرویوز کر کیا۔ وہ کچھ اس طرح ہے کہ:

''علامہ سعیدی صاحب نے ایک روز اپنے مرشدِ گرامی حضور سید احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ اعلیٰ حضرت نے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان کو ثابت کیا ہے، لیکن تفسیرِ کبیر میں ان کا موقف تو اس کے برعکس ہے، اس پر غزالی زماں نے فرمایا کہ امام رازی کی ایک دوسری مختصر تفسیر بنام ''اسرار التاویل وانوار التنزیل'' ہے جس میں انہوں نے اثبات میں دلائل رقم کیے ہیں۔ چنانچہ سعیدی صاحب اس تفسیر کی تلاش میں تھے، میں اس وقت حضرت کے پاس زیرِ تعلیم نہ تھا، جب مجھے پتا چلا کہ آپ کو اس تفسیر کی ضرورت ہے، تو میں نے عرض کی کہ حضرت وہ تو آپ کے ایک شاگرد مفتی الیاس رضوی صاحب کے پاس میں نے دیکھی ہے، چنانچہ فوراً سعیدی صاحب نے مجھے 500 روپے نکال کر دیئے اور کہا کہ ابھی جاؤ اور ان سے لے کر آؤ، جب میں وہ تفسیر لایا تو آپ نے اسے فوٹو اسٹیٹ کرایا اور مجھے بطورِ انعام اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور تفسیر واپس کرنے کا حکم دیا۔'' (67)

اس واقعے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علم دوستی کا اندازہ ہوتا ہے، ساتھ ساتھ آپ کی کتب سے محبت اور فراخدلی کا بھی پتا چلتا ہے۔

آپ کا اندازِ مطالعہ کچھ یوں ہے:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کتاب کے مطالعے کے دوران جو بھی نئی بات سامنے آئے اس پر ''ف'' لکھ کر نوٹ لگاتے ہیں پھر کتاب کے شروع میں خالی صفحہ پر اس بات کا ماحصل اور اجمال

Marfat.com

لکھ کر صفحہ نمبر لکھ دیتے اسی طرح دوران تحقیق اگر مسئلے کے متعلق کوئی عبارت یا دلیل ہوتو اس کو نوٹ کر لیتے اور اس میں کوئی صفحہ یا کاغذ رکھ دیتے آپ کے پاس جتنی کتب موجود ہیں اور دارالعلوم نعیمیہ میں جو کتب بھی آپ کے زیر مطالعہ ہیں ان سب پر نوٹ لکھے ہوئے ملتے ہیں۔'' (68)

شخصی خوبیاں ومحاسن

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں اور اوصاف سے نوازا ہے، بالخصوص وہ لوگ جو آپ کی صحبت میں رہتے ہیں، خود گواہی دیتے ہیں کہ آپ ظاہر و باطن میں اللہ کریم سے ڈرتے ہیں اور انتہائی متبع شریعت ہیں۔ چنانچہ نعم الباری کی ہر جلد کے اختتام پر آپ اللہ سے دعا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

''الٰہ العالمین ایمان پر ہمارا خاتمہ فرمائیں، سکرات الموت کو آسان فرمائیں، قبر کے عذاب سے، قیامت کی ہولناکیوں سے اور حشر کی سختیوں سے محفوظ رکھیں، اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں دنیا میں اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا اہل فرمادیں اور قبر میں آپ کی زیارت نصیب فرمائیں۔'' (69)

ڈاکٹر شمس ماہنامہ ضیائے حرم میں لکھتے ہیں:

''علامہ صاحب میں بے پناہ قوت ارادی موجود ہے۔ آپ عزم وہمت کے پیکر ہیں۔ آپ کی عمر تقریباً اسی (80) سال ہے، عرصہ دراز سے شوگر اور بلڈ پریشر کے مریض ہیں۔ گھٹنوں میں فاصلہ ہوجانے کی وجہ سے چلنا پھرنا انتہائی دشوار ہے۔ بیماری، بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود آپ کا حوصلہ انتہائی بلند ہے آپ عصاء کے سہارے کلاس تک جاتے ہیں، پڑھانے میں کبھی ناغہ نہیں کرتے اور ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔'' (70)

اس کے علاوہ آپ شب وروز وقت کی پابندی کے ساتھ اپنے معمولات پر استقامت کے ساتھ عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایک دن طبیعت کی وجہ سے معمول کے

Marfat.com

مطابق کام نہ ہو پاتا تو اگلے دن زیادہ محنت کرتے۔

''آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز فجر سے تقریباً دو گھنٹے پہلے بیدار ہو جاتے۔نمازِ تہجد ادا کرنے کے بعد تفسیر تبیان الفرقان لکھواتے۔ پہلے آپ خود شرح لکھتے تھے لیکن اب بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے آپ بولتے ہیں اور آپ کے شاگرد لکھتے ہیں۔جو شاگرد آپ کے پاس لکھتے، آپ ان کو بھی اپنے ساتھ نماز تہجد پڑھواتے۔اذان فجر تک تصنیف کے کام میں مصروف رہتے۔نماز فجر ادا کرنے کے بعد ناشتہ کرتے ہیں اور کچھ دیر آرام کرتے ہیں۔آرام کے بعد آپ کچھ دیر تک اخبار کا مطالعہ کرتے ہیں۔نو سے دس بجے تک ایک گھنٹہ دورہ حدیث کی کلاس لیتے جس میں آپ صحیح بخاری پڑھاتے ہیں۔اس کے بعد مدرسے کے صحن میں تین چار چکر لگاتے۔واپس کمرے میں آکر ایک گھنٹہ آرام کرتے۔اس کے بعد ایک گھنٹہ پھر تصنیف کا کام کرنے کے بعد دوپہر کا کھانا کھاتے۔کچھ دیر آرام کے بعد تین بجے نماز ظہر ادا کرتے۔آرام کے دوران آپ کے ہاتھ میں تسبیح ہوتی جس پر مسلسل ذکرِ خدا کرتے۔ نمازِ عصر تک ایک گھنٹہ تصنیف کا کام کرتے۔نمازِ مغرب کے بعد کھانا کھاتے۔نمازِ عشاء تک آپ کے دوست احباب آپ سے ملنے آتے۔نمازِ عشاء کے فوراً بعد سو جاتے۔''(71)

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار جا بجا اپنی تحریروں اور تقریروں میں کرتے نظر آتے تھے اور یہی سنت سے محبت آپ کی عادات و اطوار میں بھی دکھائی دیتی تھیں، چنانچہ

''حدیث پڑھانے کے دوران اکثر آپ کی آنکھیں اشکبار رہتی ہیں۔جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کی جانب سے مظالم کا ذکر آتا ہے تو غم کی وجہ سے آپ کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت سے محبت کرنا اور ان کے لئے رات بھر دعا کرنے کا ذکر آتا فرط محبت سے آپ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔آپ کا عشق رسول آپ کی تصانیف میں واضح نظر آجاتا ہے آپ اپنی تصانیف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آنے پر خصوصیت کے ساتھ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مفصل بحث کرتے ہیں۔''(72)

Marfat.com

علامہ سعیدی صاحب خود فرماتے ہیں:

''مَیں نے بخاری و ترمذی میں یہ پڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرخ حلّہ زیبِ تن فرمایا، تو میرے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی (تقریباً 15 سال پہلے) کہ میں بھی ایسا لباس بناؤں۔ میں نے خود صدر جا کر خریدا اور کڑھائی کرا کر پہنا، اور جب شوق پورا کر لیا، تو اپنے شاگرد مولانا اسمٰعیل نورانی کو دے دیا۔''(73)

محبت کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے، کہ محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت کی جائے اور کسی بھی شے کے بارے میں ذہن کو بُرے خیالات سے دور رکھا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے ایمان کے بارے میں اہلِ علم کی دو آراء ہیں، چنانچہ اس بارے میں علامہ سعیدی صاحب طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں:

''علامہ سیوطی نے اس مضمون کی بہت سی احادیث پیش کی ہیں اختصار کے پیش نظر ہم نے ایک حدیث کو ذکر کر دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوین شریفین کے ایمان کا مسئلہ ہر چند کے اصولی و اعتقادی نہیں ہے تاہم حسن عقیدت اور آپ سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے ایمان کا قول کیا جائے کیونکہ ہمارے آباء اور امہات مومن ہوں اور سرکار کے ابوین مومن نہ ہو اور ہمیں اپنے آباء کے ایمان اور اسلام کا شرف حاصل ہو اور آپ کو یہ شرف حاصل نہ ہو اس بات کو ایک مومن کی محبت اور غیرت ایمان گوارہ نہیں کرتی۔ اس باب میں کم سے کم بات یہ ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور ابوین کریمین کے بارے میں کوئی ایسا کلمہ نہ کہا جائے جو ابوین کریمین کے استخفاف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل آزاری کا موجب ہو۔ اللہ تعالیٰ ملا علی قاری کی مغفرت فرمائے انہوں نے اس باب میں محبت اور ادب کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھا۔''(74)

آپ کی منکسر المزاجی اور تواضع کا یہ عالم ہے کہ اپنے طلباء کی معمولی ضروریات کا بھی خیال رکھتے تھے اور اگر آپ کی وجہ سے کسی کی دل آزاری ہو جائے تو اس سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے۔

Marfat.com

''آپ نے تمام زندگی عاجزی کا مظاہرہ کیا۔ فخر غرور اور تکبر کا آپ کی زندگی میں شائبہ تک نہیں ہے۔ آپ کی عاجزی اور انکساری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب کبھی آپ کو معلوم ہوتا کہ آپ کی کسی بات سے کسی طالب علم کی دل آزاری ہوئی ہے، خواہ وہ طالب علم کسی ابتدائی کلاس کا ہی ہو، آپ ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگ لیتے تھے اور اس میں کوئی شرم یا عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ جو شاگرد آپ کے پاس رہتے تھے اور آپ کی خدمت کرتے تھے، ان کے جوتوں اور کپڑوں کا انتظام آپ خود کرتے تھے۔ اگر وہ کبھی بیمار ہو جائیں تو اس بڑھاپے اور بیماری کی حالت میں خود ان کو دوا پلاتے تھے، اپنے ہاتھ سے دودھ گرم کر کے پلاتے تھے۔ آپ تنہائی پسند تھے، زیادہ میل ملاقات پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ کو نمود و نمائش سے سخت نفرت تھی، اسی وجہ سے عموماً تقاریب میں نہیں جاتے تھے۔ مدرسے کی چار دیواری سے بہت کم باہر جاتے۔ عام طور پر سڑک پر چلتے ہوئے کوئی پہچان نہیں سکتا کہ یہ علامہ (سعیدی صاحب) جارہے ہیں۔'' (75)

''آپ بے جا اسراف نہیں کرتے ہیں، سادہ لیکن باوقار زندگی گزارتے ہیں۔ غذا نہایت سادہ استعمال کرتے ہیں۔ عیش اور پر تکلف زندگی کو پسند نہیں کرتے۔ صاف ستھرا سفید لباس پہنتے ہیں، پرفیوم اور عطر بہت پسند کرتے ہیں۔ ان اشیاء کے لئے کمرے میں الگ الماری بنا رکھی ہے۔ آپ کو گھڑیوں کا بہت شوق ہے۔ اچھی اور مہنگی گھڑیاں آپ کے پاس کافی تعداد میں موجود ہیں۔ آپ کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو طلباء سے شفقت و محبت کا برتاؤ ہے۔ آپ اپنے شاگردوں کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ شاگردوں سے آپ کی محبت کا یہ عالم ہے کہ تمام شاگرد آپ کے انتہائی قریب ہوتے ہیں۔ ہر کوئی اپنے دل کی بات بلا خوف و تردد کر لیتا ہے۔ جن شاگردوں کے والدین نہیں ہیں یا وہ بہت نادار ہیں، آپ ان کی مالی اعانت کرتے ہیں۔ اچھا پڑھنے والے طلبا کو کتابیں خرید کر دیتے ہیں۔ آپ کو جب پتا چلے کہ فلاں طالب علم کو گھڑی کی ضرورت ہے تو آپ فوراً اپنی گھڑی اتار کر دے دیتے ہیں، خواہ جس قدر بھی مہنگی ہو۔'' (76)

Marfat.com

حکومتی سطح پر محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا اعتراف

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت پاکستان نے 14 اگست 2014ء کو بدست صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان ''تمغہ امتیاز'' عطا کیا۔ آخر میں اس کا عکس دیا گیا ہے۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ آخرت

مفتی محمد اسماعیل نورانی صاحب زید مجدہ محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ان شاگردوں میں سے ہیں جنہیں آپ پر بے حد ناز تھا، راقم نے بھی اس کتاب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں سے کئی حوالہ جات پیش کیے ہیں اور خود مشاہدہ بھی کیا ہے۔ یہ کتاب چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں مرتب کی گئی تھی لہٰذا اس میں آپ کے سفر آخرت کے مراحل سے متعلق معلومات جمع کرنی تھیں۔ پھر جب مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ نے بتایا کہ اس سلسلہ میں آپ نے اس موضوع پر ایک مقالہ تحریر کیا ہے اور کئی رسائل میں اسے ارسال کیا، چنانچہ میری درخواست پر آپ نے وہ تحریر مجھے بھی عنایت فرمادی اور مَیں نے جہاں مناسب سمجھا اس میں تصرف کر کے حضرت کو دکھا کر اپنی کتاب کا حصہ بنالیا۔ اس تعاون پر اللہ کریم سے دعا ہے کہ مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے، تو معلوم ہوگا کہ حضرت کو پوری زندگی مختلف مصائب وآلام اور مشکلات کا سامنا رہا ہے۔ خواہ وہ گھریلو اعتبار سے ہوں، یا دینی خدمات انجام دینے کے اعتبار سے ہوں یا اپنی ذاتی صحت وتندرستی کے اعتبار سے ہوں۔ اس اجمال کی تفصیل بہت زیادہ ہے، جس کو ایک الگ موضوع کے تحت کئی صفحات پر تحریر کیا جاسکتا ہے۔ البتہ کم از کم صحت کے حوالے سے حضرت محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ جن آزمائشوں میں زندگی کا بیشتر حصہ مبتلا رہے ہیں، اُن کا مطالعہ کرنے کے لیے قارئین، حضرت کی تصنیفِ لطیف ''تبیان القرآن'' میں مختلف سورتوں کے اختتامی کلمات ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان مشکلات میں کسی موقع پر کوئی بے صبری یا شکوہ شکایت نہیں فرماتے تھے بلکہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ اپنے سے زیادہ مصیبت زدہ اور بیمار شخص کو یاد کر کے اپنی تکالیف پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے تھے اور اپنے اس طرزِ عمل پر حسبِ ذیل حدیث کا ذکر فرماتے تھے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أنظروا الی من هو اسفل منکم ولا تنظروا الی من هو فوقکم

ترجمہ: ''(مال ومتاع اور صحت کے معاملے میں) جو شخص تم سے کم درجہ میں ہو اُس کو دیکھا کرو اور جو بہتر ہو اُس کو نہ دیکھو۔ (ورنہ ناشکری پیدا ہوگی)۔'' (77)

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ عزوجل کی خصوصی عنایات

ایک اہم بات یہ ہے کہ زندگی بھر اتنی تکالیف اور عوارض آپ کو لاحق رہے، جس کی وجہ سے آپ کی صحت اور جسم شدید متأثر ہوا۔ لیکن حیرت انگیز طور پر دماغی کام کی کثرت کے باوجود آپ کی قوتِ بصارت متأثر نہیں ہوئی، بلکہ اس میں مزید برکت ہوئی۔ آپ کے اپنے بیان کے مطابق آپ جتنا علمی اور تحقیقی کام کرتے رہے، اس سے بجائے نظر کے متأثر ہونے کے، اس میں گزرتے وقت کے ساتھ مزید بہتری آئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ (78)

ترجمہ: تم اللہ کے دین کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ (القرآن)

اسی سے ملتا ہو مضمون حدیث میں اس طرح بیان ہوا کہ:

''جو اللہ کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔''

تبیان القرآن میں ایک مقام پر اس نعمت کا اظہار کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے بے پایاں احسانات میں سے ایک اہم احسان یہ ہے کہ جب میں 6 جولائی 1985ء کو کراچی آیا تھا تو میری نظر کا نمبر ساڑھے تین اور ساڑھے چار تھا، مسلسل دماغی کام کرنے اور لکھنے پڑھنے کی مشغولیت اور شوگر اور ہائی بلڈ پریشر کے امراض کی وجہ

Marfat.com

سے چاہیے تو یہ تھا کہ میری نظر اور گر جاتی اور چشمہ کا نمبر اور بڑھ جاتا، لیکن اللہ نے یہ کرم کیا کہ میری نظر بڑھ گئی اور چشمے کا نمبر گر گیا، اب میرے چشمے کا نمبر ڈیڑھ اور دو ہے، میں لکھنے پڑھنے کا کام بغیر چشمہ کے کرتا ہوں اور صرف دور دیکھنے کے لیے چشمہ لگاتا ہوں۔ فالحمد للہ ربّ العالمین۔" (79)

اسی طرح پوری زندگی مختلف امراض میں مبتلا رہنے کے باوجود دماغی صلاحیت بھی بہت بہتر رہی۔ اگرچہ نسیان کا عارضہ لاحق ہوا، لیکن مجموعی طور پر احادیث کا استحضار، اُن کے حوالہ جات کا علم، کتابوں کے نام، اُن کے مصنّفین کے نام مع سنینِ وفات، کئی بیماریوں کے باوجود یہ چیزیں آپ کے ذہن سے محو نہیں ہوئیں یہی وجہ ہے کہ زندگی کے آخری ایام میں علاج کے دوران کئی احادیث پر عمل کیا۔ آئی سی یو میں وینٹی لیٹر پر جب تک ہوش میں رہے، ڈاکٹرز کے مطابق آپ کا دماغ سو فیصد کام کر رہا تھا اور ہسپتال کے انہی ایام میں جب آپ ہوش میں تھے، آپ نے اپنے پاس موجود طلباء (جن میں خصوصاً آپ کے نہایت خدمت گزار طالب علم شفیق الرحمٰن اور محمد عاطف ہیں) اُن سے ازخود سورۂ یٰس، کلمۂ شہادت اور استغفار کا ورد کرنے کی تلقین فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ تبیان القرآن لے کر آؤ، اُس میں سورۂ یٰس کے فضائل کا عنوان ہے، اس میں یہ لکھا ہے کہ:

"جس کے پاس سورۂ یٰس پڑھی جائے اس کے لیے اللہ تعالیٰ (موت کو) آسان فرما دیتا ہے۔" (80)

البتہ 2011ء میں جب آپ نعم الباری کی آٹھویں جلد تحریر فرما رہے تھے، اُس دوران ساڑھے چار ماہ تک آپ کو شدید دماغی درد (DIMENSIA) کا عارضہ لاحق رہا اور آپ کے لیے شرح کا کام کرنا کافی دشوار ہو گیا۔ لیکن مئی کے اواخر میں آپ کی صحت دوبارہ بحال ہو گئی اور آپ نے شرح کا کام کرنا شروع کر دیا۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور بشارتِ حدیث

محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو تمام عوارض (شوگر، ہائی بلڈ پریشر اور کمر کا درد) تقریباً 1984ء

Marfat.com

سے لاحق ہوئے اور ان عوارض کے نتیجے میں جسمانی تکالیف اور کمزوری میں وقت گزرنے کے ساتھ مسلسل اضافہ ہی ہوتا رہا۔ لیکن اس پورے عرصے میں زیادہ تر یہی دیکھا گیا کہ آپ صبح وشام اپنے جسمانی عوارض کے علاج اور پرہیز میں مشغول اور اُن میں بہتری کے لیے بہت متفکر رہتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ تفسیر وحدیث کا تحقیقی کام بھی اس تسلسل سے جاری رکھتے تھے کہ کوئی دن خالی نہ گزرے۔

نوٹ: حضرت کی زندگی کا یہ وہ پہلو ہے جو خصوصاً آج کل کے طلباء کے لیے زیادہ قابل غور اور قابلِ عمل ہے، کیونکہ آج کل موبائل اور انٹرنیٹ کی مشغولیت کی وجہ سے طلباء اپنا وقت بہت زیادہ ضائع کرتے ہیں اور توجہ سے علم حاصل نہیں کرتے۔

حضرت کی ان مشکلات اور آزمائشوں کو دیکھ کر بے ساختہ وہ حدیث یاد آتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ''(81)

ترجمہ: جس کے ساتھ اللہ عزوجل بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے مشکلات میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

Marfat.com

2015ء کے ماہ رمضان میں موسم کی شدت اور اس کے اثرات

گزشتہ رمضان المبارک (2015ء/ 1436ھ) میں شہر کراچی میں ناقابلِ برداشت گرمی پڑی اور HEAT STROKE سے کئی لوگ انتقال کر گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ پہلے ہی ضعفِ بدن اور کئی عوارض میں مبتلا تھے، گرمی کی شدت نے آپ کو شدید متأثر کیا اور اندرونی طور پر آپ ٹوٹ کر رہ گئے۔ اس کے نتیجے میں آپ کئی روز تک علیل رہے اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب عید کے دن صبح حضرت سے ملاقات کے لیے میں حاضر ہوا، تو حضرت اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور پہلے آپ بستر سے اُٹھ کر بہت گرم جوشی کے ساتھ گلے مل کر عید مبارک فرمایا کرتے تھے، مگر گزشتہ عید میں آپ مجھ سے اور آنے والے تمام احباب سے لیٹے ہوئے ملاقات فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضرت کی صحت اور طبیعت مسلسل ڈھلتی رہی اور کام کی رفتار بہ تدریج کم ہوتی چلی گئی۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت میں مزید تنزلی

حتیٰ کہ وصالِ مبارک سے تقریباً ڈھائی ماہ قبل آپ کی صحت نے ایک اور تشویش ناک موڑ لیا اور آپ کو پیٹ میں ایک نامعلوم تکلیف شروع ہوئی، جس کی وجہ سے آپ کو وقتاً فوقتاً پیٹ میں ٹیسیں اٹھتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ مختلف طریقوں سے آپ اپنی اس تکلیف کا علاج فرماتے رہے لیکن صحت میں بہتری آنے کے بجائے تکلیف کی شدت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ اس کے نتیجے میں آپ اس قدر کمزور اور علیل ہوگئے کہ تبیان الفرقان پر کام کرنا تقریباً ناممکن ہوگیا۔ حتیٰ کہ وصال سے پندرہ روز قبل جب مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد منیب الرحمٰن دامت برکاتہم امریکا کے تبلیغی دورہ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کسی اچھے ہسپتال میں علاج کے لیے لے جایا جائے۔ لیکن حضرت ذاتی طور پر اس کے لیے راضی نہیں تھے، کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ میں کسی پر بوجھ

Marfat.com

نہیں بننا چاہتا اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے تفسیر وحدیث کا یہ کام کرتے ہوئے اپنے بستر پر موت نصیب ہو جائے۔لیکن مفتی صاحب کے بے حد اصرار پر بادلِ ناخواستہ آپ ہسپتال جانے کے لیے راضی ہوئے اور آپ کو 25 جنوری 2016ء کو پیر کے دن کراچی کے آغا خان ہسپتال میں لے جایا گیا، جہاں ڈاکٹرز نے چیک اپ کرنے کے بعد مفتی صاحب کو بتایا کہ حضرت کو پیٹ کی جس تکلیف کا سامنا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی آنتوں میں کسی جگہ ٹیومر پیدا ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے نظامِ انہضام شدید متاثر ہوا ہے اور اس کا واحد حل یہی ہے کہ آپریشن کے ذریعے اس ٹیومر کو ختم کیا جائے۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہسپتال منتقلی

چنانچہ آپ کو ہسپتال میں ایڈمٹ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔لیکن ڈاکٹرز نے اس آپریشن کے متعلق یہ خطرہ بھی ظاہر کیا تھا کہ حضرت چونکہ جسمانی طور پر کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف امراض میں مبتلا ہیں اور آپ کی عمر بھی 80 سال ہو چکی ہے، اس لیے آپریشن کے بعد دوبارہ ہوش میں آنے کے امکانات 25 فیصد سے زیادہ نہیں ہیں۔ چونکہ اس کے علاوہ کوئی اور آپشن نہیں تھا، اس لیے کافی غور وخوض اور مشاورت کے بعد طے کیا گیا کہ آپریشن کرنا ناگزیر ہے۔ چنانچہ دو دن کے بعد یعنی 27 جنوری بروز بدھ، آغا خان ہسپتال کے ماہر ڈاکٹرز نے آنتوں کے اس ٹیومر کا آپریشن کیا۔آپریشن کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ حضرت کو پتّے میں پتھری بھی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹرز نے پتھری کے علاج کے لیے پِتّا نکال دیا۔تقریباً 4 گھنٹے تک ڈاکٹرز اس حساس آپریشن میں مشغول رہے۔ دوسری جانب حضرت کے شاگرد اور محبین ومعتقدین بارگاہِ الٰہی میں ذکر واذکار اور دعائیں کرتے رہے کہ حضرت اس آپریشن کے بعد صحت وسلامتی کے ساتھ ہوش میں آجائیں اور اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے آپریشن کے کچھ دیر بعد ہی حضرت ہوش میں آگئے اور دو دن تک (یعنی جمعرات اور جمعہ) آپ مکمل ہوش وحواس کے ساتھ اپنے شاگردوں اور ملاقات کے لیے آنے والوں سے گفتگو فرماتے رہے۔

Marfat.com

کرب اور پریشانی میں آسانی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول دعائیں

مفتی اسماعیل نورانی زید مجدہ بھی جب عیادت کے ان مختلف لمحات میں جمعہ کے دن عصر کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے کرب (جو مشکل اور پریشانی کے وقت پڑھی جاتی ہے) سنانے کی فرمائش کی۔ مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ:

کیونکہ حضرت کا معمول تھا کہ آپ اپنی مختلف تکالیف اور امراض کی وجہ سے عام طور پر دو قسم کی دعائے کرب پڑھا کرتے تھے اور مجھ سے آپ نے اُن احادیث کا حوالہ بھی تلاش کروایا تھا، اس لیے آپ نے مجھ سے وہ دعائیں سنانے کی فرمائش کی۔ اور میں نے ایک بار اُن دعاؤں کے الفاظ وکلمات کو حضرت کے سامنے دہرایا اور اگلے ہی لمحے حضرت وہ کلمات خود دہرانے لگے۔ قارئین کی معلومات کے لیے وہ دعائیں حسبِ ذیل ہیں:

(1) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرب اور پریشانی کے وقت یہ الفاظ کہا کرتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔(82)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو کہ بہت عظمت اور حلم والا ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو کہ عرشِ عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو کہ آسمانوں کا رب ہے، زمین کا رب ہے اور عرشِ کریم کا رب ہے۔

(2) امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مکروب اور پریشان حال شخص کے لیے دعائیہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوفَلا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لِيْ شَانِيْ كُلَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔(83)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری رحمت سے پُرامید ہوں، پس تو ایک لمحہ کے لیے بھی مجھے میرے

Marfat.com

نفس کے حوالے نہ فرما اور میرے تمام امور کو عمدہ اور اچھا فرما دے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

ہارٹ اٹیک اور آئی سی یو میں منتقلی

جمعۃ المبارک کا یہ دن کافی بہتر گزرا، حتیٰ کہ حضرت کے خدمت گزار طالب علم (شفیق الرحمٰن) کے مطابق حضرت نے ہفتہ کے دن صبح فجر کی نماز بھی ادا فرمائی اور توقع یہ کی جارہی تھی کہ آج حضرت، اسپیشل وارڈ سے جنرل وارڈ میں منتقل ہو جائیں گے لیکن۔۔۔آہ!! پھر اچانک کچھ ایسا ہو گیا کہ جس نے معاملے کا سارا رُخ ہی بدل کے رکھ دیا۔۔۔۔ہوا یہ کہ اسی روز صبح نو بجے اچانک حضرت کو زبردست ہارٹ اٹیک ہوا، جس سے آپ بے ہوش ہو گئے اور سانس لینے کا عمل رک گیا اور ایسی حالت ہوگئی کہ چیک اپ کرنے کے بعد ڈاکٹرز نے بھی جواب دیدیا اور ایسا لگا کہ شاید حضرت آج پردہ فرما جائیں گے۔کئی گھنٹوں تک مصنوعی طریقے سے آپ کی سانس کو بحال کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔لیکن کوئی بہتری نہیں آئی۔ البتہ ڈاکٹرز کے مطابق جسم کے دیگر اعضاء (خصوصاً جگر اور دماغ) بالکل صحیح کام کر رہے تھے۔جس کی وجہ سے ڈاکٹرز نے مفتی منیب الرحمٰن دام ظلہٗ سے مشاورت کرنے کے بعد حضرت کو آئی سی یو میں شفٹ کرنے کا فیصلہ کیا اور یوں ہفتے کے دن آپ کو آئی سی یو میں وینٹی لیٹر پر منتقل کر دیا گیا۔جس کا کسی حد تک فائدہ یہ ہوا کہ حضرت ہوش میں آ گئے۔البتہ مشین پر ہونے کی وجہ سے بات کرنا آپ کے لیے دشوار تھا۔تاہم دماغی صلاحیت بالکل صحیح ہونے کی وجہ سے آپ ہر بات کو سمجھ رہے تھے اور اپنی بات کو اشارے سے سمجھا بھی رہے تھے۔تقریباً پیر کے دن تک یہ کیفیت جاری رہی۔اس کے بعد آپ پھر بے ہوش ہو گئے بلکہ چیک اپ کے بعد بتایا گیا کہ آپ کے دل کی کارکردگی تیزی سے کم ہوتی جارہی ہے۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آخری شبِ جمعہ

جمعرات کا دن صبح دس سے گیارہ کے درمیان آپ کو آئی سی یو سے پرائیوٹ روم میں منتقل کر دیا گیا اور وہاں آپ آکسیجن کے ذریعے سانس لیتے رہے۔حتیٰ کہ جمعرات کا

Marfat.com

سورج غروب ہوگیا اور شب جمعہ شروع ہوگئی۔ مغرب کے بعد مفتی منیب الرحمٰن صاحب کی اجازت سے آکسیجن نکالنے کا فیصلہ ہوا۔ اس موقع پر احباب نے بتایا کہ آکسیجن نکالنے کے بعد حضرت اتنی دیر تک خود سے سانس لیتے رہے جتنی دیر تک وہاں موجود افراد نے سورۂ یٰس شریف کی تلاوت کی اور پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روح قفصِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ یعنی ذکر واذکار کی گونج میں، جب کہ عشاء کی اذانیں بھی شروع ہوگئی تھیں، حضرت پوری دنیائے اسلام کو سوگوار چھوڑ کر دارِ فناء سے دار بقاء کی طرف روانہ ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا غسلِ مبارک

آپ کی رحلت کی خبر جنگل میں آگ کی مانند پوری دنیا میں تیزی سے پھیل گئی اور دنیا بھر سے مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن اور دیگر احباب کے پاس تعزیتی فون آنے لگے۔ اگلے دن جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں خطبائے کرام نے حضرت کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور مغفرت و بلندیٔ درجات کی دعائیں کیں۔ جمعہ سے قبل حضرت کو غسل دیا گیا، جس میں دارالعلوم نعیمیہ کے استاذِ تخصّص علامہ عمران شامی، الحاج سید عمیر الحسن، الحاج شفیق قریشی، شارحِ ترمذی علامہ عبداللہ، محمد انعام حسن مقدم اور مفتی اسمٰعیل نورانی کو شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔۔۔ مزید افراد میں حضرت کے قریبی طلباء شفیق الرحمٰن، محمد عاطف اور محمد جمشید نے بھی سعادت حاصل کی۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ اور تدفین

جمعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جامع مسجد اقصیٰ لایا گیا، جو کہ فیڈرل بی ایریا، بلاک 15 کراچی میں واقع ہے اور مفتی منیب الرحمٰن دام ظلہ کے زیر انتظام ہے اور آپ ہی وہاں خطابت فرماتے ہیں۔ اپنی اپنی مقامی مساجد میں جمعہ ادا کرنے کے بعد شہر اور بیرون شہر سے لوگوں کا ایک جمِ غفیر اُمڈ آیا، مسجد اقصیٰ کے اطراف ایک عجب منظر تھا، جسے عوام کا سمندر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ جنازہ کی ادائیگی چونکہ چار بجے مقرر کی گئی تھی، اس لیے ایک

Marfat.com

مناسب وقت تک مشتاقانِ دید کو مسجد اقصیٰ کے احاطہ میں حضرت کے پُرنور چہرے کی زیارت کرائی گئی۔ پھر پونے چار کے قریب جنازہ کو مسجد سے ملحقہ وسیع وعریض میدان ''ٹی گراؤنڈ'' میں لایا گیا۔ جہاں مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن اور علامہ حامد سعید کاظمی نے علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور آپ کی خدمات کے متعلق بہت گرانقدر گفتگو فرمائی۔ پھر چار بجے مفتی صاحب نے نماز کی امامت کا ارادہ فرمایا، لیکن علماء ومشائخ اور لوگوں کی آمد کا سلسلہ مسلسل جاری تھا۔ جس کی وجہ سے سوا چار کے قریب مفتی صاحب نے امامت فرمائی۔ نمازِ جنازہ میں بلاشبہ لاکھوں لوگوں نے اور سینکڑوں علماء ومشائخ نے شرکت کی اور علم کے اس آفتاب ومہتاب کو سلامِ عقیدت پیش کیا۔ اس کے بعد جامع مسجد اقصیٰ کے قرب وجوار میں حضرت کے جسدِ خاکی کو تلاوت اور درود وسلام کی صداؤں میں اشک بار آنکھوں کے ساتھ قبلہ مفتی محمد اکمل مدنی صاحب اور صاحبزادہ اویس نورانی صاحب نے سپردِ خاک کیا۔ یوں عہد حاضر کے امام المفسرین والمحدثین اور تصنیف وتالیف کے مجدّد، جمعہ کی پُرنور ساعتوں میں اپنے ربّ کے حضور حاضر ہو گئے اور جاتے جاتے یہ پیغام دے گیا کہ:

بارِ دنیا میں رہو، غمزدہ یا شاد رہو
ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

جو یقیناً اس رباعی کا بھی مصداق ہیں۔۔۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو مسلم مرے
یوں نہ فرمائیں تیرے شاہد کے وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن و صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پُرنور اور تروتازہ چہرہ

یہ بات یہاں خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حضرت اتنے دن ہسپتال میں زیر علاج رہے اور عرصۂ دراز سے کئی امراض اور جسمانی کمزوری میں مبتلا تھے۔ لیکن اس کے باوجود

Marfat.com

جب آخری دن ڈاکٹرز نے آکسیجن ہٹایا اور کچھ دیر سانس لینے کے بعد حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی، اُس وقت آپ کا چہرہ بالکل پرسکون ہوگیا اور دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ آرام فرمارہے ہیں اور ابھی آنکھ کھول کر کوئی بات فرمائیں گے چہرے پر کسی قسم کے کرب، بے چینی اور پریشانی کا کوئی نشان نہیں تھا۔ حتیٰ کہ غسل مبارک کے وقت بھی اس بات کا خاص طور پر مشاہدہ کیا گیا کہ آپ کا چہرہ بحمدہ تعالیٰ بہت تروتازہ اور بارونق ہے اور کیوں نہ ہو کہ پوری زندگی آپ نے اللہ کی کتاب ''قرآن مجید'' اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی خدمت میں گزاری اور اس کے لیے ہر مشقت کو برداشت کیا۔ اس لیے وصال کے وقت آپ کی ہر مشکل آسان ہوگئی اور آپ بہت اطمینان اور چہرے کی رونق کے ساتھ دنیا سے پردہ فرما گئے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کے لیے یہی دعا فرمائی ہے۔۔۔ کہ:

نضّر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا وأدّاھا۔ (84)

ترجمہ: اللہ عزوجل اُس بندے کو تروتازہ رکھے جس نے میری حدیث کو سنا، پھر اُسے یاد کر کے محفوظ کیا اور اُسے (لوگوں تک) پہنچایا۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی احادیث' اُمت تک پہنچائی ہیں اور کس اہتمام (تحقیق وتخریج) کے ساتھ پہنچائی ہیں، یہ آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔ جس کا انعام' اللہ نے اس مردِ درویش کو یوں بخشا کہ جمعہ کی مبارک شب میں اپنا وصال عطا فرمایا۔ اور کرم بالائے کرم یہ کہ۔۔۔۔ کچھ عرصہ پیٹ کی تکلیف میں مبتلا فرما کر اپنا وصال عطا کیا، تاکہ حبیبِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے مرتبۂ شہادت کے اہل قرار پائیں۔۔۔ ذیل میں ان دونوں باتوں کی تفصیل پیش کر رہے ہیں:

Marfat.com

شبِ جمعہ میں انتقال اور شہید حکمی کی بشارت

آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن خوش نصیب شخصیات میں سے ہیں جن کی والدہ نے بھی شب جمعہ میں دنیا سے پردہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے تبیان القرآن میں ایک مقام پر اپنی والدہ کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے اس فضیلت کو بہ طورِ خاص ذکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''میری امّی جمعہ کی شب تقریباً ساڑھے گیارہ بجے رات فوت ہوئیں۔ اور جمعہ کی شب فوت ہونے میں بھی ان کی مغفرت کی بشارت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان بھی جمعہ کے دن فوت ہوتا ہے یا جمعہ کی شب فوت ہوتا ہے، اللہ اس کو قبر کے فتنے سے محفوظ رکھتا ہے۔'' (85)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو جائے اس کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔'' (86)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو یا جمعہ کی شب فوت ہو اُس کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس پر شہداء کی مہر ہوگی۔'' (87)

حضرت نے شب جمعہ کے حوالے سے یہ تمام فضائل اپنی والدہ کے اعتبار سے بیان فرمائے، لیکن اللہ عزوجل نے خود آپ کو شب جمعہ میں وصال عطا فرما کر ان احادیث کا مصداق بنا دیا۔ سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔

نوٹ: مزید مطالعہ کے لئے حضرت کا اپنی والدہ کے متعلق یہ تفصیلی مضمون ملاحظہ کیجئے: تبیان القرآن، ج10، ص304 تا308

پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہو کر وفات پانا اور شہید حکمی کی بشارت

شرح صحیح مسلم، جلد خامس میں حضرت نے شہیدِ حقیقی اور شہیدِ حکمی کے متعلق بہت تفصیل سے بحث کی ہے۔ اُس میں پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہو کر انتقال کرنے والے کے متعلق حدیث ذکر کی ہے کہ ایسا شخص شہید ہے۔ (اگرچہ حقیقی شہید نہ سہی، مَر اجر وثواب

Marfat.com

کے اعتبار سے شہداء ہی میں شامل ہے۔)

بحث کے آخر میں آپ فرماتے ہیں:

''شہیدِ حقیقی اور شہیدِ حکمی کی اقسام اور ان کے احکام کو میں نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور مجھے درجۂ شہادت پر فائز فرمائے۔''(88)

بلا شک وتردّد 4 فروری، جمعرات کے دن حضرت کی یہ دعا قبول ہوگئی اور پوری زندگی مختلف تکالیف اور مصائب وآلام میں اللہ اور اس کے رسول کے دین کا پہرہ دیتے ہوئے مقامِ شہادت پر فائز ہوکر دنیا سے رخصت ہوگئے۔

مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ 1993ء میں انڈونیشیا کے ایک علمی اور تبلیغی سفر کے دوران انتقال فرما گئے، ان کے متعلق حضرت رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''4 شعبان 1435ھ بمطابق 28 جنوری 1993ء کو جمعرات کے دن ایک بجے جکارتہ انڈونیشیا سے یہ خبر آئی کہ مفتی سید شجاعت علی قادری جکارتہ میں حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے رحلت فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مفتی سید شجاعت علی صاحب وزارت بہبود آبادی کی طرف سے ایک وفد کے ساتھ انڈونیشیا کے مطالعاتی دورے پر گئے تھے۔ (الی قولہ) جس سفر میں اُن کا انتقال ہوا وہ سفر اللہ کی راہ میں تھا اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو اللہ کی راہ میں فوت ہوا وہ شہید ہے، نیز وہ دس سال سے عارضۂ قلب، تبخیر معدہ اور ہائی بلڈ پریشر کے امراض میں مبتلاء تھے اور انہی امراض میں ان کی وفات ہوئی۔

اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص بیماری میں فوت ہوا وہ شہید ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے' ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، ان کی تمام تصانیف کو ان کیلئے صدقہ جاریہ کردے اور ان کے قائم کردہ دار العلوم (نعیمیہ) کو ترقیاں عطا

Marfat.com

فرمائے۔''(89)

یہ تمام باتیں حضرت نے مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر فرمائیں اور خود ان باتوں کا مصداق بن گئے۔

حضرت کا خود اپنے ایصالِ ثواب کے لیے بہترین انتظام

وہ لوگ کتنے قابلِ رشک ہوتے ہیں جو اپنی زندگی اس انداز سے گزارتے ہیں کہ اُنہیں دنیا سے جانے کے بعد کسی کے ایصال ثواب کی ضرورت نہ رہے۔ان کا اپنا نفع بخش سلسلۂ عمل خود اُن کے لیے صدقۂ جاریہ بن جائے علامہ غلام رسول سعیدی، انہی قابلِ رشک لوگوں میں ایک بڑا نام ہے۔۔ جنہوں نے اپنی پوری زندگی خدمتِ دین میں صرف کردی اور اس کے لیے ہر قسم کی شہرت اور آسائش کو ٹھوکر مار کر سادگی کی راہ اختیار فرمائی اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر انتہائی عظیم اور گرانقدر تحریری کام کر کے اپنے لیے بہترین اور دائمی صدقۂ جاریہ چھوڑ کر گئے۔۔۔ شرح صحیح مسلم میں ایک مقام پر آپ خود فرماتے ہیں:

''میں اس کتاب کو گوناگوں بیماریوں اور جسمانی اور ذہنی تکالیف اور بعض لوگوں کی دل آزار باتوں کے باوجود محض اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا جوئی کیلئے لکھ رہا ہوں اور صرف یہ خواہش ہے کہ مرنے کے بعد اس کتاب کے ذریعہ میرے نامہ اعمال میں حسنات لکھے جانے کا سلسلہ جاری رہے، اسی خواہش کے پیشِ نظر میں پہلے مسجد بنانا چاہتا تھا لیکن جس اثاثہ کی بنیاد پر مسجد بنانے کا منصوبہ بنایا تھا وہ سب لاہور میں بیماری کے دوران ختم ہوگیا، اس لیے میں نے اب صدقہ جاریہ کیلئے یہ راستہ منتخب کرلیا اور مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری نیت کے خلوص کی وجہ سے اس کتاب کو ان شاء اللہ باقی رکھے گا۔''(90)

ہماری دعا بھی حضرت کے لیے یہی ہے۔اور حضرت کے اس طرزِ عمل میں ہم سب کے لیے ایک بہترین تربیت بھی ہے کہ ایصال ثواب کے لیے جہاں مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں، وہاں افادیت کو ضرور ملحوظ رکھنا چاہیے۔اور کوئی نہ کوئی ایسا علمی اور عملی کام کر کے

Marfat.com

جانا چاہیے جو ہمیشہ دین کے لیے تقویت کا باعث ہو، اللہ ہم سب کو سَلَفِ صالحین کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا پیغام

حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے، آپ اپنی ذات میں ایک تاریخ، ایک عہد، ایک ادارہ اور ایک بھرپور تحریک تھے، آپ نے اس عہد میں علم و تحقیق کی جو تاریخ رقم کی اس کی مثال کئی صدیوں میں نظر نہیں آتی۔ گویا اس اعتبار سے آپ کی قلمی خدمات اس عہد کا ایک تجدیدی کام ہے، آپ نہ تو کسی آستانہ کے سجادہ نشین تھے، نہ ہی کسی جماعت کے امیر تھے، نہ کسی بڑے خانوادہ کے چشم و چراغ تھے، لیکن آپ کے جنازہ نے یہ ثابت کر دیا کہ اللہ کریم نے آپ کو علم کے اس اوج ثریا پر فائض فرمایا کہ لاکھوں فرزندان اسلام نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ نصف صدی سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو عام کرتے رہے اور حق بات کہنے میں کبھی لومۃ لائم کی پرواہ نہ کی، کیسے ہی کٹھن حالات کیوں نہ آئے آپ صبر و استقامت کا پہاڑ بنے رہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا مصداق بن کر دنیا سے رخصت ہو گئے کہ۔۔

نہ مرا نوش زتحسیں، نہ مرا نیش زطعن
نہ مرا گوش بہ مدحے، نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد دروے
جز من و چند کتابے ودوات و قلمے

جس کا اردو منظوم ترجمہ محدث اعظم حضرت سید محمد نے یوں فرمایا:

نہ ستائش کی تمنا نہ مجھے خطرۂ ذم
نہ کسی واہ کی خواہش نہ کسی آہ کا غم
میں ہوں اس گوشۂ تنہائی کا رہنے والا
جہاں چند کاغذ ہیں دوات اور قلم

Marfat.com

مزید یہ شعر بھی آپ کی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔

اُنہیں جانا، اُنہیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد! میں دنیا سے مسلمان گیا

اللہ رب العزت اپنے حبیب مکرم، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی مرقدِ انور پر ہمیشہ رحمت کے پھول برسائے اور آپ کا علمی اور روحانی فیض تا قیام قیامت جاری وساری فرمائے۔ آمین

Marfat.com

حواشی

1۔ سنن ترمذی، باب البر والصلہ، رقم الحدیث:1961، ج3، ص384، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم الحدیث:4811، ج4، ص335

2۔ تبیان الفرقان، ص43، ج1۔ مقالاتِ ابنِ عزیز، ص211، دن ندارد۔ حقائقِ شرح صحیح مسلم ودقائق تبیان القرآن، ص38، دن ندارد۔ عظمتوں کے پاسبان، ص228 (مصنف کے نزدیک سنِ پیدائش 1938ء ہے، ماہ وتاریخ ودن ندارد)۔ مجلّہ معارفِ اسلامیہ، ص184، دن ندارد۔ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البندیال، ص242۔ التفسیر، شمارہ23، ص374 (دن ندارد)۔ التفسیر، شمارہ21، ص214 (دن ندارد)

3۔ انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014۔12۔17، بوقت شام 30:07 بجے

4۔ تبیان الفرقان، ص43، ج1

5۔ مجمع الزوائد، کتاب الادب، رقم الحدیث:13067، ج8، ص157

6۔ بالاختصار شرح صحیح مسلم، ص52

7۔ ماہنامہ ضیائے حرم، جلد45، شمارہ2، ص43

8۔ مقالاتِ سعیدی، 633-632

9۔ بالاختصار۔ مقالاتِ ابنِ عزیز، ص211۔ حقائقِ شرح صحیح مسلم و دقائقِ تبیان القرآن، ص38۔ مجلّہ معارفِ اسلامیہ، ص184۔ بالاختصار شرح صحیح مسلم، ص52۔ التفسیر، شمارہ23، ص374۔ التفسیر، شمارہ21، ص215-214

10۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص44

11۔ ایضاً ص43

12۔ ایضاً ص44

13۔ عظمتوں کے پاسبان، ص228

14۔ مجلّہ معارفِ اسلامیہ، ص184۔ بالاختصار التفسیر، شمارہ23، ص374۔

15۔ حیاتِ سعیدِ ملّت، ص20

16۔ انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014۔12۔17، بوقت شام 30:07 بجے

17۔ شرح صحیح مسلم، ج1، ص52۔ بالاختصار التفسیر، شمارہ23، ص375۔ بالاختصار التفسیر، شمارہ21، ص215

18۔ انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014۔12۔17، بوقت شام

Marfat.com

30:07 بجے

19۔ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص45

20۔انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014۔12۔17، بوقت شام 30:07 بجے

21۔مقالاتِ ابنِ عزیز، ص212۔حقائقِ شرح صحیح مسلم، ص 38۔39۔مجلّہ معارفِ اسلامیہ، ص 184۔185۔بالاختصار التفسیر، شمارہ23، ص375۔بالاختصار التفسیر، شمارہ21، ص215

22۔انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014۔12۔17، بوقت شام 30:07 بجے

23۔ مقالاتِ ابنِ عزیز ص212۔حقائقِ شرح صحیح مسلم، ص38۔39۔مجلّہ معارفِ اسلامیہ، ص 184۔185۔بالاختصار التفسیر، شمارہ23، ص375۔بالاختصار التفسیر، شمارہ21، ص215

24۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ 2، ص46۔قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص244۔بالاختصار التفسیر، شمارہ23، ص375

25۔انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014۔12۔17، بوقت شام 30:07 بجے

26۔عظمتوں کے پاسبان، ص230-231

27۔ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص46

28۔حیاتِ سعیدِ ملّت، ص20۔سیف العطا، ص14، بحوالہ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص 243، ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص46۔

29۔ حیاتِ سعیدِ ملّت، ص25۔قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص244۔بالاختصار شرح صحیح مسلم، ج1، ص52-53

30۔مجلّہ معارفِ اسلامیہ، ص185۔قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص244۔245۔التفسیر، شمارہ23، ص375

31۔ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص245

32۔التفسیر، شمارہ21، ص215

33۔حیاتِ سعیدِ ملّت، ص32

34۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص47۔بالاختصار التفسیر، شمارہ21، ص215

35۔ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص50-51

36۔ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص49-50

Marfat.com

37۔ایضاً،ص48

38۔اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان،سالانہ رپورٹ،98-1997،اسلام آباد،ص64

39۔ایضاً،ص64-65

40۔ایضاً ص87

41۔ایضاً،ص107

42۔ایضاً،ص112

43۔ایضاً،ص162

44۔شرح صحیح مسلم،ج1،ص53۔مجلّہ معارفِ اسلامیہ،ص185-186

45۔شرح صحیح مسلم،ج2،ص28

46۔ایضاً ج1،ص64

47۔ایضاً ج2،ص28

48۔ایضاً ج1،ص64

49۔ایضاً ج2،ص28

50۔قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البندیال،ص247

51۔محولہ بالا

52۔حیاتِ سعید ملّت،ص36

53۔حقائقِ شرح صحیح مسلم،ص40۔مقالاتِ ابنِ عزیز ص214۔215۔مجلّہ معارفِ اسلامیہ،ص186

54۔حیاتِ سعید ملّت،ص36۔مجلّہ معارفِ اسلامیہ،ص186

55۔شرح صحیح مسلم،ج6،ص595۔مجلّہ معارفِ اسلامیہ،ص186-187

56۔ایضاً،ج1،ص914۔مجلّہ معارفِ اسلامیہ،ص187

57۔ایضاً،ج3،ص690۔مجلّہ معارفِ اسلامیہ،ص187

58۔حقائقِ شرح صحیح مسلم،ص41۔مقالاتِ ابنِ عزیز ص215۔مجلّہ معارفِ اسلامیہ،ص187

59۔نعمۃ الباری،ج3،ص774

60۔توضیح البیان،ص24

61۔عظمتوں کے پاسبان،ص233۔234

62۔مقالات سعیدی،ص641

63۔ایضاً ص645

64۔ایضاً ص688

Marfat.com

65۔ انٹرویو، مفتی عبداللہ نورانی، بمقام اسلامک مشنری یونیورسٹی، بروز جمعرات 2014۔ 11۔ 27، بوقت شام 4 بجے

66۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص47

67۔ انٹرویو، مفتی عبداللہ نورانی، بمقام اسلامک مشنری یونیورسٹی، بروز جمعرات 2014۔ 11۔ 27، بوقت شام 4 بجے

68۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص50

69۔ نعم الباری، ج9، ص715

70۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص53

71۔ بالاختصار ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص50

72۔ ایضاً ص51-52

73۔ انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014۔12۔17، بوقت شام 30:07 بجے

74۔ شرح صحیح مسلم، ج2، ص872

75۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج45، شمارہ2، ص52

76۔ ایضاً ص52

77۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث:2963، مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث:5242

78۔ سورۃ المحمد:7

79۔ تبیان القرآن، ج7 ص922

80۔ تبیان القرآن، ج9، ص707-708

81۔ صحیح بخاری، رقم الحدیث:5645

82۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث:6346

83۔ سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:5090

84۔ سنن ترمذی، رقم الحدیث:2658، مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث:228

85۔ سنن ترمذی :1074، مصنف عبدالرزاق :5594، مسند احمد، ج 2 ص169، الترغیب والترہیب، ج 4 ص373، مشکوۃ:1367، کنز العمال:21045

86۔ المعجم الصغیر، رقم الحدیث:271، الکامل لابن عدی، ج7 ص2554

87۔ حلیۃ الاولیاء، ج3 ص181، رقم الحدیث:3629، تقریب البغیہ، ج1، ص433، رقم الحدیث:1216

88۔ شرح صحیح مسلم، ج5، ص955

89۔ شرح صحیح مسلم، ج7 ص30

90۔ شرح صحیح مسلم، ج4، ص31

Marfat.com

Marfat.com

باب دوم

محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ طریقت اساتذہ اور چند معروف تلامذہ

Marfat.com

Marfat.com

محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ طریقت، اساتذہ اور چند معروف تلامذہ

محدّث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت کی جانب سے یہ اعزاز بھی ملا کہ آپ نے اپنے وقت کے جیّد علماء ومشائخ سے صحبت وفیض حاصل کیا اور چوٹی کے اہل علم حضرات کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ طے کیے اور ہر کسی نے اپنی باطنی نگاہوں سے محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جوہر کو پہچان کر اعلیٰ بنیادوں پر آپ کی تربیت فرمائی۔ یہی وہ حضرات ہیں کہ جن کے چشمانِ علم سے فیضیاب ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین متین کی وہ خدمات سر انجام دیں جنہیں تا قیام قیامت یاد رکھا جائے گا اور ہر دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام چاہے تفسیر کا عنوان ہو یا حدیث کا یا فقہ کا، بڑے ادب سے لیا جائے گا۔ ان پیکر علم واخلاص کے تعارف میں راقم، جہاں تک ممکن ہو گا محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کو پیش کرے گا۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ طریقت کے حالات زندگی ''مقالات کاظمی'' میں تفصیلاً ذکر فرمائے ہیں، اس کے علاوہ اپنے اساتذہ سے متعلق باقاعدہ آپ کی تحریریں ہیں جو ان کے احوال پر سند کا درجہ رکھتی ہیں اور آپ کی آخری تصنیف ''تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن'' جس کی پانچویں جلد پر کام جاری تھا اور سورہ یٰسین کی تکمیل کے بعد آپ نے قضائے اجل کو لبیک کہا۔ اس میں آپ نے اپنے بعض شاگردوں اور خدمات گاروں کا ذکر خود فرمایا ہے۔

Marfat.com

محدث اعظم کے شیخ طریقت، غزالیٔ زماں رازی دوراں
علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ومقام ولادت

''غزالی زماں، رازی دوراں، حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی بیک وقت شیخ التفسیر، شیخ الحدیث، شیخ الفقہ، عظیم ترین محقق، مدقق اور روحانی پیشوا تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب سیدنا امام موسیٰ کاظم سے منسلک ہے، آپ کی ولادت باسعادت 1931ء کو مرادآباد کے شہر امروہہ میں ہوئی۔''(1)

''آپ کا سلسلہ 29 واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم (رحمۃ اللہ علیہ) سے اور شجرہ نسب 44 واسطوں سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاملتا ہے۔''(2)

خاندانی پس منظر وابتدائی حالات

''آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید محمد مختار کاظمی تھا۔ بچپن ہی میں آپ سایہ پدری سے محروم ہوگئے۔ آپ کی پرورش، تعلیم وتربیت آپ کے برادر معظم سید محمد خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور سولہ سال کی عمر میں سندِ فراغت حاصل کر کے انہی کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔''(3)

''سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت حاصل کی، چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی ان تمام سلسلوں میں اجازت بیعت حاصل ہے۔''(4)

تدریسی زندگی

''1930ء میں سند فراغت پانے کے بعد باقاعدہ عملی زندگی میں قدم رکھا چنانچہ آپ 1349ھ بمطابق 1930ء میں مرکز الاولیاء لاہور تشریف لائے اور استاذ العلماء والمحدثین حضرت علامہ سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری، مفسر قرآن حضرت سید ابوالحسنات محمد احمد

Marfat.com

قادری اور مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید ابوالبرکات احمد قادری جیسی جلیل القدر علمی ہستیوں کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔"(5)

جامعہ نعمانیہ میں تدریس

"مرکز الاولیاء لاہور میں مختلف علماء ومشائخ کی صحبت میسر رہی اسی اثنا میں ایک دن جامعہ نعمانیہ تشریف لے گئے وہاں ایک درجے میں مولانا حافظ محمد جمال کے ساتھ علمی مکالمہ ہوا تو وہ آپ کی جودت طبع اور استحضار مسائل کے ملکہ سے بہت متاثر ہوئے اور مہتمم جامعہ کے سامنے آپ کی قابلیت کا ذکر کیا، مہتمم صاحب نے آپ کو جامعہ نعمانیہ میں تدریس کی پیش کش کی جسے آپ نے اپنے برادر معظم علامہ سید محمد خلیل شاہ کاظمی کی اجازت سے قبول فرمالیا۔ میدان تدریس میں آپ کی قابلیت ومہارت اور طلبہ کے آپ کی طرف میلان کا نتیجہ تھا کہ ایک وقت میں اٹھائیس اسباق کی تدریس بھی آپ کا معمول رہی یوں آپ نے 1930ء میں باقاعدہ تدریس کا آغاز فرمایا اور آپ نے یہ سلسلہ تدریس ساری زندگی مختلف مقامات پر جاری رکھا۔"(6)

درس قرآن

"نومبر 1935ء میں آپ نے جامع مسجد فتح شیر بیرون لوہاری دروازہ میں درس قرآن کا آغاز فرمایا آپ کی استقامت پر لاکھوں سلام کہ ایک دن بھی درس قرآن کا ناغہ یا تاخیر نہ فرمائی آپ نے مسلسل اٹھارہ برس تک اسی مسجد میں درس قرآن فرمایا صرف بسم اللہ شریف پر چھ ماہ درس دیا۔"(7)

انوار العلوم کی بنیاد

"1935ء میں آپ ملتان تشریف لے آئے اور مدرسہ انوار القرآن کی بنیاد رکھی۔ الحمدللہ آج یہ دارالعلوم پاکستان کے مثالی اداروں میں سے ایک ہے اور یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے ہزاروں علماء ملک کے کونے کونے میں خدمتِ دین میں مصروف

Marfat.com

ہیں۔"(8)

جامعہ اسلامیہ، بہاولپور میں

"محکمہ اوقاف نے علوم اسلامیہ کے تخصص اور تحقیق کے لئے بہاولپور میں جامعہ اسلامیہ کو قائم کیا، اس جامعہ کے شعبہ حدیث میں بلند پایہ محقق اور ماہر حدیث کی ضرورت تھی جو اس میں قوی دسترس رکھتا ہو محکمہ اوقاف نے آپ سے شیخ الحدیث کا منصب قبول کرنے کی درخواست کی اگرچہ انوار العلوم کو چھوڑنا آپ کے لئے بار خاطر تھا تاہم جامعہ اسلامیہ میں اہلسنت کی نمائندگی اور مسلک کے تحفظ کی خاطر آپ نے یہ عہدہ قبول کرلیا اور بعد کے واقعات نے ثابت کردیا کہ آپ کا یہ فیصلہ بروقت اور صحیح تھا آپ نے 1963ء سے 1974ء تک جامعہ اسلامیہ میں شعبہ حدیث کے سربراہ کی حیثیت سے کام کیا، ان گیارہ سالوں میں سنی طلباء کو آپ کی وجہ سے اپنے حقوق کے حصول میں انتہائی آسانی رہی اور کئی اسامیوں پر سنی علماء کا تقرر ہوا۔"(9)

غزالیٔ زماں کی قومی وملّی خدمات

تحریک پاکستان

"حضرت علامہ کاظمی صاحب نے برصغیر کے مسلمانوں کی علیحدہ مملکت کے قیام کے لئے بھی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، مسلم لیگ سے قیام پاکستان کی توثیق کے لئے بنارس کانفرنس میں شرکت کی، جس زمانہ میں کانگریسی اور احراری علماء سر دھڑ کی بازی لگا کر پاکستان کی مخالفت کررہے تھے، اس وقت حضرت علامہ کاظمی صاحب حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی، پیر سید جماعت علی شاہ صاحب، مولانا ابوالحسنات، مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا عبدالغفور ہزاروی کی رفاقت میں الگ قومیت اور آزادیٔ پاکستان کے لئے سعی مسلسل اور جہد پیہم کررہے تھے۔"(10)

Marfat.com

مسلم لیگ اور جمعیت علمائے پاکستان میں کردار

''آپ نے تحریکِ پاکستان میں بھی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ مسلم لیگ کے اسٹیج سے قیامِ پاکستان کے جلسے کرتے رہے۔ 1946ء میں قراردادِ پاکستان کی توثیق کے لئے بنارس کی آل انڈیا سنّی کانفرنس میں شرکت کی۔

قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے جمعیت علمائے پاکستان کی بنیاد رکھنے کے لئے ملتان میں علمائے اہلسنت کا کنونشن بلایا۔ جس میں مولانا ابوالحسنات کو صدر اور آپ کو جمعیت کا ناظمِ اعلیٰ منتخب کیا گیا۔''(11)

غزالیٔ زماں کا لقب

آج کل یہ وبا عام ہے کہ کوئی بھی شخص اپنے آپ کو جو چاہے لقب دے دیتا ہے اور اس کے لئے ایک عام طریقہ تو یہ ہے کہ اپنے مریدین سے کہلوانا شروع کر دیا جائے یا اپنے شاگردوں کے ذریعے عوام میں عام کر دیا جاتا ہے۔ لیکن علمائے ربانیین کا یہ وطیرہ نہیں ہے، چنانچہ آج جو علامہ کاظمی صاحب اپنے نام کے بجائے القابات سے زیادہ شہرت رکھتے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے:

''حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علمی اعتبار سے ایک بلند درجہ پر فائز تھے اس کا ایک حد تک اندازہ تو صرف ایک اسی امر سے عیاں ہو جاتا ہے کہ آپ کو وقت کے ایک بہت بڑے محدث ممتاز مفسر قرآن صاحب سلسلہ شیخ طریقت حضرت محدّث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''غزالی زماں'' کا خطاب دیا اور انہوں نے یہ خطاب ایک جلسہ عام میں دیا جس میں کم از کم ڈیڑھ سو جید علماء اور دانشورانِ عصر موجود تھے۔''(12)

تصانیف

آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف بلند پایہ خطیب و مقرر اور یکتائے روزگار مناظر تھے بلکہ تحریر و تصنیف میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقریر کے ساتھ ساتھ کتب

Marfat.com

بھی عوام وخواص میں بے حد مقبول ہیں۔جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

☆ امتناع کذب کے موضوع پر زمانہ طالب علمی میں آپ نے ایک رسالہ لکھا، جس کا نام ''تسبیح الرحمٰن عن الکذب والنقصان'' ہے۔

☆ قوالی سننے کے جواز پر ''مزیلۃ النزاع عن مسئلۃ السماع'' تحریر فرمایا، یہ رسالہ عرصے سے نایاب ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کے موضوع پر دو حصوں میں ''تسکین الخواطر'' تحریر فرمائی۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ کے اثبات میں ایک رسالہ ''انباء الاذکیا'' کا ترجمہ فرمایا۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج پر ''معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا، جو مقبول خاص وعام ہے۔

☆ میلاد کے موضوع پر ''میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''، علم غیب کے اثبات پر ''تقریر منیر''، حدیث پر ''حجیت حدیث''، ردعیسائیت میں ''اسلام اور عیسائیت''، مولانا مودودی کے بارے میں ''مکالمہ کاظمی ومودودی''، قربانی پر ''تحقیق قربانی''، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سائے کی عبارات پر تنقید وتبصرہ ''مسئلہ ظل النبی پر تحقیقی نظر اور دلائل نفی واثبات کا جائزہ'' کے نام سے کیا۔''الحق المبین'' کے نام سے مسلک حق اہلسنت کی وضاحت کے لئے آسان انداز میں رسالہ تحریر فرمایا۔

تفضیل جبریل کے موضوع پر ''التحریر'' تصنیف فرمائی اور اس کی شرح ''التقریر'' کے نام سے لکھی۔

''اسلام اور سوشلزم'' اور ''طلباء کا اسلامی کردار'' وغیرہ کتابچے لکھے۔اس کے علاوہ کتاب التراویح، التبشیر والتحذیر، فتویٰ حنفی، آئینہ مودودیت وغیرہ کتب بھی قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

چند مشہور و نامور تلامذہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کا سلسلہ بے حد وسیع ہے، اس مضمون میں سب کے اسماء کا اندراج تو نہیں ہوسکتا البتہ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ حضرت مفتی سید شجاعت علی قادری، مولانا خورشید احمد، مولانا محمد حسن حقانی، حضرت مولانا منظور احمد فیضی، حضرت مولانا عبدالمجید اویسی، حضرت مولانا غلام سرور قادری، حضرت مولانا عبدالقادر خانیوال، حضرت پیر محمد پشاور، حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی نظامی ملتان، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رضوی، حضرت مولانا محمد مقصود احمد صاحب لاہور، حضرت مولانا محمد فرید ہزاروی، حضرت مولانا سید سعادت علی قادری، غلام رسول سعیدی۔

وفات حسرت آیات

''بالآخر علم و عمل اور شریعت و طریقت کا یہ آفتاب 25 رمضان المبارک 1406ھ بمطابق 4 جون 1986ء بروز بدھ ملتان کی زمین میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔''(13)

غزالیٔ زماں کی بارگاہ میں محدث اعظم کا خراج تحسین

محدّث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ طریقت سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے اور ان کی صحبت سے جب ممکن ہو فیضیاب ہوتے تھے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''حضرت علامہ بے حد منکسر المزاج اور متواضع شخصیت کے مالک ہیں، جس شخص کو بھی آپ کے ساتھ کچھ روز گزارنے کا اتفاق ہوتا ہے وہ آپ کے حسن اخلاق کا گرویدہ ہوجاتا ہے، طبیعت میں سوز و گداز ہے، درس حدیث کے وقت اکثر آنکھیں اشکبار رہتی ہیں، ایک بار سراج العلوم خانپور کے سالانہ جلسہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے موضوع پر تقریر کر رہے تھے کہ عجب سماں تھا پنڈال میں ہزاروں کی تعداد میں سامعین بیٹھے ہوئے تھے اور سب کی آنکھوں سے سیل اشک جاری تھا۔ اسی حال میں آپ دوران تقریر اسٹیج سے گر پڑے ہر شخص پر رقت کا عالم طاری تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں لوگوں کی

Marfat.com

آنکھوں سے آنسو تھمتے نہ تھے، ہچکیوں میں ڈوبی ہوئی آوازیں بے اختیارانہ چیخیں، اشکوں کا سیل رواں اور پرسوز نالے۔ غرض تمام سامعین پر عجب قسم کی ازخود وارفتگی طاری تھی۔'' (14)

اپنے پیرومرشد، غزالیٔ زماں کے بارے میں اپنے دلی لگاؤ کا کچھ یوں اظہار کرتے ہیں:

''حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ کے نام جن کی ساری زندگی اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ علم حدیث کی خدمت میں گزر گئی۔ مستقبل کا مؤرخ جب بھی چودھویں صدی کے محدثین کا تذکرہ لکھے گا تو وہ آپ کے ذکر کے بغیر ناتمام رہے گا۔ میں اس تذکرۃ المحدثین کو محدث اعظم حضرت علامہ احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کے نام سے معنون کرتا ہوں۔'' (15)

ایک دوسرے مقام پر اپنے مرشدِ گرامی کی خدمت میں ان الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں:

''غزالی زماں، رازی دوراں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سرمایہ افتخار، محدث بے بدل، فقیہ اور عظیم ترین محقق ہیں، انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ علم حدیث کی خدمت میں گزارا ہے۔ مختلف علمی موضوعات پر تحقیقی تصنیفات سپرد قلم کی ہیں، سینے میں ملت کا گہرا درد رکھتے ہیں اور ہر ضرورت کے موقع پر ملک اور قوم کے لئے گراں بہا قربانیاں دی ہیں، مسلک سے والہانہ لگن اور اہلسنت کے حقوق کی پامالی پر ہمیشہ مضطرب رہتے ہیں۔ سنیوں کی تنظیم کے لئے بارہا کوششیں کی ہیں اس سلسلے میں ملک کے طول وعرض میں متعدد دورے کیے اور مختلف انواع کی مساعی مشکور ہیں۔ حضرت علامہ بے حد منکسر المزاج اور متواضع شخصیت کے مالک ہیں، جس شخص کو بھی آپ کے ساتھ چند روز گزارنے کا اتفاق ہوتا ہے، وہ آپ کے حسنِ اخلاق کا گرویدہ ہو جاتا ہے، طبیعت میں سوز وگداز ہے، درس حدیث کے وقت آنکھیں اشکبار رہتی ہیں۔

اس زمانہ میں جب علم وعمل میں بیگانگی ہے اور واعظوں کی لئے بھی عمل کرنا دشوار

Marfat.com

ہے، نفس حاوی ہوتا جا رہا ہے، مطلب پرستی اور خودغرضی کا دور دورہ ہے، جب بے عملی کی دھند کثیف اور گمراہی کے اندھیرے گھمبیر ہوتے چلے جا رہے ہیں ایسے میں حضرت کا وجود پیروی سنت کی مشعل بن کر سیرت کا نور پھیلا رہا ہے۔

حضرت کی پوری زندگی دین وملت کی خدمت سے عبارت ہے آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، شریعت پر استقامت اور متابعتِ سنت کا ذوق ابھرتا ہے، آپ کے پاس بیٹھنے سے سینہ میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجلیاں کوندنے لگتی ہیں اور آپ کی گفتگو سن کر دل خوفِ الٰہی سے پگھل جاتا ہے۔" (16)

غزالیٔ زماں کے انتقال پر اس وقت کے ارباب اقتدار کے تاثرات

الغرض کہ علامہ کاظمی صاحب ایک عظیم محدث، شفیق استاذ، بے مثل محقق، رئیس القلم، داعیِ حق، غیر متعصّب شخصیت اور ایک سیاسی مفکر کی حیثیت سے نہ صرف علمی بلکہ سیاسی اور حکومتی حلقوں میں بھی جانے جاتے تھے، جس کا منہ بولتا ثبوت یہ قیمتی تاثرات ہیں، جو ان کی وفات پر 1986ء میں ملکِ پاکستان کی نامور شخصیات نے رقم کیے۔

سابق صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق (مرحوم)

"علامہ احمد سعید کاظمی ایک ممتاز مسلمان مفکر تھے جو اپنی پاکبازی، راستی اور دینی امور میں غیر جانبدارانہ نظریات کے باعث اعلیٰ مقام رکھتے تھے، وہ اسلامی روایات کی روشن مشعل تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی تبلیغ دین میں صرف کر دی۔ ایک آزمودہ کار مسلمان رہنما کی حیثیت سے ان کے عقیدت مند بڑی تعداد میں ہیں، ان کی موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پُر کرنا کبھی آسان نہ ہوگا۔" (17)

سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو (مرحوم)

"مولانا احمد سعید کاظمی ایک بلند پایہ عالم دین تھے انہوں نے اسلام کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا تادیر پُر نہیں ہو سکے گا۔" (18)

Marfat.com

مخدوم سجاد حسین قریشی (سابق گورنر پنجاب)

''حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی ایک نامور عالم دین، عظیم مفسر محقق اور روحانی شخصیت تھے۔ اپنے تقویٰ، پرہیز گاری، دینی و مذہبی معاملات میں غیر جانبداری کی وجہ سے آپ کی شخصیت ہر دلعزیز تھی۔ انہوں نے نہ صرف اپنی تمام زندگی دین و اسلام کی ترویج میں گزاری بلکہ ایسے ہزاروں شاگردوں کی تربیت بھی کی جو اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے مصروف ہیں۔ آپ ایک ممتاز اسکالر تھے، دینی فروغ کے لیے آپ کی خدمات نہایت وقیع اور نا قابل فراموش ہیں۔ آپ نے قیام پاکستان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کی وفات سے دنیائے اسلام ایک عالم باعمل مفسر اور شیخ الحدیث سے محروم ہو گئی ہے۔''(19)

میاں محمد نواز شریف (سابق وزیر اعلیٰ پنجاب)

''حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کی وفات کی خبر سن کر بہت دکھ ہوا۔ ان کی وفات کے باعث ہم ایک ممتاز عالم دین سے محروم ہو گئے ہیں۔ جو زندگی بھر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے سرگرم عمل رہے، آپ نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے شعبہ حدیث کے سربراہ اور بعد میں اسلامی نظریاتی کونسل کے بانی رکن کی حیثیت سے جو خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی۔''(20)

Marfat.com

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے اساتذہ گرامی کو خراجِ تحسین

محدّث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے وقت کے جیّد اہل علم اور مختلف فنون میں مہارت تامّہ رکھنے والے اہل علم سے اپنے آپ کو سیراب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تبیان الفرقان میں اس ترتیب سے اپنے اساتذہ کا ذکر فرماتے ہیں۔

محدّث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ گرامی

1۔ استاذ العلماء مولانا محمد نواز اویسی رحمۃ اللہ علیہ (رحیم یار خان)

2۔ استاذ گرامی مولانا حافظ عبدالمجید اویسی رحمۃ اللہ علیہ (لیاقت پور)

3۔ استاذ العلماء مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)

4۔ مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ (کراچی)

5۔ مفتی عزیز احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)

6۔ استاذ العلماء فخر المناطقہ مولانا حافظ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ (مدرسہ امدادیہ مظہریہ، بندیال شریف)

7۔ استاذ گرامی مولانا ولی النبی رحمۃ اللہ علیہ (مردان)

8۔ مولانا مختار احمد رحمۃ اللہ علیہ (لائل پور)۔

متعدد مشائخ سے سند حدیث کا حصول

محدّث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے یکتائے زمانہ حضرات سے سندِ حدیث حاصل کی۔ خود آپ اس کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں۔ حافظ عطا محمد بندیالوی (متوفی 1419ھ)، مفتی محمد حسین نعیمی (متوفی 1998ء)، مولانا محمد یونس نعیمی، غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی (1986ء) سے تحریراً روایت حدیث کی سند حاصل کی۔

Marfat.com

ملک العلماء رئیس المناطقہ علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ (21)

نام ونسب

آپ کا نام عطا محمد ہے، والد کا نام ملک اللہ بخش ہے، آپ کا سنِ ولادت 1334ھ بمطابق 1916ء ہے، آپ کی جائے پیدائش پدھڑا، تحصیل وضلع خوشاب، پنجاب ہے، اور لقب ملک العلماء ہے

ملک العلماء کے اساتذہ

آپ نے اپنے وقت کے نامور اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے، جن میں حافظ الٰہی بخش سے آپ نے ضلع چکوال کے مدرسہ میں تین سال میں حفظِ قرآن پاک کیا، اس کے علاوہ علوم دینیہ کے حصول کے لئے جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف، جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور، جامعہ نعمانیہ لاہور اور دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کا رخ کیا، آپ کے اساتذہ میں قاضی محمد بشیر سنالوی، علامہ یار محمد بندیالوی، مولانا مہر محمد اچھروی علیہ الرحمۃ قابل ذکر ہیں۔ آپ کا زمانہ تدریس تقریباً دس سالوں پر محیط ہے۔

سلسلۂ ارادت

آپ کے پیر ومرشد میں پیر سید مہر علی شاہ اور پیر سید غلام محی الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ جن کی نسبت سے آپ کے نام کے ساتھ چشتی گولڑوی لکھا جاتا ہے۔

تدریسی خدمات

آپ کو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے خصوصی علوم ودیعت ہوئے تھے اور آپ نے تمام عمر علوم ظاہری وباطنی کی ترویج واشاعت میں صَرف کی اور تقریباً نصف صدی سے زائد عرصہ منصب تدریس وافتاء پر فائز رہے۔ آپ نے مختلف اداروں کو شرف بخشا، جن میں جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں 2 سال، دارالعلوم حزب الاحناف لاہور 1 سال، مدرسہ رحمانیہ رانیاں ضلع حصار 1 سال، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف 1 سال، دارالعلوم ضیائے شمس

Marfat.com

الاسلام سیال شریف 8 سال، وڑچھ شریف 2 سال، جامعہ حامدیہ رضویہ گلشنِ رضا کراچی 3 سال، مکھڈ شریف 3 سال، بھکی شریف 3 سال، جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف 1 سال، جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف (تقریباً) 25 سال، قابل ذکر ہیں۔

ملی وقومی خدمات

آپ نے تدریس کے علاوہ مذہبی و سیاسی قیادت بھی کی ہے۔ چنانچہ آپ نے رکن اسلامی نظریاتی کونسل، تنظیم المدارس اہلسنت کی نصابی کمیٹی اور مجلس عاملہ کے رکن، جماعت اہلسنت پاکستان کے امیر، جمعیت علمائے اسلام کے سینئر نائب صدر، تحریکِ پاکستان، تحریکِ ختمِ نبوت اور تحریکِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مثالی کردار ادا کیا۔

وصال پرملال

آپ رحمۃ اللہ علیہ 4 ذوالقعدہ 1419ھ بمطابق 21 فروری 1999ء بروز اتوار بوقت صبح 9 بجے اس دار فانی سے کوچ کر گئے، آپ کی نماز جنازہ 22 فروری 1999ء بروز سوموار بوقت صبح 11 بجے، ڈھوک ڈھمن ضلع خوشاب میں آپ کے شاگرد رشید خواجہ حافظ حمید الدین سیالوی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف، سرگودھا) کی امامت میں لاکھوں محبین ومعتقدین نے ادا فرمائی۔

اوصاف جمیلہ

بے حد سادہ لباس آپ کی سادگی کی منہ بولتی تصویر، علم وعمل کی زندہ تفسیر، سراپا اخلاص و ایثار، پابندِ شریعت، محب طریقت، عاجزی اور انکساری آپ کا اوڑھنا بچھونا، نہایت خوش اخلاق، ملنسار، متواضع۔

تصانیف

سیف العطا، رویتِ حلال کی شرعی تحقیق، سفرنامہ بغداد، تحقیق الفرید فی تراکیب کلمۃ التوحید، تحقیق ایمان ابو طالب، قوالی کی شرعی حیثیت، عقیدہ اہلسنت، مسئلہ حاضر و ناظر،

Marfat.com

اذان سے قبل اور بعد درود شریف کا بیان، دیۃ المراۃ، تحقیق وقت افطار، صَرف عطائی، مسئلہ امامت کبریٰ، مسئلہ سود

مقالہ جات

درس نظامی کی ضرورت واہمیت، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، عورت کی حکمرانی، شان اولیا، مسلمانوں پر جہاد، مسئلہ سیاہ خضاب وغیرہ

اسلامی نظریاتی کونسل میں لکھے گئے مقالہ جات میں مسئلہ تصویر کی شرعی حیثیت قابل ذکر ہے۔

نامور تلامذہ

خواجہ حافظ محمد حمید الدین سیالوی (سیال شریف)

علامہ شاہ عبدالحق چشتی گولڑوی (جانشین حضور قبلہ بابو جی گولڑہ شریف)

صاحبزادہ محمد عبدالحق بندیالوی (بندیال شریف)

شارح بخاری علامہ مولانا غلام رسول رضوی (فیصل آباد)

شارح بخاری ومسلم علامہ غلام رسول سعیدی (کراچی)

مولانا محمد اشرف سیالوی (سرگودھا)

علامہ عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)

مولانا علی احمد سندیلوی مدظلہ (لاہور)

ڈاکٹر مولانا محمد اشرف آصف جلالی (لاہور)

مولانا محمد اللہ بخش سیالوی (واں بھچراں)

مفتی محمد ابراہیم قادری (سکھر)

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری (بصیر پور)

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

مفتی شاہ حسین گردیزی صاحب

Marfat.com

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے اساتذہ گرامی کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ کے ساتھ انتہائی قلبی لگاؤ اور ادب واحترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی شخصیات اور خدمات کا اپنی تحریروں میں جابجا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اسی انسیت اور محبت کی وجہ سے اپنی کتابوں کو انہی مبارک ہستیوں سے منسوب کرتے ہوئے کچھ اس طرح ذکر کرتے ہیں:

''بگرامی خدمت اساتذی واستاذ العلماء فخر المحققین مولانا عطاء محمد چشتی (بندیال) جن کی شفقت کو میں آج تک نہیں بھلا سکا۔ جن کے فیضان نظر سے نجانے کتنے ذرے آسمان علم پر چمکے اور چھا گئے، جن کی تعلیم وتربیت نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں کچھ پڑھ سکوں، پڑھا سکوں اور لکھ سکوں۔ آج بھی جسے علم کی واقعی پیاس ہوتی وہ انہی کے چشمۂ فیض تک پہنچتا ہے''۔(22)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے حصولِ علمِ دین کے لئے جس شخصیت کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے، اپنی ایک کتاب کو انہی کی طرف منسوب کرتے ہوئے کچھ اس طرح رقمطراز ہیں۔

''مَیں اپنی اس تالیف کو سب سے پہلے استاذ حضرت علامہ موالانا عبدالمجید اویسی کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، جو میرے سب سے پہلے استاذ ہیں، جن کی بے پناہ شفقتوں سے میں علم دین کو کما حقہ حاصل کرنے کے قابل ہوا۔ آج جب بھی ان کا انداز لطف وکرم یاد آتا ہے تو آنکھیں پُرنم ہوجاتی ہیں۔''(23)

علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ اس طرح اظہارِ خیال کرتے ہیں:

''میرے استاذ ذی وقار انتہائی سادہ منکسر المزاج اور بے حد متواضع شخصیت کے مالک تھے، آپ کی بارگاہ میں خوشاب کا ڈپٹی کمشنر آیا کسی سوال کا جواب اسے مطلوب تھا آپ نے اسے نہایت آسان لفظوں میں مطمئن کردیا تو وہ کہنے لگا حضرت آپ کا انداز بہت سہل ہے۔ (آپ نے جواباً ارشاد) فرمایا کہ اسلام خود بہت سہل ہے۔''(24)

Marfat.com

معاصرین، تلامذہ اور خدام کے لئے کلمات تشکر

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ (الحدیث)(25)

آپ کی شخصیت میں شکر گزاری، محسن کے احسان کو ماننا، اس کا ذکر کرنا، اسے یاد رکھنا اور اس کے لئے دعا کا اہتمام کرنا، آپ کی تحریروں میں جا بجا نظر آتا ہے۔ چنانچہ 2008ء میں ماہنامہ افق کو دیئے ہوئے انٹرویو میں آپ نے فرمایا:

''قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ علمائے کرام پر بے حد مہربانیاں فرماتے تھے، وہ مجھ پر بے حد شفیق تھے، وہ جب بھی دار العلوم نعیمیہ تشریف لاتے، مجھ سے محبت آمیز باتیں کرتے، میرا حوصلہ بڑھاتے، میرے کام کو سراہتے۔ مجھے ایک دفعہ تاریخ دمشق کی ضرورت تھی جس کی قیمت اس وقت تقریباً ہزار روپے تھی۔ میں نے اس کا ذکر پروفیسر شاہ فرید الحق سے کیا، پروفیسر شاہ فرید الحق نے اس کا ذکر علامہ شاہ احمد نورانی سے کیا، انہوں نے فوراً 40 ہزار روپے کا ڈرافٹ بھیج دیا اور فرمایا کہ مزید جس بھی کتاب کی ضرورت ہو میں حاضر ہوں۔ وہ علماء کی سرپرستی فرماتے تھے اور علمی کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان کے سامنے اگر کوئی میری تحریروں کی مخالفت کرتا تو وہ دلائل سے اس کا رد کرتے۔''(26)

آپ دوران انٹرویوز ذکر کرتے ہیں۔

''میرے شاگرد مولانا محمد اسماعیل نورانی ان (علامہ شاہ احمد نورانی) کے مرید ہیں، قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی مولانا اسماعیل کی بہت تحسین فرماتے اور میرا بھی حوصلہ بلند کرتے رہتے۔''(27)

- اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنے معاصرین کا ذکر اور ان کی خدمات کا اعتراف تبیان الفرقان کے آغاز میں کیا ہے، جن میں پیر محمد کرم شاہ الازہری، مفتی عبد القیوم ہزاروی، مفتی عبد الحکیم شرف قادری، مفتی شجاعت علی قادری، مفتی حسن حقانی، مفتی محمد حسین نعیمی رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ جن میں سرفہرست مفتی اعظم پاکستان ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ تبیان الفرقان میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

''مَیں مفتی اعظم پاکستان علامہ منیب الرحمٰن زید فضلہم کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اس تفسیر کی تصنیف کے دوران متعدد مشوروں سے نوازا اور دارالعلوم نعیمیہ میں مجھے رہائش کی بہت سہولتیں عطاء فرمائیں جن کی وجہ سے میرے لئے اس تفسیر کے کام کو جاری رکھنا بے حد آسان ہوگیا۔''(28)

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مدظلہ کے بارے میں نعم الباری میں لکھتے ہیں:

''سب سے زیادہ میرے تشکر کے مستحق حضرت مفتی اعظم پاکستان پروفیسر الحاج مفتی منیب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم نعیمیہ کراچی، چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان، صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، صدر جامع مسجد اقصیٰ کراچی کی ذات گرامی ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی بے پناہ محبت وشفقت اور ان کے بے کراں اخلاص نے مجھے اس پیرانہ سالی اور انواع واقسام کے امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود یہ حوصلہ اور ولولہ دیا کہ میں نے ان کی سرپرستی میں پہلے 7 مجلدات پر مشتمل شرح صحیح مسلم لکھی جس کی مجموعی ضخامت تقریباً 9000 صفحات ہے، پھر 12 جلدوں پر مشتمل تفسیر تبیان القرآن لکھی، جس کی مجموعی ضخامت تقریباً 13000 صفحات ہے اور اس کے بعد 16 جلدوں پر مشتمل صحیح البخاری کی شرح نعمۃ الباری ونعم الباری لکھی جو تقریباً 16000 سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور اب میں الحمدللہ علی احسانہ ایک نئے انداز سے قرآن مجید کی تفسیر تبیان الفرقان لکھنے میں مصروف ہوں اور بفضلہٖ تعالیٰ پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔''(29)

(حضرت نے اپنے انتقال پر ملال سے پہلے سورہ یٰسین تک تفسیر مکمل فرمائی اور پانچویں جلد کے تقریباً 400 صفحات مکمل ہوئے ہیں)۔(30)

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے انتہائی قریبی رفیق اور ہم سبق علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''علامہ شرف الملۃ والدین کی یوں تو متعدد تصانیف ہیں جو بارہا شائع ہوکر قبول عام

Marfat.com

کی سند حاصل کر چکی ہیں، لیکن ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ قرآن مجید کا ترجمہ ہے جس کا نام ''انوار الفرقان فی ترجمہ معانی القرآن'' ہے، یہ ترجمہ وہ اپنی زندگی میں مکمل فرما چکے تھے لیکن شائع نہیں ہوا تھا۔ اب ان کے وصال کے تقریباً 7 سال بعد 2015ء کے اوائل میں شائع ہو کر منظر عام پر آچکا ہے اور اس کو شائع کرانے کا سہرا آپ کے صاحبزادہ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری زید علمہ کے سَر ہے۔''(31)

یہی نہیں بلکہ آپ طلباء اور دیگر معاونین ومحبین کا ذکر بھی بہت ادب کے ساتھ کرتے ہیں۔ اپنے خدمت گزاروں کو بھی آپ بارہا سراہتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے، جب راقم (ڈاکٹر محمد عاطف اسلم) کی 2011ء میں اپنے Ph.D کے موضوع کے حوالہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اظہار مسرّت بھی فرمایا اور ڈھیر ساری دعاؤں سے بھی نوازا۔

چند مشہور و نامور تلامذہ

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ 1966ء سے مسند تدریس پر فائز ہیں۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ برصغیر پاک وہند کے علاوہ یورپ، امریکہ اور افریقہ کے دور دراز ملکوں تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ سے اکتسابِ علم وفیض کرنے والے ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور یہاں اپنے استاذ محترم کے علم وفیض کو چہار دانگ عالم میں پھیلا رہے ہیں اور آپ کے لئے باعثِ اجر عظیم اور صدقۂ جاریہ ہیں۔ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری تصنیف تبیان الفرقان میں خصوصیت کے ساتھ اپنے بعض تلامذہ کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے، جن میں سید محمد اشرف، ڈاکٹر صاحبزاہ سید جمیل الرحمٰن شاہ، صاحبزاہ محمد حبیب الرحمٰن محبوبی، علامہ غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی، مولانا حافظ محمد واحد بخش غوثوی، مولانا عارف حسین اشرفی سعیدی، مولانا حکیم عبدالمجید، مولانا عبداللہ سلطانی، مولانا حافظ اشرف چوہدری، مولانا منور احمد نعیمی، مولانا ابوشجاع احمد علی حبیبی سعیدی، مولانا حافظ علی عمران صدیقی، سید محمد نذیر شاہ، مولانا محمد عبداللہ نورانی، مولانا محمد صابر حسین نورانی، مولانا سید محمد علی شاہ قادری، مولانا حافظ محمد ناصر خان چشتی، مولانا حافظ عنایت اللہ نعیمی، مفتی محمد اسماعیل نورانی، محمد عرفان المانی، مولانا حافظ ابرار

Marfat.com

احمد، مولانا قاری بہادر خان چترالی، مولانا آثار اللہ، مولانا حافظ مفتی حکیم سید محمد سفیان علی شاہ، مولانا حافظ محمد اویس نقشبندی، حافظ محمد جمشید ہاشمی، مولانا حافظ محمد عبداللہ، مولانا حافظ شفیق الرحمٰن، مولانا حافظ عبدالمجید، حافظ محمد عثمان شاہ، محمد منور علی شیخ شامل ہیں۔

نوٹ: ان حضرات کے تفصیلی تعارف کے لئے تبیان الفرقان کی پہلی جلد کا مطالعہ مفید رہے گا۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خدام

اس کے علاوہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں کے بعد خدام خاص کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ جن میں مولانا محمد اعظم، مولانا حافظ محمد اکرام اللہ، حافظ محمد جمشید ہاشمی، مولانا حافظ مختار احمد، مولانا حافظ وقار الحسن، مولانا حافظ شفیق الرحمٰن القادری، مولانا حافظ عبدالمجید چانڈیو، اور مولانا حافظ محمد عاطف شامل ہیں۔ شائد قارئین کو پڑھ کر یہ تعجب ہو کہ اتنے لوگ ایک وقت میں حضرت کے ساتھ ہوتے تھے، مگر ایسا نہیں ہے حضرت نے وہ تمام حضرات جنہوں نے مختلف وقتوں میں دوران طالب علمی یا اس کے بعد جس انداز سے بھی حضرت کی خدمت کی، آپ نے اسے یاد رکھا اور اس کے نام واحوال کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

1۔ مقالات کاظمی ملخصاً، ص 11

2۔ بیسویں صدی کی عہد ساز شخصیت، ماہنامہ السعید بحوالہ حیات غزالی زماں، ص 28

3۔ اکابر تحریکِ پاکستان، ص 105

4۔ مقالات کاظمی ملخصاً ص 12

5۔ محولہ بالا

6۔ محولہ بالا

7۔ محولہ بالا

8۔ اکابر تحریکِ پاکستان، ص 106

9۔ محولہ بالا

10۔ محولہ بالا

11۔ محولہ بالا

12۔ حیات غزالی زماں، ص 89

13۔ تحریکِ پاکستان اور علمائے کرام، ص 420

14۔ مقالات کاظمی ج 1، ص 10-11

15۔ تذکرۃ المحدثین، ص 3

16۔ حیاتِ سعیدِ ملّت، ص 23

17۔ ایضاً ص 219

18۔ محولہ بالا

19۔ حیات غزالی زماں، ص 222

20۔ ایضاً ص 222-223

21۔ ملخصاً ذِکرِ عطاء فی حیاتِ اُستاذ العلماء، ص 45 تا 50

22۔ مقالاتِ سعیدی، ص 16

23۔ مقامِ ولایت ونبوت، ص 5

24۔ ذکر عطائی حیات استاذ العلماء، ص 293

25۔ سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 1962، ج 3، ص 384

26۔ ماہنامہ افق، ص 17

Marfat.com

27۔ محولہ بالا

28۔ تبیان الفرقان ج1،ص1005

29۔ ایضاً، ج1،ص55۔56

30۔ نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ج16،ص1024

31۔ تبیان الفرقان ج1،ص58

Marfat.com

Marfat.com

باب سوم

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے معاصرین کی نظر میں

Marfat.com

Marfat.com

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے معاصرین کی نظر میں

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو نہ صرف آپ کے ہم مسلک وہم مشرب اہل علم نے سراہا بلکہ آپ کی خدمات دینیہ کو ہر طبقہ اور ہر مسلک کے ممتاز وجیّد علماء سے پزیرائی حاصل ہوئی۔

''شرح صحیح مسلم'' جو آپ کا اوّلین علمی وتحقیقی شاہکار ہے، ہر طبقہ میں معروف ومشہور ہے اور ہر سطح پر اسے پزیرائی حاصل ہوئی ہے، اس پر ملکی وبیرونِ ملک مختلف اخبار وجرائد میں اہلِ علم کے تبصرہ شائع ہوتے رہے ہیں، اس کتاب کی باقاعدہ تقریب رونمائی بھی کی گئی جس میں مدارس وجامعات کی ممتاز ومعروف شخصیات نے اپنے گرانقدر خیالات پیش کیے، شرح صحیح مسلم کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ صرف پاکستان سے ہی نہیں بلکہ پور بندر، گجرات انڈیا مرکز اہلسنت برکات الرضا نے بھی اس شرح کو شائع کیا ہے، جب کہ تبیان القرآن کو ادبی دنیا، مٹیا محل، دہلی انڈیا نے بھی شائع کیا ہے۔ لہٰذا اس بات کو مناسب خیال کیا کہ علامہ سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس شرح اور پہلی تفسیر ''تبیان القرآن'' کے حوالہ سے اہل علم کے تاثرات وآراء کو پیش کیا جائے تا کہ قارئین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات وتالیفات کی بے پناہ اہمیت وافادیت اور ان کی مقبولیت کا اندازہ لگا سکیں۔ چنانچہ پہلے ان احباب کی تقاریظ وتجاویز شامل کی گئیں ہیں جو آپ کے ہم مسلک وہم مشرب ہیں، اُن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری

☆ علّامہ سید محمود احمد رضوی

☆ مفتی منیب الرحمٰن

☆ صاحبزادہ مولانا محمد حبیب الرحمٰن محبوبی

☆ علامہ محب اللہ نوری

☆ علامہ سید حسین الدین شاہ

Marfat.com

شرح صحیح مسلم اور معاصرین علماء

مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری (متوفی 1993ء)

بانی وسابق شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم نعیمیہ کراچی و

سابق جسٹس وفاقی شرعی عدالت، پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

''ذوالمجد والکرم، حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی زیدت مکارہم، جلیل القدر محدث، فقیہہ، مدرس، خطیب اور صاحب طرز مصنف ومحقق ہیں، آپ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، آپ کے فاضل تلامذہ جو پاکستان اور بیرونِ پاکستان اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں، اور آپ کی گراں قدر تصانیف جو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل چکی ہیں، آپ کا بہترین تعارف ہیں۔

اور بلاشبہ ''دارالعلوم نعیمیہ دستگیر کالونی کراچی'' کی یہ خوش قسمتی ہے کہ علامہ موصوف ایک عرصہ سے اس دارالعلوم میں حدیث وتفسیر اور فقہ اسلامی کی تعلیم دے رہے ہیں، اور ساتھ ہی ''صحیح مسلم'' کا اُردو ترجمہ اور اس کی شرح کے کام میں مصروف ہیں۔۔۔۔

فقیر نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باعث اس شرح کو مکمل نہیں پڑھا ہے، مگر بقدرِ ضرورت اس کے اہم مقامات سے استفادہ کا شرف ضرور حاصل کیا ہے۔ دورانِ مطالعہ جو خوبیاں اس کی ابھر کر سامنے آئی ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ احادیث کا بامحاورہ اُردو ترجمہ

۲۔ ہر باب میں آنے والی احادیث کی مختصر تشریح، تاکہ پڑھنے والے کے ذہن میں متعلقہ باب کی احادیث کے بارے میں ایک اجمالی نقشہ آجائے اور مبحث یا موضوع بحث کی تعیین

Marfat.com

ہوجائے۔

۳۔اُصولِ حدیث سے متعلق نکات کی نشاندہی۔

۴۔فقہ حنفی پر احادیث سے استدلال اور اس کی ترجیح کے دلائل۔

۵۔ائمہ اربعہ کے مذاہب کا بیان، اور ان مذاہب کے دلائل پر گفتگو۔

۶۔اختلافی مسائل میں علمی اندازِ نگارش۔

۷۔جدید مسائل کی تحقیق اور ان پر بھرپور علمی تبصرے۔

۸۔پوری کتاب پیچیدہ خالص علمی اور تحقیقی مواد پر مشتمل ہونے کے باوجود سلاستِ بیان اور ادیبانہ طرزِ تحریر کے باعث انتہائی دلچسپ و دل آویز ہے۔

۹۔ایک بالغ نظر محقق اپنے معاصرین کی تحریروں سے بے خبر نہیں رہ سکتا، علامہ نے معاصرین کی متعلقہ تحریروں کا عمیق مطالعہ کیا ہے اور ان پر بصیرت افروز تبصرے کیے ہیں، جس حدیث پر کلام کیا ہے سیر حاصل کیا ہے، یہ میری خوش قسمتی ہے کہ دورانِ تصنیف میں علامہ سے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتا ہوں اور بعض موضوعات پر مفید علمی تبادلہ خیال رہا ہے، جو مسائل عصری اور اجتہادی ہیں اُن میں کوئی رائے آخری اور حتمی نہیں کہلائی جا سکتی ہے اور نہ اس سے ہر شخص کا اتفاق کرنا ضروری ہے، میری اور علامہ کی رائے اکثر عصری مسائل میں متفق ہوتی ہے، تاہم یہ لازمی نہیں اختلاف بھی ہوتا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل علامہ کو صحت و عافیت سے نوازے اور ان کی تدریس و تصنیف میں برکت ڈالے، اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کو قبول فرمائے، اس کے نفع کو عام فرمائے اور مزید کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین۔" (1)

Marfat.com

علّامہ سید محمود احمد رضوی

شارح صحیح بخاری وسابق مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم حزب الاحناف، لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

''شرح صحیح مسلم محققِ عصر حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی زید مجدہ کی عظیم و جلیل القدر تالیف ہے جہاں تک میرے علم ونظر کا تعلق ہے ابھی تک صحیح مسلم کی اردو میں ایسی جامع شرح میری نظر سے نہیں گزری، علالت اور پھر مصروفیت کی وجہ سے میں صرف جلد خامس کو سرسری طور پر دیکھ سکا ہوں، میری نظر میں شرح صحیح مسلم، علم وعرفان اور تحقیق و تدقیق کا خزینہ ہے، علامہ موصوف نے محنت کی ہے اور واقعی محنت کی ہے اور مسائلِ جدیدہ پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ علامہ موصوف نے جن مسائل میں علمائے حاضر اور ماسبق سے اختلاف کیا ہے تو یونہی نہیں کیا، بلکہ تحقیق وتفتیش کو دلائل وبراہین سے مزین کر کے پیش کیا ہے، مسائلِ فروعیہ خصوصاً مسائلِ جدیدہ میں اہلِ علم کی دورائیوں کا ہونا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر ان کی تحقیق سے کسی کو اختلاف ہے تو محض فتویٰ کی زبان سے نہیں بلکہ دلائلِ شرعیہ کی رو سے تنقید وتبصرہ کیا جائے تا کہ تصویر کے دونوں رخ سامنے آجائیں۔

میں حضرت علامہ کو ایک عرصہ سے جانتا ہوں اگر کسی مسئلہ میں دلائل سے انہیں مطمئن کر دیا جائے تو اسے قبول کرنے میں انہیں عار نہیں ہوتا۔ یوں تو علامہ موصوف کی دیگر تصنیفات بھی بہت وقیع ہیں مگر شرح صحیح مسلم دیکھ کر ہر انصاف پسند ان کی جودتِ ذہن، علم وفضل اور فقہی بصیرت وبصارت کو داد دینے پر مجبور ہو جائے گا، اہل سنت وجماعت (جنہیں آج کل بریلوی کہا جاتا ہے گو کہ ہم بریلوی نہیں ہیں مگر اس لقب سے چونکہ مخالفین نے مشہور کر دیا ہے اس لیے التباس سے بچنے کے لیے بریلوی کا لفظ استعمال ہو رہا ہے ہم حنفی

Marfat.com

ہیں اور سیدنا سراج امت امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ العزیز کے مقلد ہیں) علماء میں حضرت علامہ موصوف نے شرح صحیح مسلم تالیف فرما کر علماء وطلباء و مدرسین اور عام مسلمانوں کے لئے فہم و تفہیمِ حدیث کا ایک دروازہ کھول دیا ہے، میری دعا ہے کہ مولا تعالیٰ جل مجدہ اپنے طیب و طاہر مقدس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل شرح صحیح مسلم کو مسلمانوں کے لئے مینارۂ نور بنائے اور ہم سب کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت اور سیرت و کردار کو اپنانے کی توفیق رفیق اور حضرت علامہ سعیدی زید مجدہ کو صحت وسلامتی کی دولت سے مالا مال فرماتا رہے۔

آمین۔(2)

Marfat.com

مفتی منیب الرحمٰن

مہتمم دار العلوم نعیمیہ وچیئرمین مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی، پاکستان

''میں دورانِ تصنیف مصنف سے انتہائی فکری قرب کی بناء پر شرح صدر کے ساتھ بہ بانگِ دہل یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اس کتاب کی تصنیف اور ترتیب وتسوید کے دوران مصنف کا اندازِ فکر سو فیصد معروضی رہا ہے۔ بہت سے مسائل پر عمیق مطالعہ کے باوجود حتمی رائے قائم کرنے سے قبل انہوں نے معاصر اہلِ علم سے علمی تبادلہ خیال اور مذاکرے کا طریقۂ کار بھی اختیار کیا ہے، کئی مسائل ایسے بھی ہیں جن میں حق پر آگہی کے بعد انہوں نے اپنی سابقہ رائے کو تبدیل کیا ہے اور درحقیقت ہر دور میں علمائے حق کا شعار بھی یہی رہا ہے کہ نفسانیت اور انانیت کو قبولِ حق کی راہ میں انہوں نے کبھی حائل نہیں ہونے دیا۔۔۔

احادیث کی شرح کے دوران جو بھی علمی اور فقہی مسئلہ زیرِ بحث آیا، مصنف نے اس امر کا التزام کیا ہے کہ اسلامی عقائد ونظریات اور اہلِ سنت وجماعت کے معمولات کو کتاب وسنت سے ثابت کیا جائے، مذاہبِ اربعہ اور حسبِ ضرورت فقہ جعفریہ کے موقف کو ان کے اصل، مستند اور مسلمہ کتب سے دلائل کے ساتھ نقل کر کے دیانتدارانہ تقابلی مطالعے (Comparative Study) کا موقع فراہم کیا ہے اور پھر فقہ حنفی کی وجوہ ترجیح کو کتاب وسنت سے واضح کیا ہے۔

دورِ جدید کے ''مجتہد فیہ'' مسائل سے مصنف نے پہلو تہی اختیار نہیں کی بلکہ ان کا قرآن وسنت کی روشنی میں وافی وشافی حل پیش کیا ہے۔ یہ امر باعثِ اطمینان بلکہ لائقِ افتخار ہے کہ جدید مسائل کا حل پیش کرتے وقت مصنف نام نہاد متجددین (Innovators) اور مستشرقین سے مرعوب نہیں ہوئے بلکہ دلائل وبراہین سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام قیامت تک کے لئے قابلِ عمل اور واجب الاتباع دین ہے اور اس میں ایسے جامع اصول ہیں جو نت نئے پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا مصنف

Marfat.com

نے نئے ''مجتہد فیہ'' مسائل میں تجدد پسندی اور جمود و تجمد (Rigidity) یعنی افراط وتفریط دونوں سے ہٹ کر توازن واعتدال کی راہ کو اختیار کیا ہے، اور اسلام کی حقانیت، ہمہ گیری اور وسعت پزیری کو دلائل حقہ، نصوصِ قرآن وحدیث، آثارِ صحابہ وتابعین اور اقوالِ ائمہ سے ثابت کیا ہے۔

بعض معاصر شرح حدیث کا یہ بھی وطیرہ ہے کہ وہ نہایت دیدہ دلیری سے شرح حدیث کے موقع پر بعض اکابر کے قولِ فیصل اور محاکمے کو ''ایجاد بندہ'' اور ذاتی وشخصی رائے کے طور پر اصل مآخذ ومراجع کا حوالہ دیے بغیر پیش کر دیتے ہیں۔ یہ طریقۂ کار دورِ حاضر کے مروجہ و مسلمہ طرزِ تحقیق کے بالکل منافی ہے کیونکہ یہ ایک طرح کا علمی وادبی سرقہ (Literary Theft) ہے جسے عربی ادب میں انتحال (Plagiarism) کہتے ہیں۔

لیکن الحمدللہ مصنف نے اس کے بالکل برعکس فقہی واجتہادی مسائل کے بارے میں متقدمین ومعاصرین کی آراء کو ان کے حوالہ جات کے ساتھ پیش کیا ہے اور جہاں اختلافِ رائے کی نوبت آئی ہے وہاں اپنا محاکمہ (Juristic Opinion) صراحت کے ساتھ پیش کیا ہے اور اپنی فقہی وعلمی رائے کی برتری کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔''(3)

Marfat.com

صاحبزادہ مولانا محمد حبیب الرحمٰن محبوبی

مہتمم مفتہ الاسلام، بریڈفورڈ برطانیہ

''پاک وہند میں گزشتہ ایک صدی میں علومِ دینیہ پر بہت زیادہ تحقیقی کام ہوا ہے، اور اب ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ عربی زبان کے بعد اسلامی لٹریچر اور دینی وعلمی سرمائے کے اعتبار سے اُردو زبان دنیا کی کسی بھی زبان سے کسی بھی طور کمتر نہیں ہے۔ بلا شبہ اسلام کے دینی، علمی، تاریخی وادبی سرمائے کو عربی سے اُردو زبان میں منتقل کرنے میں علماء اہلِ سنت کا (Contribution) بہت نمایاں ہے اور بعض جہتوں سے تو اس حد تک تحقیقی کام ہوا ہے جو بجائے خود ماخوذ کے ماخذ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس سلسلے میں امام اہلِ سنت مجدد ملّت علامہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اور دیگر اکابر اہلسنت کے بارِ احسان تلے ہماری گردن سپاس واعتراف ہمیشہ جھکی رہے گی۔

تاہم اس امر کا اعتراف کرنے میں ہمیں تامل نہیں کرنا چاہیے کہ تفسیر وشرح حدیث کے حوالہ سے جس قدر علمی وتحقیقی کام ہونا چاہیے تھا، وہ ہمارے ہاں نہیں ہوسکا۔ دیگر وجوہ کے علاوہ اس کا ایک معقول سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہمارے اکابر کی بیشتر توجہ عصری فتنوں کی سرکوبی کی جانب مرکوز رہی اور اگر وہ اپنے عہد کے تقاضوں کا بروقت ادراک کر کے لا دینیت، دہریت، انکارِ ختمِ نبوت، انکارِ حدیث اور توہینِ رسالت ایسے مہیب فتنوں کا قلع قمع نہ کرتے تو خاکم بدہن آج ہمارے عقائد اس قدر مصفّٰی ومزکّٰی شکل میں محفوظ نہ ہوتے اور نہ جانے کس کس نوع کی بدعقیدگیوں کی آلائش سے ہمارے عقائد ملوث ہو چکے ہوتے اور طرح طرح کے دام ہمرنگ زمین میں اس طرح پھنس چکے ہوتے کہ اس سے نکلنے کا راستہ بھی سجھائی نہ دیتا۔

للہ الحمد کہ اب وہ فتنے اپنی موت آپ مر چکے ہیں، قادیانیت کو اب پاکستان میں آئینی

Marfat.com

وقانونی طور پر کفر قرار دیا جا چکا ہے اور توہینِ رسالت پر مبنی کتب کے مصنّفین کے پیروکار اب خود ہی اس گندگی کو مخمل کے صد در صد غلافوں میں لپیٹ کر چھپانے پر مجبور ہیں اور ''وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾'' کا علمی نمونہ ہم اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں، بس ذرا اس کے مشاہدے کے لئے چشمِ بصیرت وا ہونی چاہیے۔

کرم بالائے کرم یہ کہ اب ہمارے مقتدر و محقق علماء کو تھوڑی سی فرصت ملی ہے اور امید واثق ہے کہ ان شاء اللہ قلیل عرصے میں تفسیر و حدیث پر وقیع تحقیقی کام کا وافر ذخیرہ ہمارے علمی ورثے میں شامل ہو جائے گا اور اس سلسلے میں محقق العصر علامہ غلام رسول سعیدی کا نام ان شاء اللہ علماء کے اس قافلے کے سرخیل و سالار کے طور پر تاریخ میں ہمیشہ ثبت رہے گا اور انہیں بقاو دوام نصیب ہوگا۔

اب ہم نہایت فخر و انبساط کے ساتھ بجا طور پر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ حضرت علامہ نے شرح صحیح مسلم تصنیف فرما کر خدمتِ حدیث کا حق ادا کر دیا ہے، اس کتاب کو پڑھ کر ہماری تمام تمنائیں پوری ہو گئیں سارے خواب شرمندہ تعبیر ہو گئے اور اب اس سلسلے میں کوئی حسرت نہیں رہی۔ اس شرح کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ صرف احادیث کی شرح ہی نہیں بلکہ حنفی مذاہب پر دلائل کا عظیم فقہی سرمایا بھی ہے اور عصری مسائل پر ایک عظیم اجتہادی شاہکار ہے، اس کتاب میں حضرت مصنف عم فیضانہٗ نے احادیث پر فنی بحث کے ساتھ ساتھ قدیم و جدید مسائلِ اعتقادیہ و فقہیہ پر موافقین و مخالفین کے تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ کو بیان کیا ہے اور پھر خداداد اجتہادی بصیرت سے روزِ روشن کی طرح اپنے موقف کو واضح کر دیا۔ دلائلِ عقلیہ و نقلیہ کے اس حسین، جامع اور کامل امتزاج کی وجہ سے حضرت مصنف عم فیضانہٗ صاحبِ ہدایہ کے ہم طرز و ہم رکاب نظر آتے ہیں۔ یقینِ واثق ہے کہ اس شرح کی تکمیل کے بعد شاید ہی کوئی ایسا مسئلہ ہو جس پر اس کتاب میں سیر حاصل بحث نہ کر لی گئی ہو۔

شرح صحیح مسلم کی تصنیف کے بعد میں مصنف محترم کی توجہ ایک اور اہم کام کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ ہے قرآنِ مجید کا سلیس اُردو ترجمہ اور اس کی جامع تفسیر، ہر چند کہ

Marfat.com

اس وقت مارکیٹ میں مختلف اُردو تراجم اور تفاسیر موجود ہیں اور وہ بہت حد تک مفید اور مقبول بھی ہیں، تاہم اُردو پڑھنے والوں کا ایک خاصا طبقہ ہنوز تشنگی محسوس کرتا ہے۔ اُردو ادب کے موجودہ اسلوب، سادگی اور سلاست کے ساتھ رواں دواں زبان میں دینی موضوعات پر تحریر کی جو چاشنی شرح صحیح مسلم کی عبارت میں ہے وہ کسی اور کتاب میں نظر نہیں آتی۔۔۔

میں دینی مدارس کے مہتممین اور اساتذہ کی خدمت میں یہ تجویز پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ وہ شرح صحیح مسلم کو ایک اضافی اور امدادی کتاب کی حیثیت سے باقاعدہ اپنے نصاب میں شامل کریں اور دورہ حدیث کی تعلیم کے دوران طلبہ کو اس شرح کے علمی اور فقہی مباحث کا مطالعہ کرائیں اور انہیں یہ ہدایت کی جائے کہ وہ اس کی ابحاث میں مندرج حوالہ جات کو اصل کتابوں میں تلاش کریں تا کہ ان میں تحقیق و تجسس کی صلاحیت اجاگر ہو اس تجویز پر عمل کرنے سے ایک بہت بڑی کمی پوری ہو جائے گی۔

میں آخر میں رب ذوالجلال کے حضورِ اقدس میں بہ صد عجز و اخلاص التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے حبیبِ کریم رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل حضرت علامہ سعیدی مدظلہ کا سایہ اہلِ سنت پر صحت کاملہ کے ساتھ تادیر قائم رکھے اور اسی سرعت کے ساتھ انہیں قرآنِ مجید، حدیث شریف اور فقہ اسلامی کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اس راہ میں ان کی رکاوٹیں دور فرمائے اور ان کو وافر سہولتیں عطا فرمائے اور ان کے دینی، علمی اور قلمی سرمایہ کو صدیوں تک اہلسنت اور عامۃ المسلمین کے لئے سرمایہ افتخار بنا دے اور ان کی تصانیف دینِ اسلام اور میراث علم و حکمت و نبوت کا ایسا سرچشمہ اور منبع قرار پائیں جن سے علم و حکمت کے سوتے تا قیامت پھوٹتے رہیں اور مجھے اور جملہ تشنگانِ علم اور طلبگارانِ ہدایت کو ان سے مستفید و مستفیض فرمائے آمین۔'' (4)

Marfat.com

علامہ محب اللہ نوری

شیخ الحدیث دار العلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور

''سید المحدثین حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف صحیح مسلم صدیوں سے اہلِ علم میں متداول اور مدارسِ اسلامیہ میں داخلِ نصاب ہے۔ اس کی متعدد شروح لکھی گئیں۔ زیرِ تبصرہ ''شرح صحیح مسلم'' (اُردو) ان شروح میں ایک گراں قدر اضافہ ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے مواد، تحقیق و تدقیق، فنی مباحث، گمراہ فرقوں کے رد، مسلکِ اہلسنت کی با دلائل تائید اور مسائلِ عصریہ پر گفتگو کے اعتبار سے آج تک دنیائے حدیث میں ایسی کوئی کتاب تحریر نہیں کی گئی، تو بے جا نہ ہوگا۔۔۔

یہ کتاب کئی خصوصیات کی حامل ہے۔ متنِ احادیث کا بڑا سلیس، عمدہ اور رواں ترجمہ، حدیث پر فنی بحث، قرآن و احادیث، آثار و اقوالِ تابعین سے استدلال، ائمہ اربعہ کے علاوہ دیگر فقہی مذاہب کی توضیح و تشریح کے بعد فقہ حنفی کی ترجیح پر زبردست دلائل اس انداز سے پیش کیے ہیں کہ قاری کو دل کی گہرائیوں سے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ فقہ حنفی قرآن و حدیث کا صحیح ترجمان ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ توضیحِ مسالک اصل متون اور بنیادی ماخذ سے کی گئی ہے۔ علامہ سعیدی کی جو بات بطورِ خاص پسند آئی وہ آدابِ رسالت اور عشق و محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاشنی ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے نامور علماء بھی جب بطورِ محدث کسی حدیث پر بحث کرتے ہیں تو بعض ایسی باتیں ان کے قلم سے نکل جاتی ہیں جن سے اعتراض تو شاید نظرِ ظاہر میں رفع ہو جاتا ہو مگر عظمتِ رسالت کا اہتمام اوجھل ہو جاتا ہے مگر علامہ موصوف ایسے نازک مقامات پر اس انداز سے گفتگو کرتے ہیں کہ حدیث کی روح بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے اور عظمت مصطفیٰ بھی مزید اجاگر ہو جاتی ہے۔

اس شرح کو دیگر شروح میں جو چیز ممتاز کرتی ہے وہ عصری مسائل پر سیر حاصل گفتگو ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ علامہ سعیدی نے نزاکتِ وقت کا احساس کرتے ہوئے مسائلِ عصریہ پر

Marfat.com

بحث کر کے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔آپ نے دورِ حاضر کے جدید مسائل پر جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے ان کے محاسن کے لئے علیحدہ ایک مبسوط تحقیقی مقالے کی ضرورت ہے جو اہلِ علم کا کام ہے۔۔۔

مولانا کی تحقیقات سے بعض مقامات پر اختلاف ممکن ہے، مگر تعطل اور فکری جمود کے اس دور میں اس تخلیقی اور اجتہادی کاوش پر داد نہ دینا بخل اور نا انصافی ہوگی۔'' (5)

Marfat.com

علامہ سید حسین الدین شاہ

مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین خاتم النّبیین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

''علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث مدظلہ، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ان خوش نصیبوں میں شامل ہیں جنہیں قسامِ ازل نے اپنے حبیبِ لبیب باعثِ تخلیقِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کا فیض دوسروں تک پہنچانے اوران کے مفاہیم ومطالبِ عالیہ کو سہل انداز میں پیش کر کے عامۃ المسلمین کو بہرہ افروز کرنے کی سعادت پر مامور کر دیا ہے۔

حضرت مولانا کا اندازِ تحریر سہل اور عام فہم ہے۔آپ بہترین ادیب، قلم برداشتہ لکھنے کے عادی اور اسالیبِ کلام پر قادر ہیں مگر اس کتاب میں الفاظ کی کثرت وتمکنت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ مطالبِ حدیث کو ہر طبقہ کے لوگوں کے فہم کے قریب لانا چاہتے ہیں، کیونکہ الفاظ کی تمکنت کے زور پر پھیلایا ہوا علم ذہن کو تو جلا بخش سکتا ہے مگر قلب کو متأثر نہیں کر سکتا۔

اسلام کی تعلیمات ایسی جامع اور کامل ہیں جو ہر دور کے مسائل کا حل پیش کرتی ہیں اور ہر روز پیش آنے والے بے شمار واقعات وحادثات کا حکمِ شرعی رجالِ امت اسلامی اصولوں کی روشنی میں پیش کرتے رہے ہیں اور پیش کرتے رہیں گے لیکن ان احکام کے علل و اسباب کی تعیین نو، پیکر مسائل کے لئے تمثیل وتشبیہ اور وجوہات کی تلاش میں اختلاف کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔

حضرت مولانا متقدمین علماء سے کسی مسئلہ میں اختلافِ رائے کی صورت میں اپنی سوچ کا امانتدارانہ اظہار کرتے ہیں۔ بزرگوں کی تعظیم وتوقیر میں فرق نہیں آنے دیتے اور نہ

Marfat.com

ہی تعلّی اور ادّعا کا مظاہرہ کرتے ہیں گویا وہ صرف اتنا ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ دلائل کا مفہوم جو میں سمجھتا ہوں، اس کی وجہ سے میری رائے یہ ہے یا یوں سمجھیے بزرگوں کے خرمنِ علم سے خوشہ چینی کرنے والے کا بچکانہ ناز ہے۔ برتری کا دعویٰ نہیں۔'' (6)

Marfat.com

شرح صحیح مسلم وتبیان القرآن کی مقبولیت

کلماتِ ثناء از علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

پہلی جلد کی ابتداء میں علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس کاوش کے بارے میں خود تحریر کرتے ہیں۔

''میں نے جب شرح صحیح مسلم کو بہت تفصیل کے ساتھ لکھنا شروع کیا تھا تو بعض دوستوں نے کہا آپ مختصر لکھتے تو یہ مکمل ہو جاتی، پتا نہیں، عمر وفا کرے یا نہ کرے، اور اس کی تکمیل ہو سکے یا نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا بے پایہ احسان ہے کہ شرح صحیح مسلم نہ صرف یہ کہ میری زندگی میں مکمل ہوئی بلکہ طبع ہو گئی اور اس کے کئی ایڈیشن نکل گئے۔ اور برصغیر پاک و ہند کے علاوہ یورپ، امریکہ اور افریقہ کے دور دراز علاقوں تک یہ کتاب پہنچ گئی اور اس کتاب کو پڑھا گیا اور ہر طبقہ میں اس کی پزیرائی ہوئی۔''(7)

علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دعویٰ حق بجانب ہے اور اس کتاب کی شہرت ومقبولیت پر دلیل علامہ شاہ احمد نورانی صاحب کے وہ الفاظ ہیں، جو انہوں نے اس کتاب کی تقریبِ رونمائی میں ادا کئے۔

''میں ملک سے باہر بہت سے مقامات پر جاتا رہا ہوں، ابھی حال ہی میں اپنے بعض احباب اور دوستوں کے ساتھ کینیڈا بھی گیا تھا۔ اس مرتبہ مجھے تعجب ہوا، جب میں کینیڈا کے شہر ''وون کاوور'' گیا۔ وون کاوور کینیڈا کا آخری کونا ہے جو پیسفک اوشین کے کنارے پر واقع ہے۔ اس مرتبہ پر جب میں گیا تو ایک صاحب نے مجھے اپنے گھر پر کھانے کے سلسلے میں مدعو کیا، تو مجھے وہاں یہ دیکھ کر انتہائی خوشی اور مسرّت ہوئی کہ دنیا کے اس کنارے پر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم اس گھر میں موجود تھی، یہ

Marfat.com

اگست کا واقعہ ہے۔

اور ابھی ستمبر کے ماہ میں ''ناروے'' گیا، ناروے شمال کی طرف سے دنیا کا آخری کونا ہے۔ اس ملک میں کبھی (کوئی) مسجد نہیں تھی، ورلڈ اسلامک مشن (ناروے) نے چار پانچ سال کی جدوجہد کے بعد اپنی زمین خرید کر میناروں اور گنبدوں کے ساتھ وہاں پہلی مسجد بنائی۔ اسی سال ستمبر میں اس مسجد کا افتتاح تھا، مسجد کے ساتھ وہاں ایک عظیم الشان لائبریری بھی تھی مجھے دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی کہ دنیا کے اس کنارے پر بھی لائبریری میں جہاں ایک طرف پروفیسر شاہ فرید الحق کا ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' انگریزی زبان میں موجود تھا تو دوسری طرف ماشاء اللہ حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی ''شرح صحیح مسلم'' بھی وہاں موجود تھی، تو یہ مقبولیت ہے اب یہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی مقبولیت ہے یا اُن کی تحریر کی مقبولیت ہے، یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔'' (8)

(صدارتی خطاب 19 شعبان المعظم 1410ھ/20 دسمبر 1997ء، پیراڈائز ہوٹل، کراچی، تقریبِ سپاس، تفسیر تبیان القرآن)

Marfat.com

تبیان القرآن اور معاصرین علماء

مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

''تبیان القرآن'' عہد جدید کی نہایت جامع، کامل اور مکمل تفسیر ہے، میرے محدود مطالعہ کے مطابق اردو اور عربی کی کسی تفسیر میں اتنا ذخیرۂ معلومات یکجا نہیں ہے، اگرچہ ہر تفسیر میں آپ کو جستہ جستہ تمام علوم وفنون سے متعلق معلومات ملیں گی، لیکن بالعموم ہر تفسیر میں کوئی نہ کوئی رنگ غالب ہے، مثلاً ابن جریر طبری اور ابن کثیر کی تفاسیر میں احادیث اور روایات پر زیادہ انحصار کیا گیا ہے، علامہ جار اللہ زمخشری کی تفسیر میں قرآن کی ادبیت اور بلاغت کی شان کو زیادہ نمایاں کیا گیا ہے، امام راغب اصفہانی نے لغت کے بیان تک اپنے آپ کو محدود رکھا ہے، علامہ زجاج نے صرفی اور نحوی ابحاث کو اپنا موضوع بنایا ہے، علامہ ثعلبی نے اسرائیلیات اور تاریخی رطب و یابس کو جمع کر دیا ہے، علامہ ابوبکر جصاص کی تفسیر میں فقہی رنگ غالب ہے، انہوں نے فقہ حنفی کی برتری ثابت کی ہے، علامہ قرطبی کی تفسیر یوں تو نہایت جامع ہے لیکن اس میں فقہ مالکی کو ترجیح دی گئی ہے، علامہ احمد جیون کی تفسیر بھی آیاتِ احکام پر مشتمل ہے، امام رازی نے اپنی شانِ جامعیت کے ساتھ ساتھ فقہی موضوعات میں اگرچہ فقہ شافعی کو ترجیح دی ہے لیکن ان کی تفسیر کا خاصہ باطل فرقوں کا دلائلِ عقلیہ اور نقلیہ سے ردِ بلیغ ہے، تفسیرِ روح المعانی میں دیگر امور کے علاوہ صرفی ونحوی ترکیب پر کافی توجہ دی گئی ہے، تفسیر روح البیان اور تفسیرِ مظہری میں تصوف کا رنگ غالب ہے، سید قطب کا مرکزی موضوع مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات اور جواہر طنطاوی کا مرکزِ نظر قرآن اور سائنس میں تطبیق ہے۔'' (9)

برصغیر کے مختلف مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''ہمارے اس خطے، پاک وہند کی اردو تفاسیر میں ہر مفسر کے ذہن پر اس کا مخصوص مکتبۂ فکر، مسلک، مذہب اور سیاسی سوچ غالب نظر آتی ہے، چنانچہ وہ قرآن کا مطالعہ اسی

Marfat.com

سیاق وسباق میں کرتے ہیں اور قرآن کی جامعیت، آفاقیت، ابدیت اور ہمہ گیریت کا حق ادا نہیں کر پاتے۔

الغرض ''کلامِ ربانی'' کی تفسیر کے تمام شعبوں کا کسی ایک تفسیر میں کما حقہ احاطہ کرنا نہایت دشوار امر ہے اور نہ کسی تفسیر کو حرفِ آخر کہا جا سکتا ہے۔ تاہم بلاخوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید کی موجود اور دستیاب تفاسیر میں جو شانِ جامعیت و کاملیت ''تبیان القرآن'' کو حاصل ہے، اس میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے، دورانِ تفسیر اردو زبان کے قارئین کے لیے مختلف موضوعات پر اتنا عظیم تحقیقی مواد جمع کر دیا گیا ہے، جو کہیں اور کسی جگہ دستیاب نہیں ہے، مستقبل کا کوئی بھی مفسر و محقق ''صاحبِ تبیان القرآن'' کے کسی بھی نتیجۂ فکر سے اختلاف تو کر سکتا ہے اور یہ اس کا حق ہے، لیکن اس سے صرفِ نظر نہیں کر سکتا۔

''تبیان القرآن'' کی تمام زبانوں کی موجود تمام تفاسیر میں یہ بھی امتیازی شان ہے کہ اس میں ہر بات جدید معیارِ تحقیق کے مطابق، کتاب، صفحہ، مصنف، مطبع اور سن طباعت کے حوالوں کے ساتھ نقل کی گئی ہے، یہ چیز دیگر کتب تفاسیر میں مخصوص موضوعات کے ضمن میں خال خال تو ملے گی، لیکن اس کا کلی التزام نہیں ملے گا''۔(10)

Marfat.com

دوسرے مسالک کے علماء کے تأثرات

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بھی عطا فرمایا ہے، کہ آپ کی تحریریں نہ صرف آپ کے ہم مسلک اہلِ علم میں مقبول ہوئیں اور خراجِ تحسین حاصل کیا بلکہ دوسرے مسالک کے نامور علماء اور اہلِ علم بھی آپ کی بعض ابحاث کو فیصلہ کن اور آپ کے بیان کردہ دلائل کو من وعن تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں مولانا عبدالمالک صاحب رقمطراز ہیں:

''مصنف کے نقطہ نظر سے بعض جگہ ہمیں اختلاف ہے اور ان سے علمی اختلاف کا حق ہماری طرح ہر صاحبِ علم کو ہے لیکن مصنف نے جو اندازِ بیان اختیار کیا ہے، علمی تحقیق میں جس جرات اور دیانتداری اور اعتدال کا مظاہرہ کیا ہے، اس پر وہ خراجِ تحسین کے مستحق ہیں، نیز ان کی وہ علمی تحقیقات جو خالص علمی حیثیت رکھتی ہیں۔ وہ گراں قدر ہیں اور تمام اہلِ علم کی ضرورت ہیں اس لیے یہ تفسیر اس بات کی حق دار ہے کہ ہر صاحبِ علم کی الماری کی زینت ہوں۔ مصنف نے جس تیزی سے تفسیر لکھنے کا کام شروع کیا ہوا ہے، اس سے اُمید پیدا ہوتی ہے کہ وہ جلد ہی اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی اس تفسیر کو مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ فکر میں اتحاد و اتفاق کا ذریعہ اور ایک دوسرے سے استفادہ کی بنیاد بنا دے۔ دوسرے علماء کو بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین'' (11)

چنانچہ اس باب میں چند نامور شخصیات کے تبصرے نقل کیے جائیں گے۔

Marfat.com

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

سابق جسٹس وفاقی شرعی عدالت، پاکستان

مفتی تقی عثمانی صاحب ابنِ مفتی شفیع صاحب یقیناً کسی تعارف کے محتاج نہیں، آپ دیوبند مکتبہ فکر کی مشہور و معروف شخصیت ہیں آپ کی ادارت میں عرصہ دراز سے دارالعلوم کراچی سے ماہنامہ البلاغ شائع ہوتا ہے، اس کے نومبر 1995ء کے شمارے میں شرح صحیح مسلم پر بہت خوبصورت اور بصیرت انگیز تبصرہ شائع ہوا، جس کو ذیل میں نقل کیا جارہا ہے۔

''برصغیر پاک و ہند کے علماء کو اللہ تعالیٰ نے اس آخری دور میں کتبِ احادیث بالخصوص صحاح ستّہ کی خدمت کی خاص توفیق عطا فرمائی۔

انہوں نے متداول کتبِ حدیث کی بہت سی شروح عربی زبان میں لکھی ہیں جو عرب دنیا میں بھی مقبول ہیں، اور بہت سی شروح اردو میں بھی لکھی گئی ہیں۔ یہ شروح زیادہ تر علمائے دیوبند یا علمائے اہلحدیث کی طرف سے لکھی گئی ہیں، بریلوی مکتبِ فکر کے علماء کی طرف سے اب تک حدیث کی کوئی مبسوط شرح میری نظر سے نہیں گزری تھی، اب اس زیرِ تبصرہ کتاب میں اس خلاء کو پر کیا ہے اس کتاب کے مؤلف بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے صحیح مسلم جیسی عظیم الشان کتاب کی مفصّل شرح دلنشین انداز میں تحریر فرمائی ہے۔

فاضل مؤلف کا اسلوب یہ ہے کہ وہ ایک باب کی بیشتر احادیث ایک ساتھ ذکر کر کے ان کا اردو ترجمہ تحریر فرماتے ہیں، پھر ان احادیث سے تعلّق رکھنے والے مباحث پورے شرح و بسط کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں فاضل مؤلف نے صرف روایتی بحث پر زور دینے کے بجائے ان مسائل پر زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، جو ہماری عصرِ حاضر سے متعلّق ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں انہوں نے فوٹو گراف، ریڈیو، ٹیلیویژن، ویڈیو، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلو پیتھک ادویہ، انتقالِ

Marfat.com

خون، اعضاء کی پیوند کاری، ضبطِ تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رؤیتِ ہلال، سود اور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز و روزے کے احکام اور اس جیسے بہت سے عصری مسائل پر عالمانہ بحثیں کی ہیں۔ اس قسم کی مباحث میں ان کے اخذ کردہ بعض نتائج سے علمی اختلاف کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ بات واضح اور قابلِ تعریف ہے کہ ان کا اندازِ استدلال اور اسلوبِ بیان ''معروضی تحقیق'' کے شایانِ شان ہے۔ انہوں نے اسلامی علوم پر تمام متداول کتابوں سے کسی مذہبی تعصب کے بغیر استفادہ کیا ہے اور جہاں کہیں کسی دوسرے مصنّف پر تنقید کی ہے، وہاں بھی اپنے قلم کو جارحیت کے داغ سے محفوظ رکھتے ہوئے محض علمی تنقید کا راستہ اپنایا ہے۔ مسائل کی تحقیق میں بھی انہوں نے وہی راہ اختیار کی ہے، جو ان کو اپنے قلب وضمیر کے مطابق دلائل سے زیادہ قریب نظر آئی، چنانچہ انہوں نے بعض فقہی مسائل میں مولانا احمد رضا خاں صاحب سے بھی دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، فاضل مؤلف بریلوی مکتبِ فکر سے تعلّق رکھتے ہیں لہٰذا طبعی طور پر انہوں نے مولود و قیام، عرس، تیجہ، گیارہویں اور چہلم جیسے مسائل کی تائید کی ہے، لیکن اوّل تو انہوں نے مخالفین کے لئے کوئی ثقیل زبان استعمال نہیں کی، اور نہ تکفیر کو اپنا شعار بنایا ہے، دوسرا عقیدے کے بعض اہم مسائل میں انہوں نے اعتدال کی راہ اپنائی ہے، اور غلو اور انتہا پسندی سے نا صرف یہ کہ خود بچے ہیں، بلکہ دوسروں کو بھی بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس سلسلے کی چند مثالیں درجِ ذیل ہیں۔

''علمِ غیب'' کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے فاضل مؤلف فرماتے ہیں،

''علامہ نووی، علامہ کرمانی، علامہ عسقلانی، علامہ عینی اور دیگر علماء نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہ تقاضائے بشریت غیب کا علم نہیں تھا اس مسئلہ میں علمائے اہلسنّت کا یہ مؤقف ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے زیادہ غیب کا علم عطا فرمایا، لیکن مطلقاً یہ کہنا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کا علم ہے!'' دو وجہ سے درست نہیں ہے۔ اوّل اس لئے کہ یہ قول ظاہرِ

Marfat.com

قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآنِ مجید میں اللہ کے غیر سے مطلقاً علمِ غیب کی نفی کی ہے اور دوسرا اس وجہ سے کہ جب مطلقاً علم کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد ''علم بالذات'' ہوتا ہے، اس لئے یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علمِ غیب سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض علومِ غیبیہ عطا کئے گئے اور کسی مخلوق کی طرف مطلقاً علمِ غیب کی طرف نسبت کرنا درست نہیں ہے۔ اس طرح کسی کو عالم الغیب کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔''

اسی موضوع پر مفصّل بحث کے بعد آخر میں فاضل مصنّف لکھتے ہیں:

''خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غیبِ مطلق کے ساتھ منفرد ہے، جو جمیع معلومات کے ساتھ متعلّق ہے، اور اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اپنے رسولوں کو بعض علومِ غیبیہ پر مطّلع فرماتا ہے جو رسالت کے ساتھ متعلّق ہوتے ہیں۔''

ان عبارتوں کے خاص طور پر خط کشیدہ جملے بالخصوص آخری فقرہ ایسا ہے کہ اگر فاضل مؤلف کے تمام اہلِ مسلک اس پر متفق ہو جائیں اور اس سے آگے تجاوز نہ کریں تو اس سنگین مسئلہ میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔

''نذر لغیر اللہ'' کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فاضل مؤلف لکھتے ہیں:

جو لوگ اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بجائے اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اولیاء اللہ سے حاجت روائی کی درخواست کرتے ہیں، انہیں ان آیات پر غور کرنا چاہئے:

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ ۚ وَ جَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ (یونس:22)۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ کٹر سے کٹر مشرک اور پکّا بت پرست بھی سخت مصیبت میں اللہ کو پکارتا تھا، اللہ سے دعا کرتا تھا، اور اس کی نظر مانتا تھا۔ اگر ہم مسلمان کہلا کر اپنی حاجات میں اللہ کو چھوڑ کر اولیاء اللہ کی نظر مانیں تو کس قدر افسوس ناک اور لائقِ مذمّت ہے۔

اس لئے چاہئے کہ اولیاء اللہ اور دیگر محبوبانِ الٰہی کو صرف وسیلہ پیش کیا جائے۔ دعاء ہر

Marfat.com

حال میں اللہ سے مانگی جائے اور اپنی حاجات اور مصیبتوں میں غیر اللہ کی نذر ماننا بہر حال ناجائز ہے۔ البتہ عبادات کے ایصالِ ثواب کو نذر کرنا ایک الگ چیز ہے۔

ان پڑھ لوگوں کو اولیاء اللہ کی نذریں مانتا دیکھ کر ان کے مزاراتِ مقدسہ کا طواف اور سجدے کرتے دیکھ کر اور مزارات کی تعظیم میں رکوع کی حد تک ان پڑھ لوگوں کو جھکتے ہوئے دیکھ کر مجھے ایک بڑے عرصہ سے رنج اور قلق رہتا ہے۔ ہر چند کہ ان میں سے کوئی چیز کفر اور شرک نہیں ہے، لیکن ان کے حرام ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔

غیر اللہ سے دعائیں مانگنے نذر لغیر اللہ کے بارے میں فاضل مؤلف کے یہ ارشادات کتنے ایمان افروز ہیں۔ ''نذر لغیر اللہ'' کی تردید کرتے ہوئے فاضل مؤلف لکھتے ہیں:

''بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی حاجت کے وقت اولیاء اللہ کی نذر اس طرح مانے: اے داتا! اگر تو نے میری یہ حاجت پوری کردی تو میں تیرے لئے ایک بکرا پیش کروں گا''۔ تو یہ نذر جائز ہے، کیونکہ یہ نذر لغوی ہے، اور نذر شرعی میں ان لوگوں کے نزدیک صرف یہ فرق ہے کہ نذر شرعی میں اللہ کی نذر مانی جاتی ہے، اور نذر لغوی میں اولیاء اللہ کی نذر مانی جاتی ہے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس طرح غیر اللہ کے لئے سجدہ، طواف، روزہ اور دیگر عبادات بھی جائز ہو جائیں گی مثلاً کوئی شخص کسی ولی کو سجدہ کرے گا اور کہے گا یہ لغوی سجدہ ہے اور اس طرح لغت کے سہارے غیر اللہ کے لئے تمام عبادات کا دروازہ کھل جائے گا۔

ہر چند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسان اور بشر ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسّی نورانیت بھی عطا فرمائی ہے، جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے: امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کے دانتوں سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔''

اس طرح کی متعدّد احادیث! جن میں آپ کے نورانی حلیہ مبارک کا بیان ہے۔ ذکر کرنے کے بعد فاضل مؤلف لکھتے ہیں۔ ''ہر چند کہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسی نورانیت کی تصریح ہے، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے لیکن اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں

Marfat.com

ہونا چاہئے کہ نورانیت افضل ہے اور بشریت مفضول ہے اور نہ یہ سمجھنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام انسانوں کی طرح بشر ہیں۔ عام انسانوں کی طرح جو بشری کثافتیں اور مادی غلاظتیں ہوتی ہیں، انبیاء علیہم السلام ان تمام سے منزہ ہوتے ہیں، خصوصاً نبی کی بشریت کائنات میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔

ان تمام اقتباسات سے یہ بات واضح ہے کہ فاضل مؤلف نے اپنے مسلک کے معروف متنازعہ عقائد میں بھی غلو کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے ان کی ایسی تشریح کی ہے، جو جمہور علمائے اہلِ سنت (بشمول حضرات علمائے دیوبند) کے موقف سے بہت قریب ہے بلکہ بعض جگہ کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ ان عقائد کی یہ تشریح یقیناً ان مسائل میں علمائے دیوبند اور علمائے بریلی کے درمیان مفاہمت کی بنیاد بن سکتی ہے اور اس طرح ان عقائد کی بنیاد پر نزاع وجدال، مناظروں بلکہ کافرگری تک کی جو گرم بازاری رہی ہے اور اس نے اتّحادِ امّت کو پارہ پارہ کیا ہے، اس کا مؤثر سدِّ باب ہوسکتا ہے۔ فاضل مؤلف کی طرف سے یہ پیش قدمی یقیناً قابلِ مبارک باد ہے۔

کتاب کی اصل خصوصیت وہ مفصل فقہی مباحث ہیں، جو فاضل مؤلف نے متعلقہ احادیث کے تحت بیان فرمائے ہیں، بلکہ بعض مرتبہ بہت معمولی مناسبت سے انہوں نے وہ مسائل چھیڑے ہیں، جن کی طرف اس حدیث کی شرح میں عموماً ذہن نہیں جاتا۔ البتہ ان مباحث میں جو احادیث وروایات ذیلی طور پر ذکر کی گئی ہیں۔ ان کی اسنادی تحقیق کی کمی جابجا محسوس ہوتی ہے، نیز بعض طویل مباحث دوسری کتابوں سے لئے گئے ہیں، اور حوالہ یا تو دیا نہیں گیا، یا اتنا ناکافی دیا گیا ہے کہ پڑھنے والا یہ تأثر نہیں لے سکتا کہ یہ طویل بحث کہاں سے ماخوذ ہے۔

متعدد فقہی اور مسلکی مسائل میں جو مؤقف فاضل مؤلف نے اختیار کیا ہے، اس سے ہمیں اتفاق نہیں ہے، لیکن بحیثیتِ مجموعی یہ ایک قابلِ تعریف عملی کاوش ہے، جو اہلِ علم کیلئے بہت کارآمد ہے۔" (12)

Marfat.com

مولانا عبدالمالک

سابق مہتمم جامعہ منصورہ لاہور وسابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان .

مولانا عبدالمالک صاحب کا تعلق جماعتِ اسلامی سے ہے، آپ اور علامہ سعیدی صاحب ایک ہی زمانہ میں اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے ہیں۔ مولانا عبدالمالک صاحب نے آپ کی کتب پر رسالہ ''ترجمان القرآن'' (اپریل 1999ء) میں تقریباً 6 صفحات پر تبصرہ کیا ہے، چنانچہ اس کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

''شیخ الحدیث مولانا مفتی غلام رسول سعیدی، عصرِ حاضر کے ممتاز مفسر، عظیم القدر محدث اور وسیع النظر فقیہ ہیں۔ متعدد گراں قدر علمی تصانیف ان کی باقیات الصالحات ہیں۔ خصوصاً 7 (سات) جلدوں میں صحیح مسلم شریف کی شرح پیش کر کے ملک کے تمام مکاتب فکر کے علما سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ انہیں علمی گہرائی، گیرائی اور استحضار میں خصوصی مقام حاصل ہے۔ مختصر مدت میں ایک مثالی اور جامع علمی کتاب پیش کر دیتے ہیں۔

مصنف کی تصنیف کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ مسلکی مسائل میں بریلوی مسلک پر قائم رہتے ہوئے دوسرے مسالک کا احترام کرتے ہیں اور بریلوی مسلک کی توضیح اس طرح کرتے ہیں کہ دوسرے سے دوری کو کم کر دیتے ہیں۔ وہ اس کے لئے دلائل سے بات کرتے ہیں۔ بیشمار علمی عنوانات پر نہایت عالمانہ انداز میں تحقیق کی گئی ہے، آیات سے جو احکام مستنبط ہوتے ہیں، اُن پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ جو علماء طلباء اور عامۃ المسلمین کے لئے قیمتی معلومات اور فوائد پر مشتمل ہے۔'' (13)

Marfat.com

مفتی سیّد عدنان کاکاخیل صاحب

(ڈائریکٹر کلیۃ الشریعۃ، جامعۃ الرشید)

انہیں احباب میں سے ایک معروف شخصیت مفتی سیّد عدنان کاکاخیل صاحب کی بھی ہے، جو علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو مختلف انداز سے خراج تحسین پیش کرتے رہے ہیں، راقم نے آپ کو تبیان القرآن کی ابتدائی جلد مطالعہ کی غرض سے پیش کی تھی اور یہ مقصد بھی ذہن میں تھا کہ اس کے ذریعے علامہ صاحب کا تعارف بھی ہو جائے گا، چنانچہ آپ نے اس کے عمیق مطالعہ کے بعد اپنا تجزیہ کچھ اس انداز میں پیش فرمایا کہ

''اس ایک تفسیر کا مطالعہ قاری (پڑھنے والے) کو باقی تمام تفاسیر سے بے نیاز کر دیتا ہے۔''

اس کے بعد آپ نے ''تبیان القرآن'' کا پورا سیٹ راقم سے منگوالیا، راقم نے جب علامہ صاحب کی شدید علالت کا آپ سے ذکر کیا اور تنظیم المدارس کی طرف سے دعائے صحت کی اپیل کی پوسٹ آپ سے شیئر کی تو آپ نے نہ صرف خود علامہ صاحب کے حق میں دعا فرمائی اور اُنہیں سراپا علم قرار دیا، بلکہ اس پوسٹ کو بھی سوشل میڈیا پر شیئر کیا تا کہ کثیر تعداد میں مسلمان اس عظیم شخصیت کے لئے دعائے صحت کا اہتمام کریں اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال کا ذکر کیا گیا تو آپ نے نہ صرف یہ کہ تعزیت کی بلکہ آپ کی خدمات کے اعتراف میں ایک اور پوسٹ اپنے سوشل میڈیا پر شیئر کی جس پر بڑی تعداد میں خواص و عوام نے اپنے تعزیتی پیغام رقم کئے اور علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو خراج تحسین بھی پیش کیا۔ ان دونوں پوسٹس کا عکس نقل کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

دعائے صحت کی اپیل

Mufti Syed Adnan Kakakhail
(Official) added a new photo.

669 likes 59 comments

Like Comment Share

Marfat.com

دعائے مغفرت اور اعلان جنازہ

Mufti Syed Adnan Kakakhail
(Official) added a new photo.

سانحۂ ارتحال

علامہ غلام رسول سعیدی کی نماز جنازہ بعد نماز جمعہ 4 بجے شام ادا کی جائے گی
مفتی منیب الرحمٰن نماز جنازہ کی امامت فرمائیں گے۔

امام اہلسنت کے عظیم محقق، مفسر، محدث، جامعہ نعیمیہ کراچی کے شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی طویل علالت کے بعد ایک مقامی ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ ان کی عمر 85 سال تھی۔ مرحوم نے اپنی پوری زندگی علم دین کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف کر دی تھی۔ علامہ صاحب کی تصانیف میں تبیان القرآن (13 جلدات)، تفسیر تبیان الفرقان (8 جلدات)، مقدمہ الباری شرح صحیح البخاری (17 جلدات)، شرح صحیح مسلم (8 جلدات)، مقالات سعیدی، ترجمہ الجواہر، تاریخ الجواہر، تذکرہ المحدثین، مقام الولایت و نبوت اور لمعات الفقہ بھی معرکۃ الآرا تصانیف شامل ہیں۔ علامہ غلام رسول سعیدی 1937ء کو ٹبہ میں پیدا ہوئے۔ علامہ صاحب اپنے عہد کے نامور محدثین و علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ان کی تدریسی زندگی 50 سال پر محیط ہے۔ فن کی خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے تمغہ امتیاز سے نوازا تھا۔ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے تلامذہ دنیا بھر میں موجود ہیں اور بڑے بڑے جامعات و علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ علامہ غلام رسول سعیدی دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں مسلسل 32 سال شیخ الحدیث کے عہدے پر خدمات انجام دیتے رہے اور تفسیر، حدیث کا پیریڈ بھی لیتے رہے۔ وہ یکم اگست کو 92 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ ان کی نماز جنازہ بعد نماز جمعہ المبارک 4 بجے جامع مسجد فاطمی کے احاطے میں ادا کی جائے گی۔ دارالعلوم نعیمیہ میں ادا کی جائے گی۔

147 likes 11 comments

Like Comment Share

Marfat.com

اسی طرح ایک اور معروف شخصیت شیخ الحدیث، مولانا زاہد صاحب نے بھی سوشل میڈیا پر اظہار تعزیت کیا اور حضرت کو درج ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

Muhammad Zahid

انھی انھی جناب طاہر اسلام عسکری صاحب کی پوسٹ سے معلوم ہوا کہ معروف عالم دین مولانا علام رسول سعیدی انتقال فرماگئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔ مولانا کا تعلق بریلوی مکتب فکر سے تھا تاہم وہ ان علما میں سے تھے جو پوری علمی دنیا کی آبرو ہوتے ہیں۔ شرح صحیح مسلم جیسی ان بالبقاب ان کے لئے صدقہ جاریہ رہیں گی۔ غفر الله له ورحمه وجزاه عن المسلمين وعن العلم وأهله خيرا

Like Share

You, **Aamir Tuaseen** and **250 others** like this.

Load previous comments

راقم کے پاس ایک طویل فہرست ہے ان احباب کی جنہوں نے محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو نہ صرف ان کی زندگی میں خراج تحسین پیش کیا بلکہ بعد از وصال بھی ان کی خدمات کو سراہا ہے اور یہ سلسلہ تا قیام قیامت ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ لیکن کتاب کی طوالت کے سبب ان سب کے نام ذکر نہیں کیے جا سکتے، اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں کشادہ دلی اور وسعت قلبی کے ساتھ اہل علم کی قدر شناسی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

1۔ بالاختصار شرح صحیح مسلم، ج4، ص33-34

2۔ ایضاً ج7، ص32

3۔ بالاختصار ایضاً ج2، ص28-29

4۔ بالاختصار ایضاً ج5، ص34-36

5۔ بالاختصار ایضاً ج5، ص39-40

6۔ بالاختصار ایضاً ج5، ص30-32

7۔ ایضاً ج1، ص37

8۔ حیات سعید ملت، ص84

9۔ تبیان القرآن ج14، ص32-33

10۔ ایضاً 33

11۔ ماہنامہ ترجمان القرآن، ص70، اپریل 1999ء لاہور

12۔ ماہنامہ البلاغ، ص53-57، ماہ نومبر 1995ء کراچی

13۔ بالاختصار حیات سعید ملت، ص85

Marfat.com

باب چہارم

محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ

کی تصنیفات وتالیفات

Marfat.com

Marfat.com

محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات وتالیفات

محدث اعظم پاک وہند حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے صرف درس وتدریس اور خطابت ومناظرے میں ہی کمال حاصل نہیں کیا بلکہ تحریر وتصنیف میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دے کر علمی وادبی حلقوں میں بیش بہا داد وتحسین وصول کی ہے اور اب تک آپ پچاس ہزار (50000) سے زائد صفحات تحریر کر چکے ہیں، جس میں بلاشبہ علم کا خزانہ موجود ہے، اس کا سب سے بڑا سبب آپ کی اپنے اکابرین سے والہانہ عقیدت اور محبت ہے، جس کا اظہار آپ کی تحریروں میں جابجا ملتا ہے۔ حال ہی میں قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ سے شرف ملاقات حاصل ہوا، جس میں آپ نے ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی صاحب کی موجودگی میں بتایا کہ گزشتہ ہفتہ دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں تنظیمات مدارس کا اہم اجلاس ہوا، جس میں تمام تر مسالک کے نامور اہل علم حضرات نے شرکت کی، اجلاس کے بعد قبلہ مفتی صاحب نے تمام احباب کو حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی فقید المثال تصانیف شرح صحیح مسلم (8 جلدیں)، تبیان القرآن (14 جلدیں)، نعمۃ الباری (16 جلدیں) اور تبیان الفرقان (3 جلدیں) اپنے دفتر میں نصب الماری میں دکھائیں تو سب نے اس بات کی تصدیق کی کہ گزشتہ ایک صدی میں کسی عالم دین نے بھی خواہ اس کا تعلق کسی بھی مسلک سے ہو، اتنا بڑا علمی وتحقیقی کام نہیں کیا جو خدمت حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے تنِ تنہا کی۔ اس بات کا اظہار قبلہ مفتی صاحب نے بروز پیر 22-02-2016 کو براہ راست پروگرام ''کتاب وقلم'' میں ARY' Qtv میں بھی کیا۔ یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام کام نہ صرف آپ کی اپنی ذات کے لئے عظیم صدقہ جاریہ ہیں بلکہ مفتی اعظم پاکستان بھی اس کار خیر میں برابر کے شریک ہیں۔

Marfat.com

اسمائے کتب

چنانچہ اس باب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

1۔فاضل بریلوی کا فقہی مقام

2۔لفظِ خدا کی تحقیق

3۔معاشرے کے ناسور

4۔حیاتِ استاذ العلماء

5۔نظامِ مصطفیٰ کی شرعی حیثیت، ضرورت اور اہمیت

6۔مقالاتِ سعیدی

7۔تذکرۃ المحدثین

8۔توضیح البیان لخزائن العرفان

9۔ذکر بالجہر

10۔مقامِ ولایت ونبوّت

11۔تاریخِ نجد وحجاز

12۔مقالاتِ کاظمی

13۔شرح صحیح مسلم

14۔تفسیر تبیان القرآن

15۔نعم الباری/نعمۃ الباری

16۔تبیان الفرقان

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں، مگر ان میں سے بعض اب موجود نہیں لہٰذا جو کتب اس وقت سہولت سے دستیاب ہیں، ان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

Marfat.com

فاضلِ بریلوی کا فقہی مقام

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عقیدت کا اظہار اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت نے جب پہلی بار قلم اٹھایا تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحّر علمی اور آپ کی فقاہت کو بیان کیا، چنانچہ اس سلسلہ میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام فاضل بریلوی کا فقہی مقام ہے۔

''آپ نے زمانہ طالب علمی سے ہی لکھنے کا آغاز کر دیا۔آپ نے پہلا مقالہ ''اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام'' اپنے دوست مولانا عارف زئی کی فرمائش پر لکھا۔''(1)

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارات پیش کی جارہی ہیں، جس سے آپ کی عقیدت ومحبت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

''اصولیین کی تعریف کے اعتبار سے فقہ کی تعریف صرف مجتہدین پر لازم آتی ہے۔ہم اعلیٰ حضرت کے بارے میں اجتہاد مطلق کا دعویٰ تو نہیں کرتے لیکن یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت میں واضح طور پر اجتہاد کی جھلک نظر آتی ہے آپ نے بے شمار ایسے قواعد مقرر فرمائے اگر وہ سیدنا ابوحنیفہ کے سامنے پیش کئے جاتے تو وہ یقیناً اس کی تحسین فرماتے۔آپ نے متعدد ضوابط ارقام فرمائے جو کتب فقہ میں کہیں نہیں ملتے لیکن ان کا وجود ناگزیر ہے کیونکہ فقہ کی بے شمار جزئیات اپنے انطباق کیلئے ان قواعد کی مرہون منت ہے۔ہم ان شاء اللہ اس مضمون میں ان قواعد وضوابط کی نشاندہی کریں گے کیونکہ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب نے ان تمام قواعد کا کتاب وسنت سے اقتباس کیا ہے اس لئے یہ بات بلاخوف کہی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت اجتہادی شان کی حامل تھی۔''(2)

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والہانہ عقیدت واحترام کے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔نہ صرف اس لئے کہ آپ ان کے نظریات سے مکمل ہم آہنگ ہیں بلکہ اس بات کا اعتراف تو وہ

Marfat.com

حضرات بھی ببانگ دہل کرتے ہیں، جونظریاتی طور پر آپ کے مخالف ہیں۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''دین عقائد اور اعمال کا نام ہے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں پر مجددانہ بصیرت رکھتے تھے چنانچہ آپ کے زمانے میں جن عقائد واعمال پر زائغین اور مبتدعین کے زیغ اور بدعت کی دھند چھا گئی تھی، آپ نے علم ربانی اور نور یزدانی کی فیض آفرینیوں اور ضیاء پاشیوں سے اس دھند کو زائل کر کے حق کو صیقل کر دیا۔''(3)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں:

''فقہی مباحث میں جو طبعی اور ریاضی کے مسائل آ گئے ان پر ایسے اچھوتے انداز میں بحث کی ہے کہ فارابی اور شیخ بھی دبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انصاف اور دیانت کی نظر سے دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے فقہ میں وہ مقام حاصل کیا، جس کی نظیر صدیوں پیچھے نہیں ملتی۔''(4)

آپ کے اس مقالہ کو اس کی اہمیت کے پیش نظر اب مقالات سعیدی میں شامل کر دیا گیا ہے۔

حیاتِ استاذ العلماء

زمانہ طالب علمی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے پہلی تصنیف حیاتِ استاذ العلماء ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اپنے استاذ علامہ یار محمد بندیالوی صاحب کی سوانح، اخلاق وکردار اور مذہبی وعلمی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کتاب کے کل صفحات 94 ہیں اور سائز 8.5/5.5 ہے، ضخامت آدھ انچ ہے اور اسے پہلی بار محرم 1389ھ بمطابق اپریل 1969ء کو مکتبہ امدادِ مظہریہ، بندیال سے شائع کیا گیا اور بقولِ ناشر:

''اس کتاب کو دوسری بار 44 سال بعد مولانا یار محمد بندیالوی صاحب کے 66ویں عرس کے موقع پر دارالاسلام، اُردو بازار لاہور نے شائع کیا۔''(5)

اس جملہ سے اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

صاحب کتاب بہت خوبصورتی کے ساتھ اپنے استاذ، کے استاذ کے احوال قلم بند کرتے ہیں۔جن کوعلامہ یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال پر مآخذ کا درجہ حاصل ہے۔اسی کتاب کے حوالہ سے علامہ شرف قادری صاحب اپنی معروف کتاب تذکرہ اکابر اہلسنت میں استاذ العلماء کے احوال ذکر کرتے ہیں۔

توضیح البیان لخزائن العرفان

یہ کتاب 1969ء میں لاہور کے طباعتی ادارہ حامد اینڈ کمپنی سے شائع ہوئی، کتاب کا سائز 8.5/5.5 ہے، تعدادِ صفحات 470 اور ضخامت ایک انچ سے زائد ہے۔اس کتاب کو علامہ موصوف نے شیخ سرفراز گکھڑوی صاحب کی کتاب ''تنقیدِ متین'' اور ''بابِ جنّت'' کے رَد میں تحریر کیا ہے، ان دونوں کتابوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ''ترجمۂ قرآن کنزالایمان'' اور مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ''خزائن العرفان'' پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔اسکے علاوہ اہلسنت جماعت کے عقائد و معمولات کو انتہائی سخت تردید وتنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا، چنانچہ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنِ پاک واحادیثِ مشہورہ ومتواترہ، اقوالِ صحابہ وتابعین، معمولاتِ اسلاف واکابرین اور عباراتِ فقہائے کرام سے دلائل وبراہین جمع کردیئے ہیں اور ایسا رد بلیغ کیا ہے کہ دوبارہ اس کا جواب لکھنے کی جراءت نہیں کی گئی۔اس کتاب کے موضوعات درجِ ذیل ہیں۔

خلق اور کسب، استعانت واستمداد، عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تفویضِ اَحکام، کائنات میں تصرّف، امتناعِ کذب، علمِ غیب، اباحتِ اصلیہ، منافقین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم، ضاد کا مخرج، مروجہ ایصالِ ثواب، نور وبشر، حاضر وناظر، نذر ونیاز۔

اس کتاب پر تقریظ لکھتے ہوئے مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ استاذ سعیدی صاحب) لکھتے ہیں کہ:

''شیخ سرفراز گکھڑوی نے اپنی اس تصنیف میں 13 مسائل پر تبصرہ کیا ہے اور ان مسائل کو بیان کرتے ہوئے کہیں تحریف سے کام لیا ہے اور کہیں تجاہل سے اور کہیں خلطِ

Marfat.com

مبحث سے اپنا کام نکالا ہے اور کہیں دور از کار یا وہ گوئی سے اور کہیں اہلسنّت کے ذمہ ایک مسئلہ کو اپنی طرف سے فرض کر کے تعلّی اور مبازرت کے ڈونگرے برسائے ہیں اور جگہ جگہ اس کتاب میں نہایت بے باکی اور غلط بیانی اور کوتاہ نظری کا شرمناک مظاہرہ کیا ہے۔ میرے عزیز مولانا ابوالوفاء غلام رسول سعیدی نے ''تنقیدِ متین'' کا جواب دینے کا ارادہ کیا ہے۔ اپنی تدریسی اور تعلیمی خدمات انجام دہی کے دوران کچھ وقت نکال کر ''توضیح البیان لخزائن العرفان بجواب تنقیدِ متین'' تحریر فرمائی ہے۔ اس کے جواب میں زیرِ بحث ہر مسئلہ کو پوری تحقیق اور مستند حوالہ جات کو تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ نیز سرفراز صاحب کی طرف سے طعن و تشنیع اور تجہیل و تعلّی کا ''کما تدین تدان'' کے مطابق پوری طرح تحلیل و تجزیہ بھی کر دیا ہے۔ ادب کی لطافت اور اُردو زبان کی چاشنی کو بھی قائم رکھا ہے۔''(6)

ضیائے کنز الایمان

''محاسن کنز الایمان'' کے نام سے ملک شیر محمد اعوان نے کنز الایمان کا دیگر اُردو تراجم سے تقابل کیا ہے، جس پر ماہر القادری دیوبندی صاحب نے اپنے رسالہ ''فاران'' بابت ماہ مارچ 1976ء کے شمارہ میں انتہائی توہین و تزہیق کی جس کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قلم جنبش کرتا ہے اور صرف تین روز میں آپ نے ان کے تمام تر اعتراضات کا انتہائی مدلل و مسکت جواب دیا۔

اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ عنایت اللہ چشتی صاحب لکھتے ہیں:

''میری منصفانہ رائے ہے کہ اگر دیوبندی حضرات تعصب کی عینک اتار کر علامہ سعیدی صاحب کے اس رسالہ کا مطالعہ کریں تو ان پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ دیوبندی مترجمین سے ترجمۂ قرآن میں کتنی فاش غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اور ان کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت بریلوی کا ترجمہ کتنا محتاط ہے۔''(7)

مقالاتِ سعیدی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب فرید بک اسٹال لاہور نے شائع کی ہے، اس کتاب کا سائز

Marfat.com

5.5/8.5 ہے، کل صفحات 638 اور ضخامت دو انچ ہے۔اس کی طبعِ سادس ستمبر 1996ء میں ہوئی۔ یہ کتاب دراصل ان مقالات کا مجموعہ ہے جو اخبارات وجرائد میں برسہابرس سے شائع ہوتے چلے آرہے ہیں ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

توحیدِ باری و وجودِ باری تعالیٰ پر عقلی ونقلی دلائل، ختمِ نبوت، عصمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیثِ لولاک، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازِ جنازہ، نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصطلاح، صدیقِ اکبر بحیثیتِ محبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، محدثِ خیر الامم حضرت عمر فاروقِ اعظم اور حدیثِ متعہ، حضرت عثمان، حضرت علی حضرت امیر معاویہ، اعجاز و کرامت، اہلسنت وجماعت کی تعریف، اسلام میں مقامِ انسانیت، اسلام میں مسلمان کی حیثیت، اسلامی فلسفۂ عدل وانصاف، نویدِ شبِ براءت، روزے کے اسرار ورموز، قیامِ رمضان، حقائقِ شبِ قدر، یادِ اسماعیل، حقائقِ قربانی، ضرورتِ اجتہاد، بلاسود معیشت، مسئلۂ تقدیر، اسلام اور تسخیرِ کائنات، نمازِ جنازہ برطریقۂ سنت، علاج کی شرعی حیثیت، زاغ معروف کا شرعی حکم، فلسفۂ حدود وتعزیرات، اسلام میں غرباء کا مقام، رشکِ ارم، انڈا حلال ہے۔

ذکر بالجہر

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے چند رفقاء کے اصرار پر ایک رسالہ 1969ء میں اس عنوان پر تحریر کیا جس میں فرض نماز کے بعد ذکر بالجہر کو مثبت انداز میں تحریر کیا اور شکوک وشبہات کا رَد کیا۔اس کے جواب میں تقریباً 7 سال کے بعد 1976ء میں شیخ سرفراز گکھڑوی صاحب نے اس کا جواب تحریر کیا۔ چنانچہ آپ نے ان کے اعتراضات کا جواب تفصیل سے لکھا، جس کو دو حصوں میں دوبارہ 1977ء میں فرید بک اسٹال لاہور نے شائع کیا، کتاب کا سائز 5.5/8.5 ہے، تعدادِ صفحات 246 ہے اور ضخامت ایک انچ ہے۔ اس کتاب میں ان اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں جو اہلسنّت پر مخالفین کی جانب سے کیے جاتے ہیں، اس کتاب میں درج ذیل موضوعات زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔

اقسام ذکر، قرآنِ پاک سے ذکر بالجہر پر استدلال، فضائلِ ذکر بالجہر، ذکر بالجہر پر

Marfat.com

اعتراضات کے مدلل جوابات

جبکہ دوسرے حصہ میں۔۔۔

اَذان سے قبل وبعد میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا جواز، بعداز وفات نداء بطورِ استمداد، حکم ذکرِ بالجہر، اذان میں زیادتی کا شبہ، نماز میں ''السلام و علیك یایها النبی'' کہنا انشاء ہے۔

مقامِ ولایت ونبوت

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب 1982ء میں طبع ہوئی، اس کتاب کا سائز 8.5/5.5 ہے، تعدادِ صفحات 218 اور ضخامت تقریباً ایک انچ ہے۔ یہ کتاب انتہائی کم وقت میں مکمل کی گئی اور یہ بھی دراصل شیخ سرفراز گکھڑوی صاحب کی کتاب ''اتمام البرہان'' کے جواب میں تحریر کی گئی۔

اپنی کتاب کو اپنے استاذِ محترم کی طرف منسوب کرتے ہوئے کچھ اس طرح رقم طراز ہیں۔

''میں اپنی اس تالیف کو سب سے پہلے استاذ حضرت علامہ مولانا عبدالمجید اویسی کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، جو میرے سب سے پہلے استاذ ہیں، جنکی بے پناہ شفقتوں سے میں علم دین کو کما حقہ حاصل کرنے کے قابل ہوا۔ آج جب بھی ان کا انداز لطف وکرم یاد آتا ہے تو آنکھیں پُرنم ہوجاتی ہیں۔''(8)

اکابرین اور بزرگان دین سے یہی عقیدت ہے جس کے سبب اللہ کریم نے آپ کو اس قدر خوبیوں سے نوازا ہے۔ اس کتاب میں نبوت و رسالت اور معجزات و کرامات پر اعتراضات کے قرآنِ کریم و احادیثِ مبارکہ و اقوالِ صحابہ و آثارِ تابعین اور ارشاداتِ صالحین کی روشنی میں مدلّل جوابات دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے اب تک دو ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

Marfat.com

تذکرۃ المحدّثین

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب 1977ء میں فرید بک اسٹال لاہور نے شائع کی، کتاب کا سائز 5.5/8.5 ہے، کل صفحات 352 اور ضخامت تقریباً ایک انچ سے زائد ہے۔

اس کتاب میں علامہ موصوف نے محدثین کرام کی خدماتِ علم حدیث اور ان کی مایہ ناز تصانیف کا تعارف انتہائی خوبصورت اور مفصّل انداز میں پیش کیا ہے۔ خصوصاً ائمہ مذاہبِ اربعہ، امام محمد اور امام طحاوی کے حالات وخدمات کو مفصّل اور مدلّل انداز میں لکھا ہے۔ اس کے علاوہ محدّثین کرام جن میں ائمہ صحاح ستّہ کی سوانح اور ان کی کتابوں پر مبسوط و جامع تفصیل مع حوالہ جات رقم کی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کے مقدمہ میں مختلف موضوعات جن میں تعریف و اقسامِ حدیث، حجّیتِ حدیث، ضرورتِ حدیث، تدوینِ حدیث، اقسامِ کتبِ حدیث، طبقاتِ کتبِ حدیث، مراتبِ اربابِ حدیث پر انتہائی جامع ومانع بحث شامل ہے۔

فقیہ ملت مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ المحدثین کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''ترجمے سے پہلے حضرت مولانا علّامہ غلام رسول صاحب سعیدی مدظلہ کا ایک بہت مفید مقدمہ ہے، جس میں ابتداً امام بخاری کے احوال بہت جامعیت کے ساتھ لکھے گئے ہیں پھر ان کی اس کتاب کے خدوخال کو بہت ہی محققانہ طریقہ پر بیان کیا گیا ہے۔ اخیر میں منکرینِ احادیث کے رَد کے لئے حدیث کا حجّت ہونا بڑے ہی مدلّل طور پر بیان کیا ہے، پھر اس ضمن میں تدوینِ حدیث کی مختصر تاریخ پیش کی ہے، اخیر میں اصطلاحاتِ حدیث کو درج کیا ہے۔ یہ مقدمہ بہت جامع اور اہم ہے۔ میں نے اپنی اس کتاب میں ان کے مقدمہ سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے۔''(9)

منشاء تابش قصوری تذکرۃ المحدّثین کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ حسین وجمیل علمی وتحقیقی تصنیف حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب سعیدی کے قلم کا وہ عظیم شاہکار ہے جس نے نہ صرف دورِ حاضر کی ایک اہم ضرورت کو پورا کر دیا ہے

Marfat.com

بلکہ اس کاوش سے مستقبل کا مورخ استفادہ کیے بغیر نہ رہ سکے گا۔اس زندہ وجاوید کتاب پر بصیرت افروز تعارف سونے پر سہاگہ کا مصداق ہے جو حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی کے فکر ونظر کی گہرائی وگیرائی پر دال ہے۔"(10)

مقالاتِ کاظمی

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ طریقت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مقالات جو مختلف اخبارات وجرائد میں شائع ہوئے ،انہیں یکجا کر کے انتہائی جانفشانی سے چار جلدوں میں بعنوان "مقالاتِ کاظمی" مرتب کیا۔جلد اوّل کے کُل صفحات 538 ہیں ،جسے کاظمی پبلیکیشنز ملتان نے آٹھویں مرتبہ مارچ 2013ء میں شائع کیا،جس سے اس کی مقبولیت اور اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اس کی ابتداء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کی سوانح اور خدمات کے عنوان سے بیس صفحات پر مشتمل انتہائی جامع ومانع تحریر رقم کرتے ہیں جس میں آپ کی سوانح ،ابتدائی حالات،تدریسی خدمات، ملتان میں انوار العلوم کا قیام ،تحریک پاکستان اور جمعیت علماء پاکستان میں حضرت کا کردار، جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں محکمہ اوقاف کی طرف سے بحیثیت شیخ الحدیث کی تقرری ،علامہ صاحب کے معرکۃ الآراء مناظرے اور تصانیف وتلامذہ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

تاریخِ نجد وحجاز

مفتی عبداللہ نورانی زید مجدہ نے دوران انٹرویو فرمایا:

"علامہ سعیدی صاحب کی اور ایک کتاب "تاریخ نجد وحجاز" ہے آپ نے یہ کتاب جامع نعیمیہ لاہور میں دوران تدریس مرتب کی ، جب اس کے چھپوانے کے لئے مشورہ کیا تو بعض احباب نے کہا کہ آپ نے اب تک حج کی سعادت حاصل نہیں کی اور اس کتاب میں نجدیوں کے دجل وفریب کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اگر آپ کے نام سے یہ کتاب شائع ہو جائے تو سعودی حکومت آپ پر پابندی لگا دے چنانچہ اس وجہ سے آپ نے اس کتاب کو مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے نام سے شائع کیا۔"(11)

Marfat.com

اس بات کی تائید آپ رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''علامہ شامی نے نجدیوں کو بھی خارجی قرار دیا ہے، اس مسئلہ پر تاریخ نجد وحجاز میں ہم نے مکمل بحث کردی ہے۔''(12)

اس کتاب کا موجودہ نسخہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے نام سے جون 2013ء میں نورانی کتب خانہ کراچی نے شائع کیا اس کتاب میں 484 صفحات ہیں اور اس کتاب میں ٹھوس دلائل کے ساتھ اخبارات ورسائل کے حوالہ جات کے ساتھ تاریخ پر بحث کی گئی ہے، صرف ایک باب میں عقائد سے بحث کا بیان ہے۔

مفصّل تعارف وخصوصیات ومنتخب مباحث

- شرح صحیح مسلم
- تبیان القرآن
- نعمۃ الباری/نعم الباری
- تبیان الفرقان

شرح صحیح مسلم کا تعارف وخصوصیات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف ''شرح صحیح مسلم'' کے نام سے موسوم ہے، جو کہ سات ضخیم مجلّدات اور تقریباً آٹھ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ ایک جلد پر فہرست اور دیگر ابحاث رقم کی گئی ہیں اور اسے آٹھویں جلد قرار دیا گیا ہے۔ یہ شرح دراصل علوم جدیدہ وقدیمہ، روایت ودرایت، جرح وتعدیل، ناسخ ومنسوخ، صرفی ونحوی قواعد سے مسائل کا استنباط، مذاہبِ اربعہ کی امہات کتب سے کثرتِ حوالہ جات، راجح ومرجوح اقوال وغیرہ وغیرہ الغرض علوم اسلامی کا عظیم شاہکار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شرح کا آغاز 1980ء میں کیا اور تقریباً 1994ء میں یہ تحقیق وتدقیق اور علم وفقہ کا انسائیکلوپیڈیا اپنے اختتام کو پہنچا، جو کہ بھرپور انداز میں اہلِ علم اور تشنگانِ علم کو سیراب کررہا ہے۔

شرح صحیح مسلم کے چند خصائص:

Marfat.com

شرح صحیح مسلم کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1۔ احادیث کا عام فہم، سلیس، آسان اور بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔

2۔ قدیم شروحات کی روشنی میں ہر باب کے آغاز میں اس باب کے بارے میں اور اس کی ترتیب پر کلام کیا گیا ہے۔

3۔ اصولِ حدیث کو احادیث کے ردّ وقبول کا معیار بنایا گیا ہے اور فنِ حدیث پر بحث کی گئی ہے۔

4۔ ہر مسئلہ کی تحقیق میں سب سے پہلے آیاتِ قرآنیہ، پھر احادیثِ صحیحہ، آثارِ صحابہ و تابعین، مذاہبِ آئمہ اربعہ، متقدمین ومتاخرین کی عبارات سے استشہاد اور آخر میں ذاتی موقف پر دلائل وبراہین لے کر آئے ہیں۔

5۔ اس شرح کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ اکثر مسائل کی تحقیق میں فقہ حنفی کی دیگر مذاہب پر ترجیح کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

6۔ منکرین حدیث اور مستشرقین کے اعتراضات وشبہات کا عقلی ونقلی دلائل سے رَد کیا گیا ہے۔

7۔ علمی اختلاف کی صورت میں شائستہ اور نرم روش اختیار کی گئی ہے۔

8۔ عصرِ حاضر سے متعلّق مسائل پر بڑی مفصّل گفتگو کی ہے مثلاً فوٹوگراف، ویڈیو، ٹیلی ویژن، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلو پیتھک ادویہ کا استعمال، انتقالِ خون، اعضاء کی پیوند کاری، ضبطِ تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رؤیتِ ہلال، سود اور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز وروزے کے احکام اور ان جیسے بیشتر عصری مسائل پر انتہائی مدلّل اور محققانہ انداز میں بحث کی گئی ہیں۔

9۔ کئی مقامات زیرِ بحث مسئلہ پر آئمہ اربعہ کے مذاہب کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اور ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں۔

10۔ احادیث سے مستنبط ہونے والے فوائد ومسائل بھی مختصراً ذکر کیے ہیں۔

Marfat.com

11۔ اہلسنت و جماعت کے عقائد و معمولات کی تشریح وتوضیح اور مخالفین کی مہذب گرفت کے ساتھ ساتھ عقائد میں غلو سے احتراز کیا گیا ہے۔

12۔ کئی مقامات پر اپنے مسلک کے امام مولانا احمد رضا خان سے شدید علمی اختلاف کر کے ان کی مخالفت میں دلائل دے کر اس جمود کو توڑا ہے کہ ''کلام الامام، امام الکلام''

13۔ اکابرین مفسرین وشارحین کے مسامحات پر باوقار تنقید اور تتبع بھی کیا ہے۔

14۔ تمام شروحات کی تحقیق کا نچوڑ بڑی عرق ریزی سے پیش کیا ہے۔

اسلوبِ شرح

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اُسلوب یہ ہے کہ وہ ہر باب کے بیشتر احادیث کو یکجا کر کے ان کا بامحاورہ اور سلیس اُردو ترجمہ تحریر فرماتے ہیں، بعدازاں مختلف عنوانات کے تحت ترجمہ کردہ احادیث کی شرح اور اِن سے تعلّق رکھنے والے مباحث پورے شرح وبسط کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے معتمد شارحینِ حدیث کے اقوال کو مکمل حوالہ جات کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور حدیث کے ماتحت گفتگو کرتے ہوئے زیرِ بحث مسئلہ پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے استشہاد کرنے کے ساتھ ساتھ اکابرین کے پیش کردہ دلائل پر بحث ونظر اور ان سے اختلاف کی صورت میں اپنے موقف کی تشریح کرتے ہیں۔ چنانچہ مفتی محمد تقی عثمانی، علامہ سعیدی علیہ الرحمۃ کی تحریر کے بارے میں لکھتے ہیں:

''فاضل مؤلف کا اسلوب یہ ہے کہ وہ ایک باب کے بیشتر احادیث ایک ساتھ ذکر کر کے ان کا اُردو ترجمہ تحریر فرماتے ہیں، پھر ان احادیث سے تعلّق رکھنے والے مباحث پورے شرح وبسط کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔''(13)

اس ضمن میں قاری عبدالمجید شرقپوری (برطانیہ) شرح صحیح مسلم پر اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں:

''علامہ کا شرح صحیح مسلم میں اسلوب یہ ہے کہ آپ جس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں تو پہلے قرآنِ مجید کی آیات سے استدلال کرتے ہیں، پھر احادیثِ صحیحہ سے استشہاد کرتے ہیں،

Marfat.com

پھر آئمہ اربعہ کے اقوال ان کے اصل ماخذ سے پیش کرتے ہیں اس کے بعد اس پر اٹھنے والے جدید وقدیم اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں، اس کتاب کو پڑھنے سے قاری کو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اس کو لکھتے وقت صدہا کتابوں کا عمیق مطالعہ کیا ہے۔'' (14)

اندازِ تحقیق

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب تحقیق انتہائی محتاط ہے آپ سب سے پہلے کسی بھی مسئلہ میں اسلام کے اولین ماخذ قران مجید سے رجوع کرتے ہیں پھر احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ وتابعین سے مختلف آراء جمع کرتے ہیں اس کے بعد آئمہ اربعہ کی امہات کتب سے استشہاد پیش کرتے ہیں اور مذاہب فقہاء کے دلائل کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت کرتے ہیں پھر اکثر جگہ احناف کے موقف کی برتری کو واضح کرتے ہیں اور آخر میں اپنا ذاتی نظریہ پیش کرتے ہیں علامہ سعیدی صاحب کی شرح صحیح مسلم در حقیقت فقہ کا انسائیکلو پیڈیا ہے اس پر نقد وتبصرہ اور اظہار رائے کرنا یقیناً ناممکن تو نہیں پر مشکل ضرور ہے:

''میں جس مسئلے میں کوئی رائے قائم کرتا ہوں تو اس کی بنیاد قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اجماع وقیاس سے بھی استدلال کرتا ہوں، ان مسائل سے مراد عصری مسائل ہیں، امام ابوحنیفہ جن مسائل کا استنباط کر چکے وہ مفروغ عنہا ہیں البتہ امام ابوحنیفہ سے جن مسائل میں دیگر اکابر احناف نے دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے ان کا معاملہ الگ ہے، یا جن مسائل میں ضرورت کی بنیاد پر دوسرے ائمہ کے اقوال پر فتوٰی دیا ان کا معاملہ جدا ہے تاہم بالفرض اگر کسی مسئلے میں میری رائے قرآن، حدیث یا اجماع مجتہدین کے خلاف ہو تو میری رائے کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اصل حجت قرآن، حدیث اور اجماع مجتہدین ہے۔'' (15)

عصری مسائل

اس کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت اور علماء متقدمین اور محققین کی عبارات کی روشنی میں عصر حاضر کے مسائل جیسے فوٹو گراف، ویڈیو، ٹیلیویژن، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز،

Marfat.com

پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلو پیتھک ادویہ، انتقالِ خون، اعضاء کی پیوندکاری، ضبطِ تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رؤیتِ ہلال، سوداور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نمازوروزے کے احکام وغیرہ پر جامع گفتگو کی گئی ہے۔

چنانچہ مفتی تقی عثمانی مزید لکھتے ہیں:

''اس سلسلے میں فاضل مؤلف نے صرف روایتی بحث پر زور دینے کے بجائے ان مسائل پر زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، جو ہماری عصرِ حاضر سے متعلّق ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں انہوں نے فوٹو گراف، ریڈیو، ٹیلیویژن، ویڈیو، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلو پیتھک ادویہ، انتقالِ خون، اعضاء کی پیوند کاری، ضبطِ تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رؤیتِ ہلال، سوداور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز و روزے کے احکام اوراس جیسے بہت سے عصری مسائل پر عالمانہ بحثیں کی ہیں۔''(16)

معروضی طرزِ تحقیق

معروضی طرزِ تحقیق یہ ہے کہ کسی بھی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے خالی الذہن ہوکر نصوصِ قرآن وحدیث، آثارِ صحابہ وتابعین اور اقوالِ ائمہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی مسئلہ پر گہرائی و گیرائی سے غوروخوض کرے اور اُس کے بعد جو نتیجہ اس کے قلب وذہن پر منکشف ہو اُس کا من وعن اظہار کرے۔ یہ بات قابلِ تعریف ہے کہ علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا اندازِ استدلال ''معروضی تحقیق'' کے مطابق ہے۔ چنانچہ مفتی منیب الرحمٰن لکھتے ہیں:

''میں دورانِ تصنیف مصنف سے انتہائی فکری قرب کی بناء پر شرح صدر کے ساتھ بہ بانگِ دہل یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اس کتاب کی تصنیف اور ترتیب وتسوید کے دوران مصنف کا اندازِ فکر سو فیصد معروضی رہا ہے۔''(17)

چنانچہ مفتی تقی عثمانی، علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی اندازِ تحریر کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ بات واضح اور قابلِ تعریف ہے کہ ان کا اندازِ استدلال اوراسلوبِ بیان

Marfat.com

''معروضی تحقیق'' کے شایانِ شان ہے۔''(18)

اندازِ تنقید

علامہ سعیدی صاحب نے نہ صرف اجتہادی صلاحیتوں سے بہت سے نئے مسائل پر بے مثال تحقیق کی ہیں بلکہ بعض اکابرین کے تسامح پر بھی ان کی شائستہ گرفت کی ہے، آپ جب کسی مسئلہ میں دوسروں سے اختلاف کرتے ہیں تو اپنے موقف پر بکثرت عقلی اور نقلی دلائل پیش کرتے ہیں اور جس کا تعاقب کرتے ہیں اُس کا بڑی عزت اور احترام سے ذکر کرتے ہیں، شمس الائمہ علامہ سرخسی حنفی کا نظریہ یہ ہے کہ اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو عورت کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا جائز ہے اور حضرت علامہ کے نزدیک مواضع ضرورت کے علاوہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ بھی واجب الستر ہے۔ اس مقام پر علامہ سرخسی سے اختلاف کرتے ہوئے علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ہم علامہ سرخسی کی گردِ نعلین کو بھی نہیں پہنچتے، فقہ حنفی کی خدمت کر کے علامہ سرخسی نے جو ملّت اسلامیہ پر عظیم احسان کیا ہے اس کے بوجھ سے ہم کبھی سَر نہیں اُٹھا سکتے، لیکن علامہ سرخسی کے تمام علم و فضل کے باوجود ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو ستر سے مستثنیٰ کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکمل عورت کو بغیر کسی استثناء کے واجب الستر قرار دیا ہے۔''(19)

اس کی تائید مفتی تقی عثمانی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''انہوں نے اسلامی علوم پر تمام متداول کتابوں سے کسی مذہبی تعصّب کے بغیر استفادہ کیا ہے اور جہاں کہیں کسی دوسرے مصنّف پر تنقید کی ہے، وہاں بھی اپنے قلم کو جارحیت کے داغ سے محفوظ رکھتے ہوئے محض علمی تنقید کا راستہ اپنایا ہے۔ مسائل کی تحقیق میں بھی انہوں نے وہی راہ اختیار کی ہے، جو ان کو اپنے قلب و ضمیر کے مطابق دلائل سے زیادہ قریب نظر آئی، چنانچہ انہوں نے بعض فقہی مسائل میں مولانا احمد رضا خاں صاحب سے بھی دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔''(20)

Marfat.com

فقہی مذاہب کا بیان

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث سے متعلقہ مباحث ومسائل کی کتبِ تفسیر وحدیث سے ائمہ مفسرین اور محدّثین کی باحوالہ تصریحات نقل کرتے ہیں اور علم فقہ کے موضوعات پر فقہاء کرام کی آراء باحوالہ نقل کرتے ہیں۔ کئی مقامات پر علامہ صاحب نے زیرِ بحث مسئلہ پر ائمہ اربعہ کے بالتفصیل مذاہب بھی بیان کیے ہیں اور اس سلسلے میں ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں۔

مثال کے طور پر اہلِ علم کے درمیان ایک مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ غیرِ کفو میں لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کی وضاحت میں علامہ سعیدی صاحب نے آئمہ اربعہ علیہم الرحمۃ کے مذاہب اُن کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات کے ساتھ نقل کیے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں صرف ان کتابوں کے نام ذکر کیے جارہے ہیں، جو آپ نے اپنے موقف کی وضاحت کے لئے پیش کی ہیں۔

کتبِ احناف: المبسوط للسرخسی، فتاوٰی قاضی خان، ہدایہ، کفایہ، فتح القدیر، بزازیہ، خلاصۃ الفتاویٰ، مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، الدرالمنتقی علی الملتقیٰ، الدرالمختار، تبیین الحقائق، شرح الکنز، فتاوٰی عالمگیری۔

کتبِ شوافع: کتاب الام للامام الشافعی، المیزان الکبری للشعرانی، روضۃ الطالبین للامام نووی۔

کتبِ مالکیہ: المدونۃ الکبریٰ للتنوخی۔

کتبِ حنابلہ: المغنی لابنِ قدامۃ۔

اور چاروں مذاہب کا ذکر کر کے دلائل و براہین سے فقہٴ احناف کی برتری کو ثابت کیا ہے۔" (21)

اعترافِ حق: علامہ سعیدی صاحب نے شرح صحیح مسلم کے پہلے مطبوعہ کے چھپ جانے کے بعد اس پر نظرِ ثانی کی ساتھ ساتھ آپ کے بعض معاصر نے چند مسائل کی طرف آپ کی توجہ

Marfat.com

مبذول کروائی چنانچہ ان مسائل میں غور وخوض کرنے کے بعد آپ نے اپنے بعض تسامحات سے رجوع کیا خود لکھتے ہیں:

''میں نے اس کتاب میں جو مباحث لکھیں ہیں کہ وہ خوب غور وخوض کر کے لکھیں اور بعض مسائل میں اپنے معاصر علماء کی رائے سے بھی استفادہ کیا ہے، اس کے باوجود میں انسان ہوں اور اپنے آپ کو فکری غلطیوں اور اجتہادی خطاؤں سے مبرا نہیں سمجھتا، صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین نے بھی بعض امور میں اپنی آراء سے رجوع کیا ہے اور یہی للّٰہیت کی نشانی ہے بعض چیزوں میں مجھ پر فکری غلطی واضح ہوئی اور میں نے ان سے رجوع کر لیا، حضرت علامہ سیالوی مدظلہ نے رجم کی بحث میں میری ایک فکری غلطی کی طرف توجہ دلائی تو میں نے اس سے رجوع کر لیا اور جلد رابع کے دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی، میں نے جلد ثالث میں حضرت زینب بنت جحش کو ہاشمی لکھ دیا تھا بعض دوستوں نے اس پر متنبہ کیا کہ وہ تو بنو اسد سے ہیں تو میں نے دوسرے ایڈیشن میں اصلاح کر دی اسی جلد ثالث میں روزے میں انجکشن لگوانے کے مسئلے میں اپنی پہلی رائے سے رجوع کر لیا۔ بعض علما نے متنبہ کیا کہ جلد اول میں، میں نے داڑھی میں قبضے کو واجب لکھا ہے تو میں نے اس سے رجوع کر لیا۔ بہر حال میں شرح صحیح مسلم پر غور وفکر کرتا رہا ہوں اور قبول حق کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہوں، کسی مسئلے میں میرا ذاتی کوئی نظریہ نہیں ہے، میں وہی لکھتا ہوں جو قرآن وحدیث اور سنت سے منکشف ہوتا ہے میں نے جو کچھ پہلے لکھا ہے وہ بھی اللہ کے لئے لکھا تھا اور جس رائے سے رجوع کیا وہ بھی اللہ کے لئے رجوع کیا ہے کچھ کتابت کی اغلاط بھی علم میں آتی رہتی ہیں اور بعد والے ایڈیشنوں میں ان کی اصلاح کر دی جاتی ہے میں اپنی طرف سے اس کتاب کی صحت ودرستگی کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن یہ ایک بندے وبشر کی کوشش ہے اور اغلاط ونقائص سے منزہ نہیں ہے، کامل ذات صرف اللہ کی ہے۔''(22)

شرح صحیح مسلم کے خصوصی مباحث

اسلوبِ شرح اور مختصر تعارف کے بعد سطورِ آئندہ میں شرح صحیح مسلم کے خصوصی

Marfat.com

مباحث کا مفصّل ذکر کیا جارہا ہے تا کہ اس شرح کی دیگر شروحات پر تفوّق و برتری کا بخوبی اندازہ ہو سکے۔

جلد اوّل

شرح صحیح مسلم جلد اول جہازی سائز کے تقریباً 1358 صفحات پر مشتمل ہے، جس میں فہرست مضامین تیس صفحات پر اور مقدمہ 131 صفحات پر مشتمل ہے، اس کے علاوہ کچھ تقاریظ بھی شامل ہیں۔

اس جلد میں کچھ خصوصی مباحث کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے جن میں کتاب الایمان سب سے پہلی کتاب ہے اس میں علامہ صاحب نے ایمان کا لغوی و شرعی معنی، اس بات کی تحقیق کہ کیا اسلام اور ایمان متغایر ہیں یا متحد ہیں، 'رضی اللہ عنہ' علماء و صلحا کے ساتھ کہنے کا جواز، تقدیم کے لغوی و اصطلاحی معانی، ندائے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواز، انجکشن سے روزے ٹوٹنے کی تحقیق، ماتم، تعزیہ اور تقیہ کی حرمت، تعریف و تحقیق، نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحقیق، معراج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لغوی و اصطلاحی معانی کے ساتھ ساتھ مفصّل و مربوط ذکر، نمازوں کی فرضیت، دیدار الٰہی کی تحقیق، شق صدر پر بحث، حاضر و ناظر کا مفہوم، انبیا و اولیاء کا جسم مثالی کے ساتھ آنِ واحد میں متعدد جگہ پر پایا جانا، شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیق۔ کتاب الحیض کے تحت طہارت اور وضو کی مفصّل بحث، داڑھی میں قبضہ پر مختلف نظریے، کتاب الصلوٰۃ کے تحت اذان کی ابتداء اور مشروعیت، اذان سے قبل و بعد صلوٰۃ و سلام کی تحقیق، حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کی تحقیق، آمین بالجہر اور آمین بالسر پر بحث و تمحیص، تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قصداً سلام عرض کرنے کی تحقیق وغیرہ وغیرہ۔

جلدِ ثانی

دوسری جلد تقریباً 1041 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں کتاب المساجد، شفاعت، صلوٰۃ المسافر، فضائل القرآن، جمعۃ المبارک، صلوٰۃ العیدین و استسقاء، کسوف، جنائز اور کتاب الزکوٰۃ پر مفصّل تحقیق کی گئی ہے۔

Marfat.com

خصوصی مباحث میں مسجد کی تعریف وفضیلت اور غیر مسلموں کی مالی اعانت، شفاعت کے لغوی واصطلاحی معانی، مسئلہ شفاعت پر قرآن وحدیث سے دلائل، نسخ پر مفصّل بحث، ویڈیو ٹی وی اور تصاویر کا حکم، ثبوت جنات اور ان کے افعال احوال پر بحث وتمحیص، روایت ''تلک الغرانیق'' پر تفصیلی بحث، کیفیت رفع سبابہ اور مذاہب اربعہ، عذاب قبر پر تحقیق، مستحق امامت کا بیان، قنوت نازلہ پر بے مثال تحقیق، قصر اور مسافت قصر، مدت قصر مسافت کا تفصیلی خاکہ، بحری جہاز، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز، جمع بین الصلوٰتین، رکعات تہجد، تراویح اور وتر کی بحث، بدعت کا لغوی وشرعی مفہوم اور اقسام پر تفصیلی بحث، قرآن مجید کے فضائل وبرکات، آلاتِ غنیٰ اور موسیقی کے احکام، سورج گرہن اور نماز کسوف کا بیان، نماز جنازہ کے متعلقہ مسائل اور غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر دلائل، مزارات پر گنبد، چادر و پھول چڑھانا اور قبر پر نام لکھنے سے متعلقہ مسائل، مسجد میں نماز جنازہ کا حکم، پوسٹ مارٹم کے مسائل، ایلو پیتھک دوائیوں سے علاج، انسانی اعضاء کی پیوند کاری جواز اور عدم جواز پر بحث، والدینِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان پر شاندار بحث، خودکشی کے احکام، شہید کی نماز جنازہ، زکوٰۃ کے لغوی وشرعی معانی اور فلسفہ، زرعی پیداوار اور مختلف اشیاء پر زکوٰۃ، پراویڈینٹ فنڈ پر زکوٰۃ کی تحقیق، صدقہ فطر اور ایصال ثواب سے متعلقہ مسائل پر بحث، گستاخ رسول کا حکم اور گستاخانہ کلام پر بحث، غیر نبی کے لئے صلوٰۃ وسلام پر بحث ونظر شامل ہیں۔

جلد ثالث

تیسری جلد 1194 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں کتاب الصیام، کتاب الاعتکاف، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الرضاع، کتاب الطلاق اور کتاب اللعان شامل ہیں۔

خصوصی مباحث میں روزے کی تعریف وشرائط واحکام، رؤیت ہلال کے مسائل اور مذاہب اربعہ سے دلائل، رؤیت ہلال کے اعلان کا طریقہ مع ریڈیو اور ٹی وی پر دیگر احکام شریعہ کے اعلانات پر عمل کرنا، دائمی مرض اور بڑھاپے کی بناء پر روزے کا فدیہ، یوم

Marfat.com

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی، محفل میلاد کی ابتداء، شوال کے چھ روزوں کی مشروعیت، شب قدر کی فضیلت اور ختمِ قرآن، اعتکاف کا لغوی وشرعی معانی، حج کا لغوی وشرعی معنی، فلسفہ حج، مذاہب اربعہ میں احرام کی کیفیت، اجتہادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فقہاء کا اختلاف، حج کے میقات، تلبیہ کا وقت اور طریقہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعدد ازدواج کی حکمتیں اور اس پر وارد اعتراضات کے جوابات، اجتہاد وتقلید کے لغوی واصطلاحی معانی، تقلید کی اقسام اور ضرورت تقلید، فقہ حنفی کی ترجیح، اقسام حج میں مذاہب اربعہ، فضیلت قِران، متمتع پر قربانی یا دس روزے کے واجب ہونے کا بیان، تبرکات کی برکات میں فقہاء کی عبارات، تعمیر وتاریخ کعبہ کا مکمل بیان، امام حسین کا بیعت یزید پر موقف، یزید پر لعنت کی بحث، مکہ اور مدینہ کی افضلیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور اور منبر کی فضیلت، قبرِ انور کے عرش سے افضل ہونے کی تحقیق، فضائل وفوائدِ نکاح، نکاح میں مذاہبِ فقہاء، حرمتِ متعہ، تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کا حکم، شیخ ابن تیمیہ کے نظریات، طلاق ثلاثہ کی بحث، رضاعت کے لغوی وشرعی معانی اور احکام، مسئلہ کفو کی مبسوط تحقیق، عدالتی طلاق کے مسائل، مفقود الخبر کی بیوی کا حکم، نان ونفقہ نہ دینے والے شوہر کے احکام، لعان کے لغوی واصطلاحی معانی اور احکام، جمعہ کے دن حج کو حج اکبر کہنے کی تحقیق۔

جلد رابع

چوتھی جلد 911 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں کتاب العتاق، کتاب البیوع، کتاب المساقاۃ، کتاب المزارعات، کتاب الوصیۃ، کتاب النذر، کتاب الایمان، کتاب القصاص، کتاب القیامۃ، کتاب الدیات، کتاب الحدود شامل ہیں۔

خصوصی مباحث میں عتق کے لغوی واصطلاحی معانی۔ اسیرانِ جنگ کی تحقیق، مفہوم مخالف پر بحث، بیع کا لغوی وشرعی معنیٰ، جعلی اشیاء کے بارے میں اسلامی حکم، انعامی بانڈز کی تحقیق، قمار، حقوق کی بیع اور کتاب پر رائلٹی کی تحقیق، مفلس (دیوالیہ) کے لغوی وشرعی معانی، بذریعہ انجکشن نطفے کو رحم میں پہنچانا، قرض کی معافی کے فضائل ومسائل، الکحل کا حکمِ

Marfat.com

شرعی، الکحل آمیز ادویات، پرفیوم، الکحل اور اسپرٹ کے بارے میں مذاہب اربعہ اور مصنف کا موقف، حیلے کی تحقیق، سود کا بیان، وصیت کا لغوی وشرعی معنی، میت کو صدقات کا ایصال ثواب، وقف کا بیان، اولیاء اللہ کی نذر ماننے کا معروف طریقہ، اغلاط العوام اور اصلاحی صورتیں، غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت، ڈاکوؤں اور مرتدوں کے احکام، آلہ قصاص میں مذاہب اربعہ، فقہائے احناف کی نظر میں اقسام قتل، پھانسی کے ذریعے قصاص لینے کا حکم، آلات قصاص میں مصنّف کی تحقیق، عورت کی نصف دیت کی تحقیق، حدود میں عورتوں کی گواہی کی تحقیق، چور کا کٹے ہوئے ہاتھ کو پیوند کرانا، حرمت زنا قرآن وسنت کی روشنی میں، رجم کی تحقیق، حرمت خمر میں مذاہب، تعزیری کوڑوں کی مقدار، اسلام میں بیعت کا تصور، تبدیلی بیعت اور تجدید بیعت کا حکم، قذف کا لغوی وشرعی معنی وحکم، پگڑی پر بحث ونظر، مرتد کے قتل کی بحث، اسلامی حدود پر اعتراضات کے جوابات، سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکیت، کمیونزم اور سوشلزم کا تعارف اور بحث، بینک کے سود کی تحقیق۔

جلد خامس

پانچویں جلد میں 982 صفحات ہیں۔ کتاب الاقضیہ، کتاب الجہاد والسیر، کتاب الامارۃ کی توضیح وتشریح شامل ہیں۔

خصوصی مباحث میں قضا کا لغوی وشرعی معنیٰ، منصب قضا کی فضیلت واہمیت، قضا و اجتہاد کے مباحث، عوام وفقہا کی تقلید کا فرق، رشوت کی تحقیق اور شرعی حکم، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بشر اور نور ہونے کی تحقیق، خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علم غیب کی تحقیق، قضا کے ظاہر و باطن نافذ ہونے کی تحقیق، لذت وآسائش کے لئے مال خرچ کرنے کی تحقیق، مجتہد و مقلدین کے درجات، فاتحہ، چہلم، عرس وغیرہ کے دنوں کی تعین وتخصیص پر دلنشین تحقیق، شہادت کی لغوی واصطلاحی تعریف واقسام وحکم، گناہ صغیرہ وکبیرہ کی تحقیق، عورت کی شہادت کی تحقیق، لقطہ کی تعریف واقسام وحکم، مہمان نوازی وضیافت وخاطر مدارات کی تفصیل، جہاد کا لغوی وشرعی معنیٰ واحکام واقسام، ہجرت کی تحقیق، عہد کی اقسام اور عہد شکنی کی حرمت،

Marfat.com

حدیث ردِّ شمس کی تحقیق، جنگی قیدیوں کو بلا معاوضہ احساناً رہا کرنے کی تحقیق، مال فئے وغنیمت کے متعلق بحث، مسئلہ فدک، حدیث لانورث پر سیر حاصل بحث، مسئلہ خلافت، مسئلہ خلافت صدیق اکبر پر عمدہ تحقیق، غزوہ بدر میں فرشتوں کا نزول، قیام تعظیمی کی تحقیق، اہل کتاب کے ذبیحہ پر جامع بحث، اہل کتاب عورتوں سے نکاح کے متعلق احکام، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطوط کافر بادشاہوں کے نام، غزوہ حنین، غزوہ طائف، غزوہ بدر، فتح مکہ، غزوہ خیبر اور صلح حدیبیہ کا بیان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمّی ہونے کا بیان، غزوہ احزاب واُحد کا بیان، سجدہ شکر کی تحقیق، پردے کی تحقیق، حجاب سے متعلقہ مسائل، خلافت اسلامی اور دور حاضر کی اسلامی حکومت کی تحقیق، جوئے کی تعریف، لاٹری وسٹہ وغیرہ کی تحقیق، بیمہ کی تحقیق، حیات شہداء کی تحقیق، حکمی شہداء کی اقسام، سیدنا امامِ حسین کے خروج کی تحقیق۔

جلد سادس

چھٹی جلد 1262 صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں کتاب الصید والذبائح، کتاب الاضحیہ، کتاب القتل، کتاب الشعر کتاب الرویہ، کتاب الفضائل، کتاب الاشربہ، کتاب اللباس والزینہ، کتاب الادب وغیرہ کی تشریح کی گئی ہے۔

خصوصی مباحث میں شکار کے حلال جانوروں اور ذبیحوں کا بیان، سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کا حکم، بندوق سے مارے ہوئے جانوروں کی تحقیق، سمندر میں مرے ہوئے جانور کی اباحت، گھوڑے اور گوہ کے گوشت کا حکم، ٹڈی اور خرگوش کھانے کا جواز، برقی اور مشینی آلات سے ذبح کا حکم، قربانی کے اوّل وقت میں مذاہب فقہاء، قربانی کا آخری وقت، قربانی کے جانور کی عمریں، قربانی کی کھال، تین دن میں قربانی کا گوشت کھانے میں مذاہب فقہاء، ایصال ثواب کے لئے جانوروں کے ذبح کا حکم، نشہ آور مشروبات کا بیان، خمر کی حرمت پر دلائل ومتعلقہ احکام پر مباحث، بھنگ کا شرعی حکم، تمباکو نوشی کے نقصانات سے متعلق جدید تحقیق، الکحل کی قلیل مقدار کے جواز اور ایلو پیتھک دواؤں اور پرفیوم کے جواز کا بیان، خمر سے علاج کرنے کی حرمت، کھانے پینے کے آداب

Marfat.com

واحکام، آثارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تبرک حاصل کرنا، علم دین کے طلبہ کا اعزاز واکرام اور آداب ضیافت۔ سونے اور چاندی کی حرمت کے متعلق احادیث، کفار وفساق کی مشابہت کے سلسلے میں مصنّف کا موقف، لباس میں انکسار اور موٹے لباس کی تحقیق، غالیچہ اور قالین کا بیان، تکبّر سے کپڑا لٹکانے کی تحقیق، مردوں کے ٹخنے سے نیچے لٹکنے والے لباس کے ممانعت کی تحقیق، مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت، بال رنگنے کی تحقیق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خضاب لگانے کی تحقیق، داڑھی کی بحث، جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت، تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق مصنّف کا موقف، مصنوعی بال لگانے لگوانے، گدوانے اور پلکوں کے بال نوچنے اور نچوانے، دانتوں کو کشادہ کرنے اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کی ممانعت، ادب کا لغوی واصطلاحی معنی، کنیت رکھنے کی تحقیق، انبیاء وصالحین کے نام پر نام رکھنے کا جواز، برے نام رکھنے کی کراہیت، انبیاء ومومنین پر اللہ کے سلام کا بیان، سلام کے فضائل ومسائل، مصافحہ کا شرعی حکم، طب، بیماری، جھاڑ پھونک اور دم کرنے کی تحقیق، تعویذات لگانے کی تحقیق، خون اور کسی دوسری نجس چیز کے ساتھ تعویذ لکھنے کا حکم، جادو کی تحقیق، قرآن مجید اور اذکار مسنونہ سے دم کرنے اور اس پر اُجرت لینے کا حکم، تعلیم قرآن، امامت اذان اور دیگر عبادات پر اُجرت سے متعلق مصنّف کا موقف، سانپ اور دیگر حشرات الارض مارنے کا حکم، گرگٹ کو مارنے کا استحباب، بلّی کو مارنے کی ممانعت، جانوروں کو کھلانے پلانے کی فضیلت، زمانہ کو بُرا کہنے کی ممانعت، شعر پڑھنے اور سننے کا حکم، خواب کی حقیقت اور اقسام کے متعلق علماء کی آراء، سچے خواب کے مراتب اور درجات، بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق علماء کی تصریحات، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب، ہمارے نبی کے افضل الخلق ہونے کا بیان، خلیل وحبیب اور کلیم وحبیب میں فرق کا بیان، معجزے کی تعریف، علم دین پڑھنے پڑھانے کی فضیلت، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النّبیین ہونے کا بیان، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن اخلاق، وحی کا لغوی واصطلاحی معنیٰ اور نزول کی صورتیں، اہل کتاب کی موافقت کرنے کی تحقیق، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرخ لباس پہننے کی تحقیق، مہر نبوت اور اسماء مبارکہ کا

Marfat.com

بیان، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی سوانح اور فضائل و کمالات، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوانح اور فضائل، مسئلہ کفو کی تحقیق، سب صحابہ کی تحریم کی تحقیق، روافض کی تکفیر پر بحث ونظر، مسئلۂ مغفرتِ ذنب۔

جلد سابع

ساتویں جلد میں 1104 صفحات ہیں، اس میں کتاب البر والصلہ، کتاب القدر، کتاب العلم، کتاب التوبۃ، کتاب الصفت المنافقین، کتاب الفتن، کتاب الزہد اور کتاب التفسیر شامل ہیں۔

خصوصی مباحث میں بِر کے لغوی وشرعی معنیٰ، والدین سے حسن سلوک، کرامات اولیاء کی تحقیق، وسیلے کی لغوی وشرعی وضاحت، ندائے یا محمد اور توسل میں علمائے دیوبند کا موقف، صلح رحمی کا حکم اور قطع رحمی کی ممانعت، بدگمانی، تجسّس اور حرص کی ممانعت، متقی کی تعریف، مریض کی عیادت کی فضیلت، مصائب پر اجر ماننے کی تحقیق، عفو وانکساری کی فضیلت، غیبت کی حرمت، اللہ میاں کہنا ناجائز ہے، لعنت کی تعریف اقسام اور لعنت کرنے کی تحقیق، چہرے پر مارنے کی ممانعت، غیر مسلموں کے نابالغ بچے بھی جنت میں ہونگے، تقدیر کا بیان، حضرت آدم وموسیٰ علیہما السلام کا مباحثہ، عصمت انبیاء سے متعلق فقہاء کے نظریات، ملائکہ کی عصمت کا بیان، صلہ رحمی میں عمر میں زیادتی کی تحقیق، جاہلوں کو رئیس اور شیخ بنانے کی مذمت، مسلمانوں میں نیک وبد طریقہ رائج کرنے کا حکم، نیک کاموں کی ایجاد اور اس کی دعوت دینے کا حکم، منافقین کی صفات اور ان کے احکام، قیامت، جنت اور دوزخ کے احوال، بعض دنوں کو منحوس قرار دینے کی تحقیق، بدشگونی کی مذمت میں احادیث کا بیان، شق القمر پر احادیث کی تحقیق، موت کو ذبح کرنے کی تحقیق، بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور ہام کا بیان، قرآن واحادیث سے عذاب قبر پر دلائل، روحوں کی قیام گاہ، زیارت قبور کا بیان، زیارتِ قبور نیز عورتوں کا زیارت کے لئے جانا، کون کہاں مرے گا کل کیا ہوگا؟ کی تحقیق، سماع موتیٰ کی تحقیق، ابنِ اُبی کی نمازِ جنازہ، یاجوج ماجوج کی تحقیق، ابن صیاد کا تذکرہ، دجال کے متعلق

Marfat.com

علمائے اسلام کے نظریات، دجال کی ہلاکت کا بیان، مسجد بنانے کی فضیلت، مسجد میں سُترہ کی بحث، مسجد میں سوال کرنے والے کو دینے کی تحقیق، ریا کاری کی حرمت، مداہنت کی تحقیق، گنہگار کے گناہ کے اظہار کی ممانعت، نور کے معنی کی تحقیق، ملائکہ کی حقیقت کا بیان انسان، جن اور ملائکہ میں جوہرِ ذات کے اعتبار سے کون افضل ہے، کسی کے منہ پر تعریف کرنے کے جواز کی تحقیق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت، یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ندا کا جواز، تفسیر کا لغوی واصطلاحی معنیٰ، تفسیر وتاویل میں فرق، تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کی تحقیق، ایصال ثواب اور مروجہ قرآن خوانی، تراویح میں تکمیل قرآن کے نذرانے کی تحقیق۔

تبیان القرآن کا تعارف وخصوصیات

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم کی تکمیل کے بعد تفسیرِ قرآن بنام ''تبیان القرآن فی تفسیر القرآن'' کی ابتداء کی۔ علامہ صاحب نے 10/رمضان المبارک 1414ھ بمطابق 21/فروری 1994ء کو تبیان القرآن کا آغاز کیا، جو کہ تقریباً 12 سال میں مکمل ہوا اور اس کا اختتام 2006ء میں ہوا۔ دورِ حاضر کی تفاسیر میں تفسیرِ تبیان القرآن ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ یہ تفسیر قرآنِ پاک کی علمی، فقہی، جامع ومانع اور مبسوط وضخیم تفسیر ہے جو کہ بارہ مجلّدات، اس کے ساتھ ساتھ ایک اشاریہ اور ایک فہرست بھی ہے اور تقریباً 12000 صفحات پر محیط ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تفسیر میں ہر جلد کے آغاز میں تمام تر تفصیل یکجا کردی ہے اور اس مجموعہ کو ڈائری کا نام دیا ہے، جس میں ہر جلد کے آغاز واختتام کی تاریخ، تعدادِ صفحات، تصنیف کی کل مدّت اور کام کی مطلوبہ وموجودہ اوسط کا تخمینہ لگایا ہے۔ تبیان القرآن کے چند خصائص سطورِ آئندہ میں درج ہیں۔

تبیان القرآن کے چند خصائص

تبیان القرآن کی بھی وہی خصوصیات ہیں جو ماقبل میں شرح صحیح مسلم کے حوالے سے پیش کی گئی ہیں تاہم تفسیری اعتبار سے چند خصائص درجِ ذیل ہیں۔

Marfat.com

1۔ آیاتِ مبارکہ کا عام فہم، سلیس، آسان اور بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ مفسّرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ خود لکھتے ہیں:

''میں نے قرآن مجید کا ترجمہ تحت اللفظ نہیں کیا اور نہ ہی ایسا کیا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ سے بالکل الگ اور عربی متن کی رعایت کیے بغیر قرآن مجید کے مفہوم کی ترجمانی کی جائے۔ میں نے اپنے آپ کو قرآن مجید کے الفاظ اور عبارت کا پابند رکھا ہے لیکن لفظی ترجمہ نہیں کیا۔'' (23)

2۔ اصولِ تفسیر کو تفسیری روایات کے ردّ وقبول کا معیار بنایا گیا ہے اور فنِ تفسیر و اسرائیلی روایات پر بحث کی گئی ہے۔

3۔ قدیم تفاسیر کی روشنی میں آیات کی مختصر اور جامع تفسیر کی گئی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''تفسیر میں نے اسلام کے مسلّمہ عقائد کو دلائل سے مزین کیا ہے اور قرآن مجید کی جن آیات میں احکام اور مسائل کا ذکر ہے وہاں میں نے تمام فقہی مذاہب کا دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ہمارے متقدمین، مفسرین نے قرآن مجید کی تفسیر میں جو نکات بیان کیے ہیں ان سے میں نے استفادہ کیا ہے لیکن جو بہت بعید نکات ہیں یا دور از کار تاویلات ہیں ان کو ترک کر دیا ہے۔'' (24)

4۔ تفسیر قرآن میں احادیثِ مبارکہ اور آثارِ صحابہ و تابعین سے استدلال کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''میں نے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں زیادہ سے زیادہ احادیث اور آثار کو پیش کروں۔ عام طور پر مفسّرین صرف حدیث کا ذکر کر دیتے ہیں، اس کی تخریج نہیں کرتے۔ میں نے کافی محنت اور جانفشانی کر کے تبیان القرآن میں درج ہر حدیث کی تخریج کی ہے اور اس کا مکمل حوالہ بیان کیا ہے۔'' (25)

5۔ ہر مسئلہ کی تحقیق میں سب سے پہلے آیاتِ قرآنیہ، پھر احادیثِ صحیحہ، آثارِ صحابہ و تابعین، مذاہبِ ائمہ اربعہ، متقدمین و متاخرین کی عبارات سے استشہاد اور آخر میں

Marfat.com

ذاتی موقف پر دلائل و براہین لے کر آئے ہیں۔

6۔ منکرینِ حدیث اور مستشرقین کے اعتراضات وشبہات کا عقلی ونقلی دلائل سے رَد کیا گیا ہے۔

7۔ علمی اختلاف کی صورت میں شائستہ اور نرم روش اختیار کی گئی ہے۔ چنانچہ خود اس پر روشنی ڈالتے ہیں:

''نئے اور تازہ مسائل میں غور وفکر اور اجتہاد کی کافی وسعت اور گنجائش ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں علماء کی آراء مختلف ہوتی ہیں اور جو عالم بھی کسی تازہ اور نئے مسئلہ میں غور وفکر سے اجتہاد کرتا ہے وہ پوری دیانت داری اور خدا خوفی سے اس کے حکم کو دلائلِ شرعیہ سے اخذ کرتا ہے اگر کسی عالم کو اس سے اختلاف ہو تو اس کو دلائل کے ساتھ اپنا نظریہ تو بیان کرنا چاہئے لیکن فریقِ مخالف پر کیچڑ نہیں اچھالنی چاہئے اور طعن وتشنیع سے کام نہیں لینا چاہئے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں لوگوں کا یہ مزاج نہیں ہے، اور لوگوں کا جس شخص سے کسی علمی مسئلہ میں اختلاف ہو، وہ اس کو جاہل، خائن اور اس نوع کے دیگر القابات سے نوازتے ہیں، بلکہ اس کو دین اور ملت سے خارج کرنے سے بھی نہیں چونکتے۔ ان تازہ مسائل میں سے بعض مسائل میں ہمارا دوسرے علماء سے اختلاف ہے لیکن ہم نے اپنا موقف دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان علماء کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں لکھا اور ان کے اعزاز واکرام اور احترام کو پوری طرح قائم رکھا ہے۔''(26)

اُسلوبِ تفسیر

تبیان القرآن کے آغاز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مقدّمہ تفسیر کے عنوان سے وحی کے لغوی و اصطلاحی معنی سے لے کر تفسیرِ قرآن کے لئے ضروری علوم جیسے مختلف اور اہم موضوعات پر انتہائی جامع بحث کی ہے اور یہ مقدمہ تقریباً 90 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد سورہ

Marfat.com

فاتحہ کا آغاز کیا ہے، ہر سورۃ سے پہلے اس سے متعلق تمام تر معلومات کو یکجا کیا ہے، جن میں اس سورۃ کے مختلف اسماء اور ان کی حکمتیں، فضائل، مقامِ نزول، تعدادِ آیات اور مضامین کا مفصّل بیان کیا ہے۔ سورہ فاتحہ کے تعارف کے بعد تعوّذ اور تسمیہ کی مکمّل بحث مع مذاہبِ اربعہ میں نماز اور غیرِ نماز میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ جزءِ قرآن ہونے یا نہ ہونے کا ثبوت اور احکام شرعیہ و مسائل ضروریہ کا مفصّل بیان کیا ہے۔ دورِ حاضر کی ضرورتوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے، ہر آیت کا بامحاورہ اور سلیس اُردو ترجمہ کیا ہے، بعد ازاں آپ نے اپنے ترجمہ کو ''نور القرآن'' کا نام دیا۔ یہ ترجمہ سہل، سلیس، مطلب خیز اور بامحاورہ ہونے کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر کی مروّجہ اُردو زبان کے مطابق ہے، ترجمہ کے بعد اُس آیت یا آیات کے تحت مستند و معتبر قدیم و جدید تفاسیر مثلاً تفسیرِ طبری، تفسیرِ امام ابنِ ابی حاتم، تفسیرِ مجاہد، تفسیرِ مقاتل بن سفیان، تاویلات اہل السنہ لماتریدی، تفسیرِ بغوی، تفسیرِ قرطبی، تفسیرِ کشاف، احکام القرآن اور بالخصوص تفسیرِ کبیر سے براہِ راست اور بلاواسطہ استفادہ کیا ہے۔ مختلف عنوانات کے تحت ترجمہ کردہ آیات کی تفسیر اور ان سے تعلّق رکھنے والے مباحث پورے شرح و بسط کے ساتھ نقل کیے ہیں۔ کسی بھی آیت کی تشریح کرتے ہوئے شارح نے معتمد شارحینِ حدیث کے اقوال کو مکمل حوالہ جات کے ساتھ نقل کیا ہے اور زیرِ بحث مسئلہ پر قرآن کریم کی دیگر آیات اور احادیث صحیحہ سے استشہاد کرنے کے ساتھ ساتھ اکابرین کے پیش کردہ دلائل پر بحث و نظر اور (ان سے اختلاف کی صورت میں) اپنے موقف کی تشریح بھی فرمائی ہے نیز حدیث کے ماتحت آنے والے مباحث و مسائل کے علم تفسیر یا علم حدیث سے متعلق ہونے کی صورت میں اکابر آئمہ مفسرین اور محدثین کی باحوالہ تصریحات پیش کی ہیں اور علم فقہ سے متعلق ہونے کی صورت میں معتمد فقہاء کرام کے اقوال نقل کئے ہیں۔ بلکہ قرآن و سنت اور علماء متقدمین اور متاخرین کی عبارات کی روشنی میں عصرِ حاضر کے مسائل پر بھی انتہائی محقّقانہ بحث فرمائی ہے، اس سلسلے میں فاضل مؤلف نے صرف روایتی بحث پر زور دینے کے بجائے عصرِ حاضر سے متعلّق مسائل پر بڑی مفصل گفتگو کی ہے، چنانچہ فوٹو

Marfat.com

گراف، ویڈیو، ٹیلیویژن، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلوپیتھک ادویہ، انتقالِ خون، اعضاء کی پیوندکاری، ضبطِ تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رؤیتِ ہلال، سود اور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز و روزے کے احکام اور اس جیسے بہت سے عصری مسائل پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ کئی مقامات پر علامہ صاحب نے زیرِ بحث مسئلہ پر آئمہ اربعہ علیہم الرحمۃ کے بالتفصیل مذاہب بھی بیان کیے ہیں اور اس سلسلے میں ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ نیز زیرِ بحث آیت سے مستنبط ہونے والے فوائد و مسائل بھی تفصیل کے ساتھ ذکر کیے ہیں نیز متعلقہ موضوع کے ماتحت اہلسنت و جماعت کے عقائد و معمولات کی مدلل تشریح اور مخالفین مذہب کی مہذب گرفت کرنے کے ساتھ ساتھ مفسرین و شارحین کے تسامحات پر باوقار تنبیہات اور تتبع بھی کیا ہے۔

درحقیقت تبیان القرآن میں جہاں علومِ جدیدہ وقدیمہ، نقل واصل، روایت ودرایت، تحقیق ونقد وغیرہ وغیرہ پر ابحاث موجود ہیں۔۔وہیں علامہ موصوف کا ذاتی اجتہاد، علماء متقدمین ومتأخرین سے اختلافِ رائے اور اکابرین کی تحقیق کا علمی رد، کثرتِ حوالہ جات، اصولی وفنّی ابحاث، صرفی ونحوی قواعد کے انطباق سے نتائج کا اختلاف، کلامی وعلمی مسائل میں علامہ موصوف کے ذاتی اصولوں کے ماتحت راجح ومرجوح اقوال میں رَدوقبول کا معیار، جدید مسائل میں تطبیق واختلاف کی نوعیت وکیفیت، مشاہداتی وتجرباتی اقوال میں علامہ موصوف کے تفردات واجتہادات، فقہی مسائل میں مذاہبِ اربعہ کی امہات الکتب سے استشہاد اور فقہ حنفی کا دیگر مسالک پر تفوّق وبرتری پر دلائل وبراہین کے ساتھ ساتھ تفسیری محاسن وکمالات اور تحقیق وتدقیق سے مرقّع ومسجّع ہے۔

تبیان القرآن، خود مفسر کی نظر میں

تفسیر تبیان القرآن کو لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اس کی وضاحت کرتے ہوئے مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ہمارے علماء متقدمین نے تفسیر کے موضوع پر اس قدر زیادہ اور عظیم کام کیا ہوا ہے کہ

Marfat.com

اس پر کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوسکتا' البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے علماء کی زیادہ تر کاوشیں عربی زبان میں ہیں جن تک عام اردو دان طبقہ کی رسائی نہیں ہے تو اس بات کی بے شک ضرورت تھی کہ علوم اور معارف کے ان جواہر پاروں کو سہل اور عام فہم انداز میں جدید اسلوب نگارش کے مطابق اردو زبان میں منتقل کر دیا جائے۔ اسی طرح قرآن مجید کے تراجم کا حال ہے، ہمارے بزرگ علما نے اپنے اپنے زمانے میں اس دور کی زبان کے مطابق قرآن مجید کے مفاہیم کو اردو زبان میں منتقل کیا اور ان کی یہ مساعی بہت قابل قدر بلکہ لائق رشک ہیں۔ لیکن زبان کا اسلوب اور مزاج وقت کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے' اس وجہ سے میں محسوس کرتا تھا کہ اس دور کے اردو پڑھنے والوں کے مزاج' اور اسلوب کے مطابق قرآن مجید کا ترجمہ کرنا چاہیے تا کہ پڑھنے والوں کے لئے وہ ترجمہ اجنبی اور نامانوس نہ ہو''۔(27)

مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن حکیم کا ترجمہ وتفسیر کرتے ہوئے جن تراجم اور تفاسیر کو خاص طور پر پیش نظر رکھا ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ترجمہ میں' مَیں نے زیادہ تر علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ کے ترجمہ ''البیان'' سے استفادہ کیا ہے اور تفسیر میں زیادہ تر احکام القرآن' الجامع لاحکام القرآن' البحر المحیط' تفسیر کبیر' الدر المنثور اور روح المعانی سے استفادہ کیا ہے۔ جدید تفاسیر میں سے تفسیر منیر' مراغی' فی ظلال القرآن اور تفسیر قاسمی میرے پیشِ نظر رہی ہیں۔ اسباب نزول کے بیان میں ''جامع البیان'' پر زیادہ تر اعتماد کیا ہے۔ احادیث کی بہت سی کتابیں جن کے ہم پہلے صرف نام سنتے تھے الحمدللہ اب وہ چھپ گئیں ہیں اور ہمیں دستیاب ہیں' میں نے زیادہ تر کوشش کی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں احادیث کو ان کے اصل حوالہ جات کے ساتھ ذکر کروں' اس طرح فقہی مباحث میں مذاہب ائمہ کو ان کو اصل کتابوں کے حوالے کے ساتھ درج کیا ہے۔''(28)

مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کے انداز تحریر اور اسلوب کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''مَیں نے اس تفسیر کو متوسط طریقہ پر لکھا ہے' اس میں بہت زیادہ تفصیل ہے نہ بہت اختصار ہے' مسائل حاضرہ پر میں نے بہت شرح وبسط کے ساتھ ''شرح صحیح مسلم'' میں لکھ دیا

Marfat.com

ہے اسی طرح عبادات اور معاملات پر بھی سیر حاصل بحث اُس میں آ گئی ہے تاہم جو مسائل اور مباحث اس میں آنے سے رہ گئے ہیں ان شاء اللہ ان کا اس میں تفصیل کے ساتھ ذکر کروں گا۔ معاصرین اور عہد قریب کے مفسرین کی تحقیقات اور نگارشات کو میں نے اپنے پیش نظر رکھا ہے اور جہاں میری رائے ان کے ساتھ متفق نہیں ہو سکی میں نے ادب اور احترام کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے۔'' (29)

مزید لکھتے ہیں:

''تبیان القرآن کی تصنیف کے دوران مَیں نے جن تفاسیر سے استفادہ کیا ہے' ان میں سرفہرست امام رازی کی تفسیر کبیر اور علامہ قرطبی کی الجامع لاحکام القرآن ہے' اس کے بعد روح المعانی اور روح البیان ہے اور استدلال میں تائید اور تقویت کے لئے تقریباً تمام دستیاب تفاسیر کے حوالے دیے ہیں' علامہ جلال الدین سیوطی کی الدر المنثور سے بھی میں نے بہت استفادہ کیا ہے' امام ابو منصور ماتریدی کی تفسیر' تبیان کی بارہویں جلد کے دوران طبع ہو کر آئی' اس سے بھی میں جس قدر استفادہ کر سکا' وہ مَیں نے کر لیا ہے۔ تبیان القرآن میں میری خواہش یہ رہی کہ قرآن مجید کی تفسیر میں' میں زیادہ سے زیادہ احادیث و آثار صحابہ کو درج کروں' مجھ سے پہلے مفسرین نے بھی ایسا کیا ہے۔ لیکن میری انفرادیت یہ ہے کہ میں نے تمام احادیث کو ان کے مکمل اور مفصل حوالہ جات کے ساتھ درج کیا ہے اور ہر حدیث کی بھرپور تخریج کی ہے۔ یہ ایک ضروری اور فطری عمل ہے کہ جب کوئی شخص کسی موضوع پر لکھتا ہے تو اس کو بعض مقامات پر اپنے پیش رو مصنّفین سے اختلاف بھی ہوتا ہے اور تقریباً سب صحیح مفسرین نے بعض مقامات پر اپنے پہلوں سے اختلاف کیا ہے' سو یہ چیز ناگزیر ہے لیکن میں نے جہاں بھی اختلاف کیا' ادب اور احترام کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا' اس تفسیر کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ میں نے اس کو بہت آسان اور اس دور کی مروج اردو میں لکھا ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اس کے قارئین کا حلقہ دن بہ دن بڑھتا جا رہا ہے۔ انسان کی معلومات میں روز بہ روز اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اس کی سوچ بدلتی رہتی ہے' ابھی میری زندگی

Marfat.com

میں تبیان القرآن اور شرح صحیح مسلم چھپ رہی ہیں' اس لئے جب کسی مقام پر میری رائے بدل جاتی ہے تو میں اس میں ترمیم کر دیتا ہوں' لیکن ایسا بہت کم ہوا ہے۔''

تبیان القرآن کی تصنیف کی ڈائری

صاحب تبیان القرآن کا یہ اسلوب رہا ہے کہ آپ تفسیر کی ہر جلد کے اختتام پر ایک ڈائری مرتب کرتے ہیں' جس میں ہر جلد کے آغاز اور اختتام کی تاریخ' تصنیف کی کل مدت اور دیگر ضروری باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔اس ڈائری سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تفسیری کام میں تاریخ اور دنوں کا کیا تناسب ہے۔اس کے علاوہ تبیان القرآن کی آخری جلد میں آپ نے مجموعی کام کی تفصیل کو پیش کیا ہے، جو پیش خدمت ہے۔

تبیان کی جلد	فہرست و ماخذ کے بغیر صفحات	مدت و مطبوعہ صفحات	تاریخ ابتداء	تاریخ انتہاء
1	988	18/1024 ماہ	21-2-94	10-8-95
2	798	14/908 ماہ	1-9-95	18-9-96
3	679	12/720 ماہ	22-11-96	18-9-97
4	704	14/733 ماہ	1-12-97	14-3-99
5	797	12/899 ماہ	7-3-99	15-3-2000
6	752	9/832 ماہ 13 دن	18-3-2000	20-12-2000
7	811	8/940 ماہ 15 دن	28-12-2000	12-9-2001
8	765	9/882 ماہ 3 دن	17-9-2001	20-6-2002
9	850	10/991 ماہ 25 دن	23-6-2002	18-5-2003
10	756	10/843 ماہ 5 دن	15-5-2003	24-3-2004
11	831	10, 940 ماہ 7 دن	24-3-2004	1-2-2005

Marfat.com

12	967	1078/11 ماہ 12 دن	2-2-2005	13-1-2006

تبیان القرآن کی چند منتخب ابحاث

تبیان القرآن فی تفسیر القرآن کے مختصر تعارف کے بعد اب سطورِ آئندہ میں تبیان القرآن کی چند ابحاث کو زیرِ بحث لایا جائے گا۔ جیسے:

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۙ (31)

ترجمہ: (اللہ نے) آپ پر کتاب کو حق کے ساتھ نازل فرمایا جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس میں تورات اور انجیل کو نازل فرمایا۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ سعیدی نے تورات اور انجیل کا بیس (20) صفحات پر مشتمل تفصیلی تعارف پیش کیا ہے۔ (32)

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ (33)

ترجمہ: پھر اس نے (اپنی شان کے لائق) عرش پر استواء فرمایا۔

اس آیت کے ذیل میں مفسّر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذاتی اجتہاد اور آثار کی روشنی میں دس (10) صفحات زینتِ قرطاس کیے ہیں۔ (34)

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ۔ (35)

ترجمہ: تو تم اہلِ علم سے پوچھا کرو اگر تم نہیں جانتے۔

اس آیت کی تحقیق میں مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلۂ تقلید کی تفصیل بیس (20) صفحات میں پیش کی ہے۔ (36)

اسی طرح اہلِ علم کے درمیان ایک مختلف فیہ مسئلہ یہ بھی ہے کہ آیا غیر کفو میں لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں دونوں آراء پائی جاتی ہیں، علامہ صاحب نے اس مسئلہ کی وضاحت میں انتہائی مفصل و مدلل تحقیق فرمائی ہے۔ جو تقریباً 136 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں علامہ موصوف نے اپنے موقف کی تائید میں گیارہ آیاتِ قرآنِ مجید،

Marfat.com

اور مستند تفاسیر سے 32 مآخذ کی روشنی میں 28 صفحات پر مشتمل دلائل کو پیش کیا ہے۔

مفسر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''یہ قرآنِ مجید کی گیارہ آیات ہیں، جن میں ہم نے غیرِ کفوء میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ ناکارہ اور بے بضاعت شخص پر محض فضل اور احسان ہے کہ اس نے مجھ پر قرآنِ مجید کے ان اسرار کو کھول دیا ہے اور ان آیات سے استنباط اور اجتہاد کی طرف میری فہم کی رہنمائی کی ورنہ مجھ سے پہلے علماء نے صرف اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ سے غیرِ کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے یا سورۂ احزاب کی آیت نمبر 36 کے شانِ نزول سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے اور باقی نو آیات سے اس مسئلہ کے استنباط کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا ہے، جو ایک قطرۂ نیساں کو گہر آبدار بناتا ہے، جو رات کی تاریکی سے نورِ سحر نکال لاتا ہے، وہی قادر قیوم ہے جس نے علم و عمل سے تہی دامن شخص کے دل میں یہ حقائق و معارف پیدا کیے والحمد للہ علی ذالک۔''(37)

مذکورہ بالا مسئلہ پر مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے 16 احادیثِ صحیحہ ذکر کی ہیں جن میں زمانۂ رسالت میں غیرِ کفو میں نکاح کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آئمہ اربعہ علیہم الرضوان کے بالتفصیل مذاہب بھی بیان کیے ہیں اور اس سلسلے میں ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں اور چاروں مذاہب کا ذکر کر کے دلائل و براہین سے فقۂ احناف کی برتری کو ثابت کیا ہے۔ الغرض کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقِ لطیف اور اخذ کردہ بعض نتائج سے علمی اختلاف عین ممکن ہے، لیکن یہ بات قابلِ تعریف و ستائش ہے کہ ان کا اندازِ استدلال اور اسلوبِ بیان ''معروضی تحقیق'' کے مطابق ہے۔ انہوں نے تمام متداول امہات الکتب سے کسی بھی قسم کے مذہبی و مسلکی تعصب کے بغیر استفادہ کیا ہے اور جہاں کہیں کسی دوسرے مصنف پر تنقید کی ضرورت محسوس کی، وہاں بھی اپنے قلم کو غیر اخلاقی جارحیت کے داغ سے محفوظ رکھتے ہوئے محض علمی و تحقیقی تنقید کا راستہ اپنایا ہے۔ مسائل کی تحقیق میں بھی انہوں نے وہی راہ اختیار کی ہے جو ان کو اپنے قلب و ضمیر کے مطابق دلائل سے زیادہ قریب نظر

Marfat.com

آئی، چنانچہ انہوں نے بعض فقہی مسائل میں مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔

تبیان القرآن اور دیگر تفاسیر

تبیان القرآن کی جامعیت اور کاملیت کو واضح کرنے کے لئے ذیل میں چند قدیم تفاسیر کے ساتھ تبیان القرآن کا تقابل پیش کیا جائے گا تا کہ قارئین اس تفسیر کی مقبولیت اور انفرادیت سے آشنا ہو جائیں، ساتھ ساتھ راقم یہ واضح کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے کہ تبیان القرآن دراصل مفسرین اور محدثین کی گزشتہ چودہ سو سال کی محنتوں کا ثمرہ ہے البتہ بعض مقامات پر علامہ صاحب نے علمی و تحقیقی اختلاف کیا ہے، تاہم اپنی چند ابحاث و اجتہاد کی وجہ سے تفسیرِ تبیان القرآن بعض قدیم و معتبر تفاسیر سے منفرد نظر آتی ہے۔

چنانچہ ذیل میں تفسیرِ کبیر اور تبیان القرآن کے تقابل کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

صاحبِ تبیان کا مفسرِ کبیر امام فخر الدین رازی سے علمی اختلاف

(1) سورۂ یونس کی آیت نمبر 90 کے تحت امام رازی نے ترمذی کی ایک حدیث سے فرعون کے منہ میں جبرئیل کے مٹی ڈالنے کی حدیث کی جو تحقیق کی ہے، اس پر صاحبِ تبیان رقمطراز ہیں۔

''امام رازی کے یہ اعتراضات بہت قوی ہیں لیکن ہم احادیث کا خادم ہونے کی حیثیت سے ان احادیث کا تحفظ کریں گے، اور ان کے اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ فرعون اللہ کی آیتوں کا انکار کر کے اور حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کر کے اس درجہ پر پہنچ چکا تھا کہ اب اگر وہ ایمان لاتا پھر بھی اس کے ایمان کو قبول نہ کیا جاتا، اس لئے جبرائیل کو اس وقت اس کے منہ میں مٹی ڈالنے کے لئے بھیجا تا کہ اس پر یہ واضح کر دیا جائے کہ تو اب راندۂ درگاہ ہو چکا ہے اور اب تیرا ایمان لانا مقبول نہیں ہے۔'' (38)

(2) اسی طرح اہلِ بدر کی مغفرت سے متعلق احادیث پر امام رازی کے دلائل کا رد کرتے

Marfat.com

ہوئے صاحبِ تبیان اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام رازی کی بہت بڑی علمی شخصیت ہے اور میں ان کی گردِ راہ کے بھی برابر نہیں ہوں تاہم امام رازی کے اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ بدری صحابہ کو تسلّی دی گئی ہے کہ وہ اپنی مغفرت کے متعلق تشویش میں مبتلا نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سے کفر صادر ہونے نہیں دے گا، اور گناہِ کبیرہ سے بھی ان کو محفوظ رکھے گا اور اگر ان سے گناہ صادر ہو گیا تو مرنے سے پہلے ان کو توبہ کی توفیق دے دے گا۔ اور ان کا بلا اجازت مالِ غنیمت لینا اور پھر اس کے باوجود ان پر عذاب نہ آنا تو اس حدیث کے مؤید اور موافق ہے کیونکہ درخت تک عذاب آنے کے باوجود ان پر اسی لئے عذاب نہیں آیا کہ وہ بدری صحابہ تھے اور لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا تھا کہ بدری صحابہ مغفور ہیں۔ رہا یہ کہ پھر ان کو ملامت کیوں کی گئی اور عتاب کیوں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں عتاب ہونا، آخرت میں مغفرت کے منافی نہیں۔

مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ پہلے دو جواب جو احادیثِ صحیحہ پر مبنی ہیں ان پر امام رازی نے اعتراضات کیے اور ان کو مسترد کر دیا اور جو جواب اور جو تفسیر اُن کی رائے پر مبنی ہے انہوں نے معتمد قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ امام رازی کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ہمارے علم کی ان کے علم کے ساتھ وہی نسبت ہو سکتی ہے جو ذرّہ کو آفتاب کے ساتھ اور قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے، اس کے باوجود ہمیں یہ کہنے میں کوئی تأمل نہیں ہے کہ ہمارے نزدیک اس باب میں وہی تفسیر معتمد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پر مبنی ہے۔'' (39)

(3) ایک اور مقام پر صاحبِ تبیان نے امام رازی سے علمی اختلاف کیا ہے اور امام رازی کے مطابق سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کے ضمن میں اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب کو دیکھا ہوتا تو وہی سب سے بڑی نشانی ہوتی۔ اس کے رَد میں صاحبِ تبیان اپنی تحقیق کو پیش کرتے ہوئے تعجب کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں۔

Marfat.com

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کی آیتِ ''کبریٰ''، یعنی سب سے بڑی نشانی کو دیکھا اور یہ معنی اس کو مستلزم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے رب کو دیکھا، اللہ امام رازی پر رحمتیں نازل فرمائے، نجانے ان جیسے نکتہ شناس اور ظرف بین پر یہ نکتہ کیسے مخفی رہا؟'' (40)

اس طرح کی اور بھی کئی مثالیں ہیں، جنہیں پیش کیا جا سکتا ہے مگر یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

تبیان القرآن کے مصادر و مراجع

کسی بھی کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کتاب کے ماخذ و مراجع کو پڑھنے سے بھی لگایا جا سکتا ہے، چنانچہ ذیل میں اس عظیم تفسیر کے مصادر کا سرسری جائزہ پیش خدمت ہے۔

تبیان القرآن فی تفسیر القرآن کے مصادر و مراجع کا جدول

کتب سماویہ	4
کتب تفاسیر	86
کتب علوم قرآن	3
کتب احادیث	105
کتب شروح حدیث	40
کتب لغت	15
کتب تاریخ، سیرت و فضائل	31
کتب فقہ مذاہب اربعہ	63
کتب شیعہ	9
کتب کلامیہ	12
کتب اصول فقہ	7
کتب اسماء الرجال	16

Marfat.com

کتب متفرقہ	34
کل کتابوں کی تعداد	425

خلاصہ

یہ تفسیر قدیم وجدید تحقیقات کا عظیم علمی وفقہی انسائیکلو پیڈیا ہے۔لہٰذا ضرورت تھی کسی ایسی تفسیر کی ، جو یونیورسٹیز کے اصول تحقیق کے معیار پر پوری اترتی ہو۔اللہ تعالیٰ نے مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے جدید تحقیقی انداز کو اختیار کر کے تن تنہا تفسیر کا اتنا بڑا کام کر دیا۔ یہ انہی کی محنت کا نتیجہ ہے کہ آج ان کے طرز تحقیق کو اختیار کر کے دیگر مصنّفین بھی اپنی کتب میں مکمل حوالہ جات پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، علماء کرام میں تحقیق کا یہ انداز اتنے وسیع پیمانے پر سب سے پہلے انہوں نے ہی اختیار کیا ہے۔

پھر اہم بات یہ ہے کہ کسی بھی دینی موضوع کو تشنہ نہیں چھوڑا، تقریباً ہر موضوع پر لکھا اور بہت خوب لکھا۔ بہر حال تفسیر تبیان القرآن کو سینکڑوں امہات الکتب کی اہم مباحث کا بہترین اجتہادی انسائیکلو پیڈیا قرار دیا جا سکتا ہے۔تبیان القرآن کی خصوصیات اور جدید و قدیم تفاسیر سے تقابل کے ساتھ ساتھ صاحبِ تبیان القرآن کا اُسلوبِ تحقیق اور تحقیق کی خوبیاں پیش کی گئی ہیں۔ ہوسکتا ہے قارئین کو راقم سے علمی اختلاف ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ تفسیر اُردو زبان کا عظیم شاہکار اور ایک انسائیکلو پیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔اس کتاب میں طوالت کے پیشِ نظر اس عظیم علمی خدمت کا صحیح معنوں میں حق تو ادا نہ کیا جا سکا لیکن تحقیق و جستجو کے متلاشی حضرات کے لئے یہ مختصر مگر جامع تحریر روشنی کی ایک کرن کی مانند ہے، جس پر مختلف انداز سے مزید تحقیقی کام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اس تفسیر کے محاسن ومحامد کو واضح کیا جا سکے۔

نوٹ: اس پر مزید مطالعہ کے لئے راقم کا مضمون ''تبیان القرآن اور علامہ غلام رسول سعیدی'' التفسیر شمارہ 23 کا مطالعہ مفید رہے گا۔

Marfat.com

نعمۃ الباری/نعم الباری شرح صحیح البخاری کا تعارف وخصوصیات

حضور قبلہ سعید ملت علیہ الرحمۃ نے تبیان القرآن کی تکمیل کے بعد 18 جنوری 2006ء کو امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (م256ھ) کی مشہور ومستند کتاب، کتاب اللہ کے بعد اولین ماخذ، ''المسند الصحیح الجامع المعروف بہ صحیح البخاری'' کی شرح کا آغاز ''انعام الباری'' کے نام سے کیا اور اسکی پہلی جلد دسمبر 2007ء میں طبع ہوئی۔ ابتدائی چار جلدیں فرید بک اسٹال لاہور سے طبع ہونے کے بعد آپ کو علم ہوا کہ مفتی تقی عثمانی صاحب بھی اس نام سے بخاری کی شرح پر کام کر رہے ہیں، چنانچہ آپ نے اس کا نام بدل کر ''نعمۃ الباری'' رکھ دیا۔ سات جلدوں تک اس کا معاہدہ فرید بک اسٹال سے رہا، پھر آٹھویں جلد 15 ستمبر 2010ء بروز بدھ، کو شروع کی اور ضیاء القرآن پبلی کیشنز سے اس کی آٹھویں جلد سے لے کر سولہویں جلد تک بنام ''نعم الباری'' طباعت کے مرحلہ سے آراستہ ہوئیں۔ 1 رجب 1435ھ 1 مئی 2014 بروز جمعرات ''نعم الباری شرح صحیح البخاری'' کی سولہویں اور آخری جلد مکمل ہوئی۔ مکمل صحیح بخاری کی شرح کی تکمیل تقریباً 8 سال 3 ماہ اور 13 دن میں ہوئی۔

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری 16 ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے ہر جلد کے آغاز میں تقریباً 50 صفحات پر مشتمل فہرست ہے اس کے بعد خطبہ کتاب عربی اور اردو میں دیا گیا ہے۔ پہلی جلد میں مقدمہ میں حدیث کی تعریف واقسام، ضرورت، حجیت، تدوین، انواع اور مصلحات حدیث کا تعارف تقریباً 70 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد امام بخاری کی سوانح رقم کی گئی ہے اس کے ساتھ ساتھ صحیح بخاری کا تعارف، وجہ تالیف، تسمیہ، اسلوب، شرائط، تعلیقات کے اسباب واقسام، شرائط، تراجم ابواب، صحیحین کا موازنہ، صحیح بخاری کی شروحات اور ان کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ہر جلد کے آخر میں ماخذ ومراجع کی فہرست اور ایک ڈائری نقل کی گئی ہے تاکہ کام کی رفتار کا اندازہ دیا جاسکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام جلدوں میں سب سے پہلے کتاب اور عنوان کی لغوی اور شرعی معانی کی وضاحت کی ہے اس

Marfat.com

کے لئے آپ نے مشہور لغات کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث کا بھی التزام کیا۔ چونکہ امام بخاری ترجمۃ الباب سب سے پہلے قائم کرتے ہیں اور پھر اس عنوان کے تحت احادیث بیان کی جاتی ہیں چنانچہ شارح نے بھی اسی اصول کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ باب کی سابقہ باب کے ساتھ مناسبت کو بھی ذکر کیا ہے۔ مکمل حدیث ذکر کرنے کے ساتھ اس کی تائید وتردید میں بھی روایات نقل کرتے ہیں اس سے متعلقہ آیات کو ذکر کرتے ہیں، تخریج حدیث کا جو اسلوب قدیم مصنّفین کے ہاں ملتا ہے کہ وہ احادیث بغیر تخریج کے ذکر کرتے ہیں لیکن اس شرح میں اس سے ہٹ کر تمام احادیث کو تخریج کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور ایک خوبی یہ ہے کہ وہ حدیث جتنی بھی کتب میں ہوں اس کے حوالے دیئے گئے ہیں حدیث کے بیان کے ساتھ اسماء الرجال کا بھی ترجمہ کرتے ہیں اور معروف کتب سے رجال کا تعارف اور احوال بھی ذکر کرتے ہیں، اگر دو احادیث متعارض ہوں تو ان کے درمیان تطبیق دیتے ہیں اور ایک حدیث کی شرح میں کئی کتابوں سے احادیث نقل کرتے ہیں، جہاں کہیں محدثین کا اختلاف ہو ان کی وجہ اختلاف اور اعتراضات کو رفع کرتے ہیں اس سلسلے میں قدیم شروحات کے ساتھ ساتھ معاصرین کے کام کا جائزہ بھی پیش کرتے ہیں۔ مذاہب اربعہ کے مختلف اقوال ذکر کر کے مذہب حنفی کا تفوق وبرتری ظاہر کرتے ہیں جہاں کہیں ضرورت ہو کسی ایسے مسئلہ پر جو آپ کی سابقہ کتب میں مفصل بیان کیا گیا ہو، وہاں اس کتاب سے رجوع کرنے کے لئے اشارہ دیتے ہیں۔ ہر کتاب کی شرح کے اختتام پر مکمل تعداد حدیث باعتبار اقسام بیان کرتے ہیں اور دعائیہ کلمات پر کتاب کا اختتام کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے، موافقین کے لئے اسے موجب استقامت بنائے اور مخالفین کے لئے اس کو سبب ہدایت بنائے اور جس طرح کتاب الصیام کی شرح مکمل کرائی ہے، اسی طرح پوری صحیح البخاری کی شرح مکمل کرادے۔ میرے والدین کی، میرے اساتذہ اور میرے احباب کی، میرے تلامذہ کی اور میرے

Marfat.com

قارئین کی مغفرت فرمادے (امین یارب العالمین)۔" (41)

پہلی جلد کے اختتام پر ماخذ کی تعداد 224 ہے جبکہ سولہویں جلد کے اختتام پر ماخذ کی کل تعداد 490 ہے۔

شارح صحیحین رحمۃ اللہ علیہ ساتویں جلد کے آخر میں لکھتے ہیں۔

"اس وقت کراچی میں صحیح بخاری کی تین اردو شروحات لکھی جارہیں ہیں، دارالعلوم کراچی میں شیخ تقی عثمانی انعام الباری کے نام سے شرح لکھ رہے ہیں، جامعہ فاروقیہ کراچی میں شیخ سلیم اللہ خان کشف الباری کے نام سے لکھ رہے ہیں اور دارالعلوم نعیمہ کراچی میں نعمۃ الباری کے نام سے یہ ناکارہ اس کی شرح لکھ رہا ہے۔ میں گاہے گاہے اول الذکر شرحوں کو دیکھتا رہتا ہوں اور جہاں میری نظر میں کوئی چیز غلط ہوتی ہے، میں اس پر تنبیہ کر دیتا ہوں۔" (42)

نعمۃ الباری ونعم الباری کے خصائص

شرح کی بھی وہی خصوصیات ہیں جن کا ذکر سطورِ بالا میں کیا گیا ہے، ذیل میں چند اہم خصوصیات کا ذکر کیا جارہا ہے۔

1۔ مقدمہ میں ضرورتِ حدیث، حجیت، تدوین، تعریفِ حدیث، اقسام، مراتب اربابِ حدیث پر مبسوط بحث کے ساتھ ساتھ احادیث سے ثابت ہونے والے اُمور، روایت مختلفہ میں مذاہبِ ائمہ اور مشہور حفاظِ حدیث کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

2۔ امام بخاری اور صحیح بخاری کے تعارف، صحیح بخاری پر تبصرہ، اور شروحاتِ بخاری عربی واُردو کا مفصّل ذکر کیا گیا ہے، جو تقریباً 45 صفحات پر مشتمل ہے۔

3۔ کتبِ احادیث میں تراجم وشرح کے علاوہ عام طور پر سندِ حدیث کا ترجمہ نہیں کیا جاتا لیکن اس شرح میں اہتمام کیا گیا ہے۔

4۔ اسماء الرجال کا مکمل اہتمام کیا گیا ہے، سند میں ذکر کردہ تمام صحابہ کا مکمل تعارف کیا گیا ہے، نام ونسب، حالاتِ زندگی، خدمات اور سنِ وفات بھی درج کیا گیا ہے۔

Marfat.com

5۔ حدیث کے عنوان کو لغوی اور شرعی اعتبار سے واضح کیا گیا ہے اور اس کی دوسرے باب سے مناسبت کو بھی ذکر کیا گیا ہے، نیز باب کی عنوان کے ساتھ احادیث کی مناسبت بھی بیان کی گئی ہے۔

6۔ الفاظِ حدیث کے اختلاف اور ایک حدیث سے متعلق دیگر احادیث مع حوالہ جات اس کی تائید میں لائی گئی ہیں۔

7۔ امام بخاری کی پیش کردہ آیاتِ مبارکہ بعنوان کتبِ تفاسیر سے پیش کی گئی ہیں۔

8۔ تعلیقاتِ بخاری کی بھی بقدرِ ضرورت اور کہیں تفصیلی شرح کی ہے۔

9۔ فتح الباری اور عمدۃ القاری کے اختلاف کو بیان کر کے ذاتی تحقیق اور مسائل میں تطبیق کو بھی نمایاں کیا ہے۔

10۔ شرح صحیح مسلم کی طرح نعمۃ الباری میں بھی ائمہ اربعہ کے فقہی اختلاف اور فقہائے احناف کی برتری کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر علماء کے اعتراضات کے مدلّل جوابات دیئے گئے ہیں۔

11۔ منکرینِ احادیث، مستشرقین اور عقائدِ باطلہ کا قرآن وسنت اور علمائے امت کے آثار سے مدلّل جوابات دیئے گئے ہے۔

12۔ عصرِ حاضر کے مسائل کا قرآن وسنت سے بسیط حل پیش کیا ہے۔

13۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات، آپ کے فضائل وکمالات دیگر انبیاء پر، آپ کی وجاہت، شفاعت، علم غیب، تصرفات واختیارات پر مفصل ابحاث مع اکابرین اور دیگر مسالک کی نامور شخصیات کی تائیدی عبارات کو پیش کیا گیا ہے۔

14۔ شرح بخاری کے جن موضوعات کو پہلے شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن میں ذکر کیا جاچکا ہے، اُن کو دہرانے کے بجائے اُن کے حوالہ جات نقل کیے گئے ہیں۔

15۔ اپنی سابقہ تحریروں کے مقابلے میں اعتدال سے ابحاث کی گئی ہیں اور طوالت و اختصار کا خیال رکھا گیا ہے۔

Marfat.com

نعمۃ الباری ونعم الباری کی مجلّدات کا خاکہ

جلد	احادیث	صفحات	عنوانات
1	348-1	900	کتاب بداء الوحی، الایمان، العلم، الوضوء، الغسل، الحیض، التیمم
2	941-349	882	کتاب الصلوٰۃ، مواقیت الصلوٰۃ، الاذان، الجمعۃ
3	1606-942	892	کتاب الخوف، العیدین، الوتر، الاستسقاء، الکسوف، سجود القرآن، تقصیر الصلوٰۃ، التہجد، فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکۃ والمدینہ، العمل فی الصلوٰۃ، السہو، الجنائز، الزکوٰۃ
4	2350-1607	954	کتاب الحج، العمرۃ، المحصر وجزاء الصید، فضائل المدینہ، الصوم، التراویح، فضل لیلۃ القدر، الاعتکاف، البیوع، السلم، الشفعہ، الاجارۃ، الحوالات، الکفالۃ، الوکالۃ، المزارعۃ
5	3090-2351	1002	کتاب المساقاۃ، الاستقراض، الخصومات، اللقطہ، المظالم والغصب، الشرکۃ، الرہن، العتق، المکاتب، الحصبۃ وفضلہا والتحریض علیہا، الشہادات، الصلح، الشروط، الوصایا، الجہاد والسیر
6	3850-3091	1014	کتاب الخمس، الجزیۃ والموادعۃ، بدء الخلق، احادیث الانبیاء، المناقب، فضائل الصحابۃ
7	4626-3851	1076	کتاب مناقب الانصار، المغازی، تفسیر القرآن
8	4977-4627	1014	کتاب التفسیر (سورۃ الانعام تا سورۃ الناس)
9	5272-4978	905	کتاب فضائل القرآن، النکاح، الطلاق
10	5350-5273	891	کتاب الخلع، کتاب العدت
11	5677-5351	976	کتاب النفقات، الاطعمہ، العقیقہ، الذبائح والصید، الاضاحی، الاشربہ، المرضیٰ
12	6226-5678	906	کتاب الطب، اللباس، الادب
13	6481-6227	963	کتاب الاستئذان، الدعوات، الرقاق (125 ابواب)
14	6771-6482	990	کتاب الرقاق، الایمان والنذور، کفارات الایمان، الفرائض

Marfat.com

15	7136-6772	1083	کتاب الحدود، المحاربین من اہل الکفر والردۃ، الدیات، استتابہ المرتدین والمعاندین وقتالھم، الاکراہ، الحیل، التعبیر، الفتن
16	7563-7137	1049	کتاب الاحکام، التمنی، اخبار الاحاد، الاعتصام بالکتاب والسنۃ، التوحید

نعمۃ الباری ونعم الباری کے مصادر ومراجع

کتب سماویہ	3
کتب تفاسیر	38
کتب علوم قرآن	2
کتب احادیث	48
کتب شروح حدیث	26
کتب لغت	23
کتب تاریخ، سیرت وفضائل	44
کتب فقہ مذاہب اربعہ	121
کتب شیعہ	30
کتب کلامیہ	13
کتب اصول فقہ	9
کتب اسماء الرجال	19
کتب متفرقہ	62
کتب اصول حدیث	8
کل کتابوں کی تعداد	446

Marfat.com

تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن کا تعارف وخصوصیات

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''صحیح البخاری کی شرح کی تکمیل کے بعد میرا عزم ہے کہ میں تبیان القرآن کی طرز پر ایک مختصر تفسیر لکھوں جس کا نام میں نے ''تبیان الفرقان'' تجویز کیا ہے۔''(43)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 12 ضخیم جلدوں میں قرآن کریم کی تفسیر بعنوان ''تبیان القرآن'' اور ترجمہ بعنوان ''نور القرآن'' لکھا، مگر اس قدر تفصیل عوام کے لئے پڑھنا بے حد دشوار اور وقت طلب ہے، لہٰذا علمی حلقوں اور ناشر کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ اس کی تسہیل اور خلاصہ شائع کیا جائے، چنانچہ اس اہم کام کے لئے علامہ صاحب کے پاس وقت نہ تھا اور شرح پر کام جاری تھا، اس کام کی ذمہ داری آپ نے اپنے شاگردِ رشید مفتی عبداللہ نورانی صاحب کے سپرد کی، آپ نے بحسن خوبی ان 12 مبسوط جلدوں کا خلاصہ ایک جلد میں بعنوان ''انوارِ تبیان القرآن'' تحریر کیا، جو عوام وخواص میں بے حد مقبول ہوا۔ لیکن اب چونکہ آپ بخاری کی شرح مکمل کر چکے ہیں، لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبیان الفرقان کا آغاز کیا اور خود اس کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''ضرورت کے پیشِ نظر صحیح البخاری کی شرح سے فارغ ہونے کے بعد میں نے عزم کیا کہ میں قرآنِ مجید کی ایک مختصر تفسیر لکھوں جس میں نہ صرف یہ کہ تبیان القرآن کے مضامین مختصر طور پر ہوں بلکہ اس سے زیادہ مضامین کا اضافہ بھی ہو اور اس تفسیر میں بعض آزاد خیال مفسرین کی تفسیروں پر تبصرہ بھی ہو۔''(44)

چنانچہ آپ نے اپنے اس مقصد کو خود ہی بیان فرما دیا، کہ عام قاری کی ضرورت کے پیش نظر میں نے اس کام کا آغاز کیا، اس کے ساتھ ساتھ امام ماتریدی کی تفسیر سے استفادہ کا ذکر کچھ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''جب سے امام ابو منصور الماتریدی المتوفی 333ھ کی تفسیر ''تاویلات اہل السنۃ'' طبع ہو کر میرے سامنے پہنچی تو میری شدید خواہش تھی کہ میں اپنی تفسیر میں اس سے

Marfat.com

استفادہ کروں کیونکہ میں تبیان القرآن میں امام محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ کی ''تفسیر کبیر'' سے اکتسابِ فیض کر رہا تھا جب کہ امام رازی شافعی المذہب ہیں اور امام ماتریدی حنفی المذہب ہیں اور امام ماتریدی کی تفسیر سے استفادہ نہ صرف میرے لئے زیادہ باعث سعادت ہوگا بلکہ ہمارے قارئین کو بھی اس سے فقہ حنفی کی حقانیت پر مزید بہ افراط مضبوط دلائل حاصل ہوں گے۔''(45)

چنانچہ ان ذکر کردہ وجوہات کی بناء پر علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تفسیر کے لکھنے کا آغاز کیا۔اس کے بارے میں مزید نعم الباری کے اختتام پر رقم کرتے ہیں:

''سو میں نے چاہا کہ اس مختصر تفسیر کا نام ''تبیان الفرقان'' رکھوں اور اس کا ترجمہ بھی میں دوبارہ از خود کر رہا ہوں اور کوشش یہ ہے کہ تبیان الفرقان میں قرآن مجید کا ترجمہ تبیان القرآن میں مذکور ترجمہ سے زیادہ آسان اور زیادہ سہل ہو اور اس ترجمہ کا نام میں نے ''نور الفرقان'' تجویز کیا ہے۔''(46)

تبیان الفرقان کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''الحمد للہ تبیان الفرقان کی پہلی جلد کی تکمیل ہو چکی ہے، جس کو پہلے ہم نے 5 پاروں میں تقسیم کیا تھا، مگر اب ناشر کی خواہش پر اسے سورتوں کی ترتیب کے حوالے سے مرتّب کیا ہے، پہلی جلد میں سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ اور سورہ ال عمران کی تفسیر ہے، جو کہ 2015ء میں ان شاء اللہ طباعت سے آراستہ ہو جائے گی۔دوسری جلد پر کام جاری ہے اور اب تک سورہ نساء، سورہ مائدہ اور سورہ انعام مکمل ہو چکی ہیں۔''(47)

درج بالا مواد آپ رحمۃ اللہ علیہ سے 2014ء کے اواخر میں کیے گئے انٹرویو میں حاصل ہوا جسے میں نے بعد میں قلمبند کر لیا۔لیکن الحمد للہ علی احسانہ یہ بات جان کر یقیناً قارئین کو حیرت ہوگی کہ صرف ایک سال کے عرصہ میں 2015ء کے آخر میں تبیان الفرقان کی تین جلدیں ہمارے ہاتھوں میں ہیں، چوتھی جلد طباعت کے مراحل میں ہے اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو 25 جنوری 2016ء کو آغا خان ہسپتال لے جایا گیا اس وقت تک آپ پانچویں جلد

Marfat.com

میں سورہ یٰسین تک پہنچے تھے جسے مکمل کر کے ہسپتال جانا آپ کو محبوب تھا۔ اللہ کریم آپ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور آپ کے قابل تلامذہ میں سے کس خوش بخت کو اس تفسیر کی تکمیل کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین۔

تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن جلد اول کی ڈائری

مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تبیان القرآن اور دیگر کتب کی طرح اس تفسیر کے اختتام پر بھی پورے کام کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

تبیان الفرقان جلد اوّل کی ڈائری

تقویم میلادی	تقویم ہجری	دن	ایک ماہ کے صفحات	کل صفحات
2 مئی 2014ء	2 رجب 1435ھ	جمعۃ المبارک	-	-
1 جون 2014ء	2 شعبان 1435ھ	اتوار	140	140
1 جولائی 2014ء	2 رمضان 1435ھ	منگل	180	320
1 اگست 2014ء	4 شوال 1435ھ	جمعۃ المبارک	210	530
1 ستمبر 2014ء	5 ذوالقعدہ 1435ھ	پیر	222	752
30 ستمبر 2014ء	4 ذوالحجہ 1435ھ	بدھ	228	981

تبیان الفرقان جلد دوم کی ڈائری

تقویم میلادی	تقویم ہجری	دن	ایک ماہ کے صفحات	کل صفحات
1 اکتوبر 2014ء	5 ذوالحجہ 1435ھ	بدھ	-	-
1 نومبر 2014ء	7 محرم 1436ھ	ہفتہ	110	110
1 دسمبر 2014ء	8 صفر 1436ھ	پیر	112	222
1 جنوری 2015ء	9 ربیع الاول 1436ھ	جمعرات	140	362
1 فروری 2015ء	11 ربیع الثانی 1436ھ	اتوار	160	522
1 مارچ 2015ء	9 جمادی الاولیٰ 1436ھ	اتوار	170	692

Marfat.com

14 مارچ 2015ء	22 جمادی الاولیٰ 1436ھ	ہفتہ	165	857

تبیان الفرقان کے مصادر و مراجع

کسی بھی کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کے مصادر و مراجع سے کیا جا سکتا ہے چنانچہ تبیان الفرقان کے مصادر سے حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب تحقیق کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

کتب سماویہ	4
کتب تفاسیر	75
کتب تفاسیر شیعہ	4
کتب احادیث اہل السنہ	110
کتب شروح حدیث	2
کتب لغت	12
کتب تاریخ، سیرت وفضائل	7
کتب فقہ مذاہب اربعہ	10
کتب احادیث شیعہ	4
کتب فقہ شیعہ وکلامیہ	4
کتب متفرقہ	2
کل کتابوں کی تعداد	234

Marfat.com

تبیان القرآن اور تبیان الفرقان کے منہج واسلوب میں فرق

آپ رحمۃ اللہ علیہ تبیان الفرقان کی دوسری جلد میں لکھتے ہیں:

''اللہ کریم کا بے حد شکر ہے جس نے میرے ہاتھوں شرح صحیح مسلم کی تکمیل فرمائی، پھر مجھے تبیان القرآن کے نام سے تفسیر القرآن لکھنے کی عزت عطا فرمائی اور اس کے بعد پھر میرے ناتواں ہاتھوں سے صحیح البخاری کی شرح نعم الباری کو تکمیل سے نوازا، مَیں اب عمر کے اس حصہ میں پہنچ چکا ہوں اور اَن گنت سخت اور جان لیوا بیماریوں کے تسلسل سے اس مرحلہ پر آچکا ہوں جہاں انسان کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سکون اور عافیت کے ساتھ زندگی کے بقیہ ایام گزار دیں اور عمر کے اس حصہ میں انسان اپنے آپ کو کسی بڑے اور اہم کام کا اہل نہیں سمجھتا لیکن ہمیشہ سے میری یہ خواہش رہی ہے کہ حیات مستعار کا جو وقت بھی اللہ تعالیٰ کے دین متین کی خدمت میں گزر جائے وہی زندگی کا حاصل ہے، سو اس نیت سے میں نے ایک نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ ''تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن'' لکھنے کا حوصلہ کیا، مَیں نے اس تفسیر کو لکھنے کی ابتداء 2 رجب المرجب 1435ھ/ 2 مئی 2014ء بروز جمعۃ المبارک کو کی اور آج 5 ذوالحجہ 1435ھ/ 1 اکتوبر 2014ء بروز بدھ اس کے پانچ پاروں پر مشتمل ایک جلد مکمل ہو چکی ہے اور مَیں اب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے معمور ہو کر اس کی دوسری جلد کا افتتاح کرنے لگا ہوں، مَیں نے اس جلد میں یہ کوشش کی ہے کہ اس میں قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ تبیان القرآن سے بالکل مختلف اور بے حد آسان ہو، اور اس کی تفسیر میں تبیان القرآن کی تفسیر سے یکسر مختلف اور بے حد سہل اور دلنشین ہو۔ (48)

اس کے بعد آپ اس تفسیر کی اہم خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض آزاد خیال (Liberal) لوگوں نے قرآن مجید کی تفسیر میں جو اپنے گمراہانہ افکار سمو دیئے ہیں، مَیں نے اپنی بساط کے مطابق پوری کوشش کی ہے کہ ان کے

Marfat.com

ملحدانہ افکار کا قلع قمع کروں اور صدہا سال سے قرآن مجید کی جو تفسیر سلف صالحین سے منقول چلی آرہی ہے اسی کا دلائل و براہین سے احیاء کروں، مَیں نے اپنی اس تفسیر میں زیادہ تر احادیث صحیحہ سے استدلال کیا ہے اور ان احادیث کے جامع اور مکمل حوالہ جات تحریر کیے ہیں، اس تفسیر میں، مَیں نے صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے اور دوسرے آئمہ کرام کے مسالک کو روئے سخن نہیں پہنایا ہے، اس موضوع پر میری پہلی تفسیر تبیان القرآن میں بہت زیادہ مواد پیش کیا جا چکا ہے، اور دوسرے آئمہ کے مقابلے میں فقہ حنفی کی ترجیح کو دلائل و براہین کے ساتھ رقم کیا جا چکا ہے، میں نے یہاں پر ان مباحث کا تقرار اور اعادہ نہیں کیا، جو حضرات ان مباحث کو تفصیل کے ساتھ پڑھنا چاہیں وہ تبیان القرآن کا مطالعہ کرلیں، نیز عقائد کی ابحاث میں، مَیں نے اسلام کے مسلمہ عقائد کو تبیان القرآن کی بنسبت زیادہ تفصیل اور عمدگی کے ساتھ لکھا ہے اور منکرین عظمت رسول اور منقصین شان صحابہ و اہل بیت کے رَد و ابطال میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور جس کے ساتھ بھی اختلاف کیا ہے اس کی عزت نفس کو قائم رکھا ہے اور کہیں مجروح نہیں ہونے دیا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تفسیر کو اپنی اور اپنے محبوب رسول کی بارگاہ میں مقبولیت سے نوازیں اور قیامت تک اس تفسیر کے مندرجات مینارۂ نور بنادیں۔" (49)

ابتدائی دو جلدوں میں متجددین و مفکرین کے نظریات کا رَد

چنانچہ اس تفسیر میں حضرت مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے متجددین اور ملحدین کے الحادی افکار اور ارتدادی فکر کا دلائل و براہین سے رَد کیا ہے، وہ تمام ابحاث نقل کر کے اس کا تجزیہ پیش کرنا اس کتاب کا متقاضی نہیں ہے لہٰذا صرف ایک جدول میں قارئین کے سامنے تبیان الفرقان کا نقشہ پیش کیا جائے گا۔

Marfat.com

اسمائے متجددین و مفکرین	مسئلہ کی نوعیت	حوالہ
سرسید احمد خان	منکرین نسخ کی تفسیر کا تعاقب	1/125
سرسید احمد خان	فرشتوں کا انکار	1/127
سرسید احمد خان	مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کا سرسید کے عقائد کا چربہ ہونا	1/132
امین احسن اصلاحی جاوید احمد غامدی	ان دونوں کا ان کے استاد فراہی سے بسم اللہ کے سورۃ کا جزء ہونے یا نہ ہونے پر اختلاف	1/145
جاوید احمد غامدی	جاوید احمد غامدی کا آدم علیہ السلام کے مستقر کو دنیا کا کوئی باغ قرار دینا	1/243
جاوید احمد غامدی	شجرہ ممنوعہ کو شجرۃ التناسل قرار دینا	1/245
جاوید احمد غامدی	غامدی کی تفسیر کا فراہی اور اصلاحی کی تفسیر کے خلاف ہونا	1/245
سرسید احمد خان	رفع طور کے مسئلہ پر مصنف کا تعاقب	1/290
ڈاکٹر محمد شکیل اوج	رویت ہلال میں منازل قمر کا اعتبار کرنا	1/458
ڈاکٹر محمد شکیل اوج	اہل کتاب مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کے نکاح کا جواز	1/493
ڈاکٹر محمد شکیل اوج	اکٹھی دی ہوئی تین طلاقوں کا غیر موثر ہونا	1/512
سرسید احمد خان	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت داود کی نسل سے قرار دینے پر سرسید کے اعتراضات پر مصنف کا تعاقب	1/666
سرسید احمد خان	رفع عیسیٰ علیہ السلام کا انکار	1/678
غلام احمد پرویز	رفع عیسیٰ علیہ السلام کا انکار اور موت کے ثبوت پر مصنف کا رد	1/684
صوفی عبدالحمید سواتی	مزارات پر چادر چڑھانے اور قبروں پر گنبد بنانے کو شرکیہ افعال قرار دینا	1/691
محمد حسین طباطبائی	بطلان متعہ کے دلائل کا جواب اور مصنف کا تبصرہ	1/872
سرسید احمد خان	مسیح علیہ السلام کی موت کو ثابت کرنا اور ان کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا انکار کرنا	2/49
امین احسن اصلاحی	تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور جمہور مفسرین کے خلاف، سورہ النساء کی آیت 159 میں ضمیر کا مرجع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دینا	2/61
شیخ ابن تیمیہ	شرک کی دو قسموں کا اختراع کرنا	2/262

Marfat.com

سرسید احمد خان	ثبوت معجزہ سے انکار	2/316
مفتی محمد شفیع	غیب کی چیزوں کے علم کو اصطلاح قرآن میں علم غیب نہیں کہتے	2/370

تبیان الفرقان کی پہلی جلد کی تکمیل پر اظہار تشکر

تبیان الفرقان کی پہلی جلد 2 مئی 2014ء بروز جمعۃ المبارک مکمل ہوئی، مفسر اعظم لکھتے ہیں:

''مَیں نے تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن کی ابتداء کی تھی رب ذوالجلال والاکرام کا لازوال کرم ہے کہ آج چار ذوالحجہ 1435ھ/30 ستمبر 2014ء بروز منگل اس تفسیر کی پہلی جلد کی تکمیل ہوگئی اور اس کی تصنیف وتالیف میں کل پانچ ماہ کا عرصہ صرف ہوا اور جو ایام بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین کی خدمت میں صرف ہو جائیں دراصل وہی ایام زندگی کا سرمایہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے تبیان الفرقان کی پہلی جلد کو مکمل کرنے کی سعادت عطا فرمائی اسی طرح اپنے کرم عمیم سے مجھے اس تفسیر کی آخری جلد کی تکمیل کی دولت سے سرفراز فرمائے۔

اس تفسیر میں جو حسن وکمال ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا اور فیضان ہے، اور اس میں جو خامی ہے وہ میرے مطالعہ کی کمی اور نظر واستدلال میں تقصیر کی وجہ ہے، قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس تفسیر کے مطالعہ کے دوران اگر میری کسی فروگزاشت پر مطلع ہوں تو مجھے مطلع فرمائیں، اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس تفسیر کو اپنی بارگاہ میں مشکور اور مسعود فرمائیں اور موافقین کے لئے اس تفسیر کو موجب استقامت بنائے اور مخالفین ومنکرین کے لئے ذریعہ ہدایت بنائیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔'' (50)

خلاصہ

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف صحیحین کی مفصل مبسوط اور جامع ومانع شروحات پر کام کر کے عوام وخواص پر احسان عظیم کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت کا آپ پر

Marfat.com

فضل کریم ہے کہ آپ نے قرآن مجید کی پہلی تفسیر بعنوان تبیان القرآن مع اشاریہ وفہارست 14 جلدوں میں تقریباً 12 ہزار صفحات پر مشتمل ایک عظیم خدمت قرآن کی ہے، اس کے بعد اس کی طوالت کی وجہ سے آپ نے خیال کیا کہ عام لوگ اسے کما حقہ استفادہ شاید نہ کرسکیں اس لئے آپ نے ضیاء القرآن کی طرز پر مختصر تفسیر لکھنے کا عزم کیا اور اس میں آپ نے بالخصوص ملحدین اور متجددین کے الحادی افکار کا قرآن وسنت اور آثار وصحابہ وتابعین کی روشنی میں مدلل جواب دینے کا ارادہ کیا۔ آپ اس کی چار جلدیں مکمل کر چکے ہیں اور پانچویں جلد میں سورہ یٰسین کی تفسیر تک تقریباً پانچ سو صفحات مکمل ہوئے تھے کہ بارگاہ ایزدی سے وقت اجل آپہنچا، چنانچہ سورہ یٰسین کے فضائل ہی کی برکت ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کی دیرینہ خواہش، کہ مجھے شب جمعہ میں موت نصیب ہوتا کہ میں شہید حکمی کی فضیلت کا مصداق بن جاؤں، کو قبول فرمایا اور 4 فروری 2016ء عشاء کی اذان کے قریب شب جمعہ کو آفتاب علم اس دنیا فانی سے ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ لیکن بصورت شرح صحیح مسلم، تبیان القرآن، نعمۃ الباری اور تبیان الفرقان کی صورت میں قیامت تک امت مسلمہ کے درمیان روز روشن کی طرح چمکتے دمکتے رہیں گے۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

1۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج2، ص47

2۔ مقالات سعیدی، ص641

3۔ ایضاً ص645

4۔ ایضاً ص688

5۔ حیاتِ استاذ العلماء، ص4

6۔ توضیح البیان لخزائن العرفان، ص26

7۔ ضیائے کنز الایمان ص9

8۔ مقامِ ولایت ونبوت، ص5

9۔ نزہۃ القاری، ج1، ص88

10۔ تذکرۃ المحدثین، ص12

11۔ انٹرویو، مفتی عبداللہ نورانی، بمقام اسلامک مشنری یونیورسٹی، بروز جمعرات 2014۔11۔27، بوقت شام 4 بجے

12۔ شرح صحیح مسلم، ج2، ص1010

13۔ ماہنامہ البلاغ، ص53

14۔ شرح صحیح مسلم، ج1، ص64

15۔ ایضاً ج3، ص1159

16۔ ماہنامہ البلاغ، ص54

17۔ شرح صحیح مسلم، ج2، ص28

18۔ ماہنامہ البلاغ، ص54

19۔ شرح صحیح مسلم، ج5، ص649

20۔ ماہنامہ البلاغ، ص54

21۔ معارفِ اسلامیہ، ص189

22۔ حیاتِ سعیدِ ملت، ص59

23۔ تبیان القرآن، ج1، ص37

24۔ محولہ بالا

Marfat.com

25۔ ایضاً ص38

26۔ نعم الباری شرح صحیح البخاری 16، ص1020

27۔ تبیان القرآن، ج1، ص37

28۔ محولہ بالا، ص38

29۔ محولہ بالا

30۔ محولہ بالا، ج12، ص1056

31۔ سورۃ ال عمران:3

32۔ تبیان القرآن، ج2، ص38

33۔ سورۃ الاعراف:54

34۔ تبیان القرآن ج4، ص158

35۔ سورۃ الانبیاء:7

36۔ تبیان القرآن، ج6، ص432

37۔ شرح صحیح مسلم، جلد6، ص1051

38۔ تبیان القرآن، ج5، ص423

39۔ تبیان القرآن، ج4، ص70

40۔ تبیان القرآن، ج11، ص504

41۔ نعمۃ الباری ج4، ص524

42۔ ایضاً ج7، ص619

43۔ ایضاً، ج16، ص1023

44۔ محولہ بالا

45۔ محولہ بالا

46۔ محولہ بالا

47۔ انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014۔12۔17، بوقت شام 30:07 بجے

48۔ تبیان الفرقان، ج2، ص27

49۔ ایضاً28

50۔ ایضاً1005

Marfat.com

باب پنجم

محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کے

اجتہادات وتفردات

Marfat.com

Marfat.com

محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادات وتفردات

دورِ حاضر میں زمانہ جس تیزی کے ساتھ دین سے دوری کا شکار ہوتا چلا جارہا ہے، اس کی ایک وجہ بعض اہلِ علم کی محدود سوچ اور تحقیق سے دوری بھی ہے، یہی سبب ہے کہ آج بعض پڑھی لکھی عوام یہ کہتی نظر آتی ہے کہ ''اسلام ہمارے مسائل کا صحیح حل پیش کرنے سے قاصر ہے۔۔۔ بظاہر یہ ایک فرسودہ نظام معلوم ہوتا ہے جس میں عصرِ حاضر کے مسائل کا یکسر حل نہیں ملتا۔۔۔ قرآن وسنت کے مسائل ایک محدود مدّت کے لئے تھے۔۔۔ فقہی مسائل کا جدید معاملات کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں۔۔۔ وغیر ذالک''

یہی وجہ ہے کہ اہلِ علم نے اس طوفانِ بدتمیزی اور گمراہی کا رخ موڑنے کے لئے ان موضوعات پر مستقل تحریریں لکھی ہیں اور ان تمام اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں جو آج کل کے پڑھے لکھے طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر گاہے بگاہے کرتے رہتے ہیں۔ مگر محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات وتالیفات کا خاصہ ہے کہ اس میں عصرِ حاضر کے تمامی اہم مسائل کو بڑے نظم کے ساتھ معیارِ تحقیق وتدقیق اور عوام الناس کی آسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑے سہل انداز میں دلائل و براہین کے ساتھ زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ تاہم سعیدی صاحب کی تحقیقات سے اختلاف کی گنجائش ہے، اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

''مَیں جس مسئلے میں کوئی رائے قائم کرتا ہوں تو اس کی بنیاد قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اجماع وقیاس سے بھی استدلال کرتا ہوں، ان مسائل سے مراد عصری مسائل ہیں، امام ابوحنیفہ جن مسائل کا استنباط کر چکے وہ مفروغ عنہا ہیں البتہ امام ابوحنیفہ سے جن مسائل میں دیگر اکابر احناف نے دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے ان کا معاملہ الگ ہے، یا جن مسائل میں ضرورت کی بنیاد پر دوسرے ائمہ کے اقوال پر فتویٰ دیا ان کا معاملہ جدا ہے تاہم بالفرض اگر کسی مسئلے میں میری رائے قرآن، حدیث یا اجماع مجتہدین کے

Marfat.com

خلاف ہوتو میری رائے کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اصل حجت قرآن، حدیث اور اجماع مجتہدین ہے۔(1)

گویا جہاں آپ نے جدید وقدیم رسمی وغیر رسمی تمام تر انداز واُسلوب کو اختیار کیا ہے وہیں آپ کے اجتہادات وتفردات بھی روز اوّل سے ہی تحسین وتنقید کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس باب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمامی تحریروں سے چند شہ پارے اجمالاً ذکر کیے جائیں گے۔ تاکہ اہل علم کے سامنے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی بصیرت اور تحقیقی کاوشیں مزید واضح ہوجائیں۔

اجتہاد، تفردات وشذوذ باعتبارِ لغت واصطلاح

اجتہاد

اجتہاد کا مادہ اصلی ''ج''، ''ہ'' اور ''د'' ہے اور یہ لفظ ''جہد'' سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی محنت اور کلفت کے ہیں۔

مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی، القاموس الوحید میں نقل کرتے ہیں۔

جَهَدَ۔ جَهدًا: کوشش کرنا، طاقت لگانا۔

فی الامر: کوشش کرنا، محنت کرنا، طاقت لگانا، حصول مقصد تک کوشاں رہنا۔

اجتهد: پوری کوشش کرنا، محنت کرنا۔(2)

امام غزالی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''المستصفیٰ فی علم الاصول'' میں اجتہاد کی تعریف کچھ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''وهو عبارة عن بذل المجهود واستفراغ الوسع فی فعل من الافعال ولا یستعمل إلا فیما فیه کلفة وجهد فیقال اجتهد فی حمل حجرالرحا ولا یقال اجتهد فی حمل خردلة لکن صار اللفظ فی عرف العلماء مخصوصا ببذل المجتهد وسعه فی طلب العلم بأحکام الشریعة والاجتهاد التام أن یبذل الوسع فی الطلب بحیث یحس من نفسه بالعجز عن مزید طلب''۔(3)

Marfat.com

ترجمہ: ''کسی کام میں پوری پوری کوشش صرف کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں جو کلفت ومشقت کا باعث ہو، رائی کا دانہ اٹھا کر ایک سے دوسری جگہ رکھا جائے تو اہلِ لغت اس کو اجتہاد نہیں کہتے، لیکن چکی کے پتھر اٹھانے کو اجتہاد کہتے ہیں کہ اس میں کلفت ومشقت ہے۔''(4)

سیّد شریف جرجانی التعریفات میں لکھتے ہیں۔

''الاجتهاد فی اللغة بذل الوسع وفی الاصطلاح استفراغ الفقیه الوسع لیحصل له ظن بحکم شرعی وبذل المجهود فی طلب المقصود من جهة الاستدلال۔''(5)

ترجمہ: ''اجتہاد کے ذریعہ جس رائے تک پہنچا جاتا ہے اور جو حکم مقرر کیا جاتا ہے، وہ غالب گمان ہی کا درجہ رکھتا ہے نہ کہ یقین کا۔''(6)

تفرد

اس کی جمع تفردات ہے، اس سے مراد کسی صاحبِ تحقیق کی ذہنی کاوش، جودتِ طبع، غور وفکر وتتبع وتلاش اور تجربہ وعلم کے نتیجے میں قائم ہونے والی وہ آراء ہیں، جن میں وہ منفرد اور ممتاز نظر آتا ہے۔

تفرد لغوی اعتبار سے فرد سے نکلا ہے، جس کے معنیٰ یکتا اور واحد کے ہیں، اصطلاحی طور پر اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی ہوتا ہے۔

''(فرد) الله تعالیٰ وتقدس هو الفَرْدُ وقد تَفَرَّدَ بالأمر دون خلقه اللیث والفَرْد فی صفات الله تعالیٰ هو الواحد الأحد الذی لا نظیر له ولا مثل ولا ثانی۔۔ الفَرْدَ الوَتْر۔۔ وقیل الفَرِیدُ بغیر هاء الجوهرة النفیسة کأنها مفردة فی نوعها۔''(7)

ترجمہ: ''فرد، اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں جو کہ بلند اور مقدس ہے اور وہی اکیلا ہے اپنے حکم میں، کسی مخلوق کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں فرد اس اکیلے اور یکتا کو کہتے ہیں جس کی کوئی نظیر اور مثال نہیں، نہ ہی کوئی ثانی ہے اور فرد طاق کو کہتے ہیں اسی سے فرید آتا ہے بغیر ھاء کے جس کے معنیٰ نفیس اور قیمتی معنیٰ کے ہیں۔ اپنی نوعیت میں اکیلا ہونے کی وجہ سے اُسے فرید کہتے ہیں۔''(8)

Marfat.com

لہٰذا تفرد کسی بھی شخص کی انفرادی رائے کو کہتے ہیں۔

شذوذ

تفرد کے لئے عربی ذخیرہ میں شذوذ (جمع شاذ) کی اصطلاح بھی مستعمل ہے۔جس کی لغت سے بھی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ ابنِ منظور لکھتے ہیں۔

''[شذذ] شذ عنه یشِذ ویشُذ شذوذا انفرد عن جمهوره۔۔۔ شذالرجل اذا انفرد عن اصحابه وکذلك کل شیء منفرد فهوشاذ۔''(9)

''لوگوں سے منفرد اور الگ ہونا شذوذ کہلاتا ہے اپنے ساتھیوں سے منفرد ہونے والے کو کہتے ہیں شذ الرجل اور اسی طرح ہر منفرد چیز شاذ کہلاتی ہے''(10)

اسی طرح جماعت سے باہر شخص پر بھی شذوذ کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے

''ید الله مع الجماعة ومن شذ شذ الی النار۔''(11)

ترجمہ: ''اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے اور جو کوئی شذوذ اختیار کرے گا جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا۔''

Marfat.com

تحقیقی ابحاث، اجتہادات وتفردات

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے مسئلہ کی تحقیق

ٹیسٹ ٹیوب بے بی یا غیر فطری طریقہ سے حصولِ اولاد بھی ایک جدید اور توجہ طلب مسئلہ ہے اور دیگر عصرِ حاضر کے اہم مسائل کی طرح اہلِ علم کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ آیا ولادت و پیدائش کے فطری طریقے کے خلاف یہ عمل جائز ہے یا ناجائز!

اس ضمن میں سب سے پہلے ٹیسٹ ٹیوب (Test Tube) کی اصطلاح کی وضاحت کی جائے گی۔ پھر اس کے بعد مانعین اور مجوزین کے دلائل اور ان کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا تعارف

"In vitro fertilisation (IVF) is a process by which an egg is fertilized by sperm outside the body: in vitro("in glass").The process involves monitoring and stimulating a woman's ovulatory process, removing ovum or ova (egg or eggs) from the woman's ovaries and letting sperm fertilize them in a fluid medium in a laboratory. The fertilized egg (zygote) is cultured for 2–6days in a growth medium and is then implanted in the same or another woman's uterus, with the intention of establishing a successful pregnancy". (12)

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا طریقہ کار

عورت کے بیضہ دانی سے جو نالی اس کے رحم تک جاتی ہے ماہواری کے چودھویں دن اس سے انڈہ نکلتا ہے اس وقت عمل تزویج کرنے سے مرد کا تولیدی جرثومہ بیضہ دانی کی اس نالی میں پہنچ کر نسوانی انڈے میں داخل ہو جاتا ہے اس کے بعد اس انڈے میں خلیے بننے کا

Marfat.com

عمل شروع ہوجاتا ہے اور وہ کاشت شدہ انڈہ اس نالی سے رحم کی طرف سفر شروع کر دیتا ہے نو دن کے بعد اس انڈے میں سولہ خلیے بنتے ہیں اور خلیات کا وہ مجموعہ رحم میں پیدا ہو جاتا ہے، اس کے بعد بچہ بننے کا عمل شروع ہوجاتا ہے اگر کسی خرابی کی وجہ سے یہ کاشت شدہ انڈہ خلیات میں متشکل ہوکر رحم میں نہ آسکے تو اس مرحلے کے حصول کے لئے ٹیسٹ ٹیوب کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ خرابی مرد کی بھی ہوسکتی ہے اور عورت کی بھی۔ مرد کے جرثومے اور نسوانی انڈے کو ایک ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں اس ٹیسٹ ٹیوب میں جدید میڈیکل سائنس نے ایسی صلاحیت پیدا کردی ہے کہ اس ٹیوب میں نسوانی نالی کی طرح عمل ہوتا ہے مرد کا جرثومہ نسوانی انڈے میں داخل ہوجاتا اور اس میں خلیات بننے کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور جب اس میں سولہ خلیات بن جاتے ہیں تو ان کو عورت کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے اور اگر عورت کے رحم میں کوئی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس میں بچہ بننے کا عمل نہ ہوتا ہو تو کسی اور عورت کے رحم میں (جو اس کی پیشکش کرے) اس انڈے کو رکھ دیا جاتا ہے۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ تحقیق

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر شرح صحیح مسلم کی تیسری جلد میں ''بَابُ الوَلَدِ لِلفِرَاشِ وَتَوَقِّي الشُّبُهَاتِ'' کے تحت اس مسئلہ پر تقریباً تیرہ صفحات پر تحقیق کی ہے اور دلائل و براہین کی روشنی میں اپنی تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے عمل کو مطلقاً ناجائز نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس کی بعض صورتیں جائز اور بعض ناجائز ہیں۔

اس مسئلہ کی تحقیق میں آپ نے کئی عنوانات پر بحث کی ہیں، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

1۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی تحقیق
2۔ مرد کی وہ خرابیاں جن کی وجہ سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے
3۔ عورت کی وہ خرابیاں جن کی وجہ سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے
4۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ تولید کا شرعی حکم
5۔ مصنوعی عمل تولید کا شرعی حکم

Marfat.com

6۔ کیا ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا عمل فطرت اللہ اور خلق اللہ کے خلاف ہے؟

7۔ اعتراضات اور جوابات

8۔ فقہا اہل سنت کی تصریحات کی روشنی میں مصنوعی طریقہ تولید کا جواز

9۔ اہل تشیع کی تصریحات کی روشنی میں مصنوعی طریقہ تولید کا جواز

اس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ علّامہ صاحب نے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے عمل کی جائز صورتوں کو فقہ کی مستند اور معتمد کتب سے اُن کی اصل نکال کر واضح کیا ہے اور فتح القدیر، البحر الرائق، فتاوی عالمگیری، المبسوط، ردالمحتار اور درمختار کی روشنی میں با قائدہ چار صورتوں کا جواز ثابت کیا ہے۔

چناچہ علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ اس عمل کی جوازی صورتوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ تولید کا شرعی حکم

''حسبِ ذیل صورتوں میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ عمل تولید شرعاً جائز ہوگا۔

(الف) شوہر میں تولیدی جرثومے (sperms) ہوں لیکن وہ کسی بیماری کی وجہ سے عمل تزوتج پر قادر نہ ہو ایسی صورت میں شوہر کے تولیدی جرثوموں اور بیوی کے انڈوں (ova) کے ٹیوب میں ملاپ کے بعد ولادت کے لئے اس کی بیوی کے رحم (uterus) میں ان انڈوں کو رکھنا جائز ہے۔

(ب) شوہر میں تولیدی جرثومے (sperms) بھی ہوں اور عمل تزوتج پر بھی قادر ہو لیکن کسی خرابی کے باعث وہ تولیدی جرثومے نسوانی نالی (fallopian tube) تک نہ پہنچ سکیں اس صورت میں بھی شوہر کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کو لے کر ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا عمل کرنا اور بعد ازاں بیوی کے رحم میں منتقل کرنا جائز ہے۔

(ج) نسوانی نالی سکڑ جائے یا اس میں انفیکشن ہو یا کوئی اور خرابی ہو جس کی وجہ سے کاشت شدہ انڈے رحم کی طرف سفر نہ کر سکیں ایسی صورت میں مرد کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کا ٹیسٹ ٹیوب میں ملاپ کرانا اور خلیات میں متشکل کرانے کے بعد بیوی کے رحم

Marfat.com

میں رکھنا جائز ہے۔

(د) بیوی کے رحم کی ساخت میں کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے مرد کے جرثومے نسوانی نالی میں نہ پہنچ سکیں پھر بھی دونوں کے مادوں کا ٹیوب میں ملاپ کرانا جائز ہے۔'' (13)

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مذکورہ بالا صورتوں میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا عمل شوہر اور بیوی کے درمیان جائز ہے۔

''فقہائے اسلام نے اس کو جائز قرار دیا ہے کہ بغیر مجامعت کے مرد کے پانی کو عورت کی اندام نہانی میں پہنچا دیا جائے، جس سے عورت حاملہ ہو جائے، یہ عمل اگرچہ نادر ہے لیکن اس سے نسب ثابت ہو جائے گا اور یہ بعینہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا جزئیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے فقہا پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، اُنہوں نے اب سے کئی سو برس پہلے ایسے اصول اور قواعد بیان کر دیے جس سے کئی سو برس بعد پیش آنے والے مسائل حل ہو گئے۔ فجزاهم الله تعالیٰ عنّا احسن الجزاء۔'' (14)

بطورِ مثال چند عبارات ملاحظہ ہوں:

علّامہ ابنِ ہمام لکھتے ہیں:

''وما قیل لایلزم من ثبوت النسب منه و طئوہ لان الحبل قد یکون بادخال الماء الفرج دون جماع فنادر۔

ترجمہ: ''اور یہ جو کہا گیا ہے کہ کسی شخص سے ثبوتِ نسب سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس نے جماع بھی کیا ہے، کیونکہ بغیر جماع کے بھی عورت کی اندام نہانی میں نطفہ پہنچانے سے عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو یہ نادر الوقوع ہے۔'' (15)

علّامہ زین الدین ابنِ نجیم نے البحر الرائق اور علّامہ شبلی نے حاشیۃ الشبلی علی تبیین الحقائق میں بھی یہی جزئیہ نقل کیا ہے۔

اسی طرح عالمگیری میں ہے:

''وان کان الزوج مجبوبا ولم تعلم بحاله فجائت بولد فادعاہ واثبت القاضی نسبه

Marfat.com

ثمّ علمت بحاله وطلبت الفرقة فلها ذٰلِك لان الولد لزمه بغير جماع كذا فى المحيط''۔(16)

ترجمہ: ''اگر شوہر کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو اور عورت کو اس کا پتا نہ ہو اور اس کو بچہ ہو جائے اور خاوند اس بچے کا دعویٰ کرے اور قاضی اس سے نسب ثابت کر دے پھر عورت کو اس کے حال کا علم ہو اور وہ علیحدگی طلب کرے تو اُس کے لیے جائز ہے، کیونکہ بچہ اس سے بغیر جماع کے پیدا ہو گیا۔''

اس طریقہ تولید پر ایک سوال ثبوت نسب پر بھی اٹھایا جاتا ہے! لہٰذا علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشکال کے جواب میں فقہ حنفی کی مشہور کتابوں محیط، عالمگیری، المبسوط، الدر المختار اور رد المحتار کی تصریحات سے ثبوتِ نسب پر دلائل دیے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''بہر حال محیط اور عالمگیری کی عبارت سے بھی یہ واضح ہو گیا کہ اگر شوہر نے بغیر جماع کے اپنا نطفہ عورت کی اندام نہانی میں پہنچا دیا اور بچہ ہو گیا تو اُس کا شوہر سے نسب ثابت ہو جائے گا۔ علّامہ شمس الدین سرخسی، علّامہ حصکفی اور علّامہ ابنِ عابدین شامی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ فقہائے اسلام کی یہ عبارات مذکور الصدر ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے جواز کی واضح دلیل ہیں۔''(17)

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ تولید کی ناجائز صورتیں

''حسبِ ذیل صورتوں میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے ولادت شرعاً جائز نہیں ہے۔

(الف) شوہر عملِ تزویج پر قادر ہو لیکن اس کے جرثوموں میں تولیدی صلاحیت نہ ہو یا سرے سے جرثومے نہ ہوں، اس صورت میں کسی اور کے انڈوں کا ٹیوب میں ملاپ کرایا جائے اور بعد ازاں ان کو بیوی کے رحم میں منتقل کر دیا جائے۔

(ب) عورت کے رحم میں ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس میں بچّہ بننے کا عمل نہ ہوتا ہو، ایسی صورت میں شوہر کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کا ملاپ ٹیوب میں کرایا جائے اور بعد ازاں کسی اور عورت کے رحم میں اس مادے کو منتقل کر دیا جائے جو اس بچّہ کو جنم دے۔

Marfat.com

(ج) عورت کا وہ عضو (ovary) نہ ہو،

(د) عضو (ovary) میں پیدائشی خرابی ہو جس کی وجہ سے انڈے خارج نہ ہوں،

(ہ) اس عضو (ovary) میں رسولی ہو۔

مؤخر الذکر تینوں صورتوں میں کسی دوسری عورت کے انڈے حاصل کر کے ان کا مرد کے جرثوموں کے ساتھ ٹیوب میں ملاپ کرایا جاتا ہے۔ یہ تینوں صورتیں اس لئے ناجائز ہیں کہ مرد اپنے جرثوموں کا اس عورت کے انڈوں کے ساتھ ملاپ کرا رہا ہے جو اس کی منکوحہ نہیں ہے اور اس کو ایک اجنبی عورت کے انڈوں میں تصرف کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، نہ وہ عورت اس بات کی مالک ہے کہ اپنے انڈے ایک اجنبی مرد کو پیش کر دے۔ اور پہلی دونوں صورتیں اس لیے ناجائز ہیں کہ مرد اپنے نطفہ کی کاشت کے لیے اس عورت کے رحم کو استعمال کر رہا ہے، جو اس کی منکوحہ نہیں ہے اور اس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔" (18)

تمام تر دلائل اور تفصیلات اس موضوع پر تحریر کرنے کے بعد اس بحث کے اختتام پر لکھتے ہیں:

"اس موضوع پر میں نے جو کچھ لکھا ہے چونکہ یہ ابتداءً اور ارتجالاً لکھا ہے اور میرے سامنے اس موضوع پر کوئی اور تحقیق نہیں ہے اس لیے ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی نقص یا خطا کا پہلو ہے۔ بہر حال میں نے جو کچھ لکھا اگر یہ حق اور صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اگر اس میں کوئی سقم اور خطاء ہے تو اس کا سبب میرا ناقص مطالعہ اور سوء فہم ہے۔" (19)

Marfat.com

پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت

جدید میڈیکل سائنس کی دن بدن ترقی نے علاج معالجہ کے سلسلے میں نئے مسائل کو جنم دیا ہے جس سے بہت بڑے پیمانے پر انسانیت کی خدمت ہوئی ہے، جہاں علماء کے سامنے نئے نئے اجتہادی مسائل آ کھڑے ہوئے ہیں، انہی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں پہلے پوسٹ مارٹم کا تعارف اور وجوہات ذکر کی جائیں گی۔

پوسٹ مارٹم کا تعارف

Post-mortem (meaning after death) may refer to:

In science:

Post-mortem examination, or autopsy, an examination of a corpse in order to determine cause of death

Post-mortem interval, the time that has elapsed since a person has died

Postmortem studies, a neurobiological research method(20)

موت کے بعد طبّی معائنہ عام طور پر درج ذیل وجوہات کی بنا پر کیا جاتا ہے:

1۔ موت کا سبب ووقت جاننے اور قاتل کی شناخت کے لیے

2۔ میڈیکل کے طلباء کو تعلیمی مقاصد کے لیے مشاہدہ وتجربہ کی خاطر

3۔ نومولود میں اس امر کی تحقیق کرنا کہ پیدائش کے وقت وہ زندہ تھا اور اس میں زندہ رہنے کی قابلیت تھی یا نہیں

مذکورہ بالا وجوہات نفع سے خالی نہیں ہیں کیونکہ پہلی صورت میں قاتل کی گرفت کے

Marfat.com

لیے تحقیقی کارروائی مکمل کرنے میں تعاون حاصل ہوتا ہے جبکہ دوسری صورت میں وہ طلباء جنہیں مستقبل میں ان معاملات کا سامنا کرنا ہوگا انہیں تعلیم دینا مقصود ہے۔

پوسٹ مارٹم کا اصول وانداز

مروجہ پوسٹ مارٹم کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ پوسٹ مارٹم معائنہ تفصیلی ہو۔ جسم کے تینوں جوف (cavities) یعنی سینہ، پیٹ اور کھوپڑی کو کھول کر معائنہ کرنا چاہیے اگرچہ موت کا سبب کسی ایک جوف میں بھی دریافت ہوگیا کیونکہ معائنہ کرنے والے میڈیکل افسر کو صرف اتنا ہی درج نہیں کرنا کہ فلاں فلاں اعضاء کو زخم پہنچا ہے بلکہ اس بات کو بھی واضح کرنا ہے کہ بقیہ اعضاء درست پائے گئے ہیں۔

''مروجہ پوسٹ مارٹم معائنہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

1۔ظاہری معائنہ(External examination)

2۔اندرونی معائنہ(Internal examination)''(21)

پوسٹ مارٹم کے مواقع

''میت کے پوسٹ مارٹم کی ضرورت دو جگہ پیش آتی ہے، ایک ضرورت ہے تعلیم، تعلیم کے لئے عام طور پر کسی لاوارث میت کو قبضے میں کرنے کے بعد میڈیکل کالج کے طلباء اس کے جسم پر آپریشن کی مشق کرتے اور اس کے جسم کے مختلف اعضاء پر طبی نوعیت کے تجربات کرتے ہیں، ہر چند کے پلاسٹک ماڈل پر تجربات شروع ہو چکے ہیں۔

آج کل انسانی جان کو بچانے کے لئے سرجری اور آپریشن ایک ضروری طریقہ علاج ہے۔۔اب سوال یہ ہے کہ میڈیکل کالج کے طلباء اگر زمانہ تعلیم میں سرجری کی مشق نہ کریں تو وہ مستقبل میں سرجری کے ذریعے علاج نہیں کر سکتے اور بغیر آپریشن کے جن لوگوں کا علاج نہیں ہوسکتا ان کی زندگی یقینی خطرے میں ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے: الضرورات تبیح المحظورات، ضرورت کی بنا پر امر ممنوع کا کرنا جائز ہوجاتا ہے تو کیا اس عام ضرورت

Marfat.com

کی بنا پر پوسٹ مارٹم کرنے کی بالعموم اجازت دی جاسکتی ہے۔''(22)

اس باب میں مختلف آراء نظر آتی ہیں چنانچہ علّامہ سعیدی صاحب نے اس پر بہت دقیق بحث کی ہے اور اس کی بعض جوازی صورتوں کو حوالہ جات کے ساتھ بیان کیا ہے، چنانچہ علّامہ سعیدی صاحب کے ساتھ ساتھ چند مزید مفکرین کی آراء پیش خدمت ہیں۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے پوسٹ مارٹم کے جواز اور عدم جواز پر تفصیلی بحث کی ہے اور بطور دلائل اس کی جوازی صورتوں میں درمختار، فتح القدیر، ردالمحتار، فتاویٰ قاضی خان، فتاوی النوازل، المہذب مع المجموع، شرح المہذب مع المجموع، فتح العزیز، المغنی لابن قدامہ اور میزان الشریعۃ الکبریٰ سے علّامہ عبدالوہاب شعرانی کی تصریحات پیش کی ہیں۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے پوسٹ مارٹم کے مواقع، جواز اور عدم جواز پر بحث کی ہے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

پوسٹ مارٹم کے جواز وعدم جواز کا محل

''اس سلسلہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ سرجری کی مشق کے لئے جانوروں اور غیر مسلم اموات کو حاصل کرنا چاہیے اور مسلم اموات پر سرجری کی مشق کرنا جائز نہیں ہے اور غیر مسلم اموات کا حصول اس قدر دشوار نہیں ہوتا جس کی بناء پر مسلمان میت کی چیر پھاڑ کر کے اس کی بے حرمتی کی جائے خصوصاً اس صورت میں جبکہ پلاسٹک ماڈل سے تعلیم شروع کی جا چکی ہے۔

پوسٹ مارٹم کی دوسری وجہ جو بالعموم پیش آتی ہے وہ مقدمے کی تحقیق کا اور کسی بے قصور مسلمان کو قتل کی سزا سے بچانے کا مسئلہ۔ مثلاً ایک شخص کو پولیس نے پستول سمیت پکڑ لیا اور اس پر الزام ہے کہ اس نے اپنے پستول سے فلاں شخص کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے جبکہ ملزم یہ کہتا ہے کہ میں نے اس پر گولی نہیں چلائی اور تمام شواہد اور قرائن ملزم کے خلاف ہیں اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے یہ مقتول کے جسم میں جو گولی ہے آیا وہ اس نمبر کی گولی ہے جو ملزم کی پستول میں ہے یا کوئی اور گولی ہے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مقتول کے جسم میں ملزم کے

Marfat.com

پستول کی گولی ہے تو وہ قاتل ثابت ہو جائے اور اگر وہ گولی اس کے پستول کی نہیں ہے تو وہ بری ہو جائے گا۔

ایسی صورت میں جبکہ پوسٹ مارٹم کے ذریعے کسی بے قصور کی جان بچانے کا مسئلہ ہو تو پوسٹ مارٹم کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے اور فقہائے اربعہ کے مذاہب میں اس کی تائید موجود ہے۔" (23)

اس کے بعد علّامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے بطور دلائل اس کی جوازی صورتوں میں درمختار، فتح القدیر، ردالمحتار، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ النوازل، المہذب مع المجموع، شرح المہذب مع المجموع، فتح العزیز، المغنی لابن قدامہ اور میزان الشریعۃ الکبری سے تصریحات پیش کی ہیں۔ چنانچہ اپنی بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:

"ہم نے سطور بالا میں جو عبارات نقل کی ہیں ان سے ظاہر ہو گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ زندہ بچے کو نکالنے کے لئے مردہ عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا، امام مالک کا ایک قول بھی یہی ہے اور حنابلہ میں سے ابن قدامہ کا بھی یہی نظریہ ہے اور اس پر سب متفق ہیں کہ مال غیر نکالنے کے لئے مردے کا پیٹ چاک کر دیا جائے گا۔

مذاہب اربعہ کی ان تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ زندہ کی جان بچانے کے لئے مردہ کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔" (24)

اس ضمن میں مختلف فتاویٰ کا مطالعہ کیا گیا مگر کہیں پوسٹ مارٹم کے دوران جن امور کا لحاظ رکھنا چاہیے، وہ دیکھنے میں نہیں آئے۔ چنانچہ پوسٹ مارٹم کے دوران درج ذیل امور کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

1۔ جیسے کسی زندہ کے جسم کو ایذاء پہنچانا حرام ہے وہی حکم مردہ کا بھی ہے لہٰذا اس بات کا خیال کیا جائے کہ بے جا تکلیف پہنچانا یا طلبہ کا دورانِ مشق ان اعضاء کا مذاق بنانا قطعاً جائز نہ ہوگا۔

2۔ میت کی حرمت کا لحاظ زندہ جسم کی مانند کیا جائے۔

Marfat.com

3۔ شرعی ضابطہ کے مطابق جس امر کا جواز ضرورت کی بناء پر ہو وہ بقدرِ ضرورت ہی مباح ہو گا۔

4۔ سترِ عورت کا ہر صورت لحاظ رکھا جائے، یہاں تک کہ ایک شوہر کو اپنی بیوی کے مرنے کے بعد اسے بلا حائل چھونا جائز نہیں ہے اور نہ ہی چہرہ ہاتھ وغیرہ کے سوا کچھ دیکھنا جائز ہے۔ لہٰذا پردے کے احکام کی پابندی لازم ہے۔

آخر میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد کی رائے ذکر کرنا مفید ہوگی۔

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد کی رائے

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے شعبہ فقہ و قانون نے 28 تا 30 جون 1995ء کو ایک ورکشاپ جو کہ ''طبی فقہی مسائل ورکشاپ'' کے نام سے اسلام آباد میں منعقد ہوئی، اس ورکشاپ میں ملک کے معروف علماء و اسکالرز اور میڈیکل سائنس کے دانشوروں اور ڈاکٹروں کو جدید طبی مسائل پر گفتگو کی دعوت دی گئی۔ اس ورکشاپ میں پوسٹ مارٹم ڈائی سیکشن ایک اہم مسئلہ تھا، چنانچہ اس پر ہونے والی تحقیقی گفتگو کا خلاصہ اس طرح تحریر کیا گیا ہے:

''پوسٹ مارٹم یعنی طبی معائنہ بعد از مرگ اور ڈائی سیکشن پر ایک اجلاس منعقد ہوا۔ شرکائے ورکشاپ کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ شرعی مقاصد کے لیے پوسٹ مارٹم ایک ضرورت ہے، لہٰذا یہ جائز ہے۔ شرعی مقاصد سے مراد ہے:

1۔ میت کی شناخت: یعنی میت کی جنس اور عمر معلوم کرنا، اور بعض صورتوں میں میت کی نسل معلوم کرنا، اس سے اکثر و بیشتر میت کی شخصیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

2۔ موت کی وجہ اور نوعیت: یعنی کیا مرنے والا طبعی موت مرا ہے یا غیر طبعی موت مرا ہے؟ اگر غیر طبعی موت مرا ہے تو کیا حادثہ ہوا ہے، یا میت کو زہر خورانی کے ذریعہ یا گلا گھونٹ کر یا کند آلہ سے ضرب لگا کر یا تیز دھار آلہ سے ضرب لگا کر مارا گیا ہے؟

3۔ موت کے وقت کا تعین: شرعی پوسٹ مارٹم حاکم مجاز کی اجازت یا حکم سے ہوتا ہے۔ میڈیکل ڈاکٹر از خود یہ کاروائی نہیں کرتا۔'' (25)

Marfat.com

اعضاء کی پیوند کاری

دورِ حاضر میں انسانی دل ،گردے،جگر،پھیپھڑے،آنکھوں کا قرنیہ اور بعض دیگر اعضاء کی پیوند کاری کی جارہی ہے۔یہ اعضاء بعض اوقات بذریعہ وصیت مرنے کے بعد میت سے حاصل کیے جاتے ہیں اور بعض اوقات زندگی میں ہی ان کا عطیہ کر دیا جاتا ہے۔

یہ مسئلہ ہمارے علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ آیا کسی ضرورت مند آدمی کو کوئی شخص اپنی مرضی سے اپنا کوئی عضو دے سکتا ہے یا نہیں؟ نیز کیا کسی کی وصیت اپنے عضو کے عطیے کے بارے میں قبولِ عمل ہے یا نہیں؟

چنانچہ اس ضمن میں پہلے اعضاء کی پیوند کاری کی مروجہ صورتیں بیان کی جائیں گی ساتھ ساتھ ان کے دلائل بھی ذکر کیے جائیں گے،اس کے بعد جانبین کے دلائل اور پھر علّامہ سعیدی صاحب کے موقف کا خلاصہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ تحقیق کار کا تبصرہ پیش کیا جائے گا۔

اعضاء کی پیوند کاری کی صورتیں

اعضاء کی پیوند کاری کی تین صورتیں ہیں:

1۔مصنوعی اعضاء: یعنی کسی بھی دھات یا لکڑی اور پلاسٹک یا کسی بھی مصالحہ کے مصنوعی اعضاء بنا کر انسانی جسم میں لگا دینا۔

2۔جانوروں کے اعضاء: دوسری صورت یہ ہے کہ جانوروں کے اعضاء ضرورت کے وقت انسانی جسم میں لگا دیئے جائیں۔

3۔انسانی اعضاء: تیسری صورت یہ ہے کہ مردہ یا زندہ آدمی کے اعضاء کسی دوسرے آدمی میں لگا دیئے جائیں۔

پہلی صورت تو یہ ہے کہ کسی معذور یا بیمار کو جس عضوء کی ضرورت ہو وہ عضو سونے چاندی

Marfat.com

یا پیتل وغیرہ یا پلاسٹک اور لکڑی سے بنا کر مصالحہ کے ذریعے جوڑ دیا جائے۔ یہ صورت متقدمین اور متاخرین کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ:

''عن عبد الرحمٰن بن طرفة أن جدہ عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب (يوم معروف من أيام الجاهلية) فاتخذ أنفا من ورق فأنتن عليه فأمره النبی صلی الله عليه وسلم فاتخذ أنفا من ذهب'' (26)

ترجمہ: ''حضرت عبدالرحمٰن طرفہ کہتے ہیں کہ ان کے دادا عرفجہ بن اسعد کی جنگ کلاب میں ناک کٹ گئی انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگوالی۔ اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا''۔

گویا اس حدیث سے ثابت ہوا ضرورت کہ وقت جب کسی شخص کا کوئی عضو ضائع ہوجائے تو اس کی جگہ کسی دھات کو بطور عضو استعمال کرنے کی اجازت ہے اس کی ایک دلیل امام ترمذی نے بھی نقل کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

''وقد روی غير واحد من أهل العلم أنهم شدوا اسنانهم بالذهب وفی هذا الحديث حجة لهم'' (27)

ترجمہ: ''متعدد اہل علم سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے دانتوں کو سونے کے ساتھ باندھا اور اس حدیث میں ان کے لئے دلیل ہے۔''

دوسری صورت میں جانوروں کے اعضاء سے پیوند کاری کے جواز میں متقدمین اور متاخرین کا اجماع ہے کہ حلال اور مذبوح جانوروں کے اعضاء سے انسانی جسم میں پیوندکاری کی جاسکتی ہے اور ان کا مستدل آیتِ مذکورہ ہے:

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ (28)

ترجمہ: ''اور اس نے چوپایوں کو پیدا کیا، ان میں تمہارے لیے گرم کپڑے اور دوسرے فوائد اور ان میں سے بعض تم کھاتے ہو۔'' (29)

سورۂ نحل کی آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانوروں میں اللہ تعالیٰ نے بے

Marfat.com

شمار فوائد رکھے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں درمختار کی عبارت محل نظر ہے۔

''وَشَعْرُ الْمَيْتَةِ غَيْرُ الْخِنْزِيرِ عَلَى الْمَذْهَبِ (وَعَظْمُهَا وَعَصَبُهَا) عَلَى الْمَشْهُورِ (وَحَافِرُهَا وَقَرْنُهَا) الْخَالِيَةُ عَنِ الدُّسُومَةِ) طَاهِرٌ'' (30)

ترجمہ: ''اور مردار کے بال سوائے خنزیر کے امام اعظم کے مذہب پر اس کی ہڈی اور اس کے پٹھے مشہور روایت کے مطابق اور اس کے کھر اور اس کی سینگ جو چکناہٹ اور چربی سے خالی ہوں وہ پاک ہیں۔''

فقہاء احناف کی متعدد تصریحات بھی اس دوسری صورت کے جواز پر واضح دلیل ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''قال محمد رحمه الله تعالیٰ ولا باس بالتداوی بالعظم اذا کان عظم شاة او بقرة او بعیر او فرس او غیره من الدواب الاعظم الخنزیر والادمی فانه یکره التداوی بهما۔'' (31)

ترجمہ: ''امام محمد نے فرمایا کہ ہڈی کے ذریعے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ ہڈی بکری، گائے، اونٹ، گھوڑے یا کسی اور جانور کی ہو، سوائے خنزیر اور آدمی کی ہڈی کے، کہ ان کے ذریعے علاج کرنا مکروہ ہے۔''

پیوند کاری کی تیسری صورت درحقیقت علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے اور اس میں اہلِ علم کا جواز اور عدمِ جواز کا اختلاف ہے۔

مجوزین کے دلائل

اعضاء کی پیوند کاری کے متعلق بھی علماء کی آراء مختلف ہیں۔ بعض علماء کا موقف یہ ہے کہ اعضاء کی پیوند کاری چند شرائط کے ساتھ جائز اور درست ہے، ان نامور مفکرین میں ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب مصنف ''جدید طبی مسائل کا شرعی حل''، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مصنف ''جدید فقہی مسائل''، مفتی رفیق الحسنی، امام خمینی اور پاکستان آئی بینک کے صدر جناب افتخار حسین صاحب شامل ہیں اور مزید مصر اور اردن کے بعض فتاویٰ شامل کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

مجوزین نے اپنے موقف پر دلائل کے لیے چند فقہی جزئیات سے استدلال کیا ہے اور اعضاء کی پیوند کاری کو درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز اور درست قرار دیا ہے:

1۔ مریض بہت ضرورت مند ہو کوئی طبیب حاذق یہ کہہ دے کہ اس طریقہ سے اس کی جان بچ جائے گی۔

2۔ عضو دینے والے کو عضو دینے کے سبب کوئی جانی نقصان کا خطرہ نہ ہو۔

3۔ عضو دینے والا رضا کارانہ طور پر اپنا عضو پیش کرے۔

چنانچہ ذیل میں چند مفکرین کے دلائل ذکر کیے جائیں گے۔

پلاسٹک سرجری کے مجوزین

دور حاضر میں اپنے اعضاء کو خوبصورت بنانے کے لئے چہرے کی پلاسٹک سرجری کرانا عام طور پر دیکھا گیا ہے، اس سلسلے میں اہل علم کی متضاد آراء ہیں چنانچہ مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب لکھتے ہیں:

''کسی شخص کے چہرے پر کوئی دھبہ یا داغ وغیرہ ہوں اور چہرہ بالکل بگڑ نہ گیا ہو تو محض خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری جائز نہ ہوگا البتہ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ کسی حادثے وغیرہ کی وجہ سے اس کی شکل و چہرے میں بہت زیادہ بگاڑ ہو جائے حتیٰ کہ وہ لوگوں کے سامنے نہ جا سکتا ہو یا لوگوں نے اس وجہ سے اس سے کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہو تو ایسے شخص کو ایک اچھی صورت میں زندگی گزارنے اور لوگوں کے درمیان بلا تکلف آنے جانے کے لئے پلاسٹک سرجری کروانے میں کوئی حرج نہیں۔''(32)

اسی ضمن میں کسی صاحبِ علم نے پلاسٹک سرجری کے عدم جواز پر مقالہ لکھا تھا اور اس میں اس سرجری کو شیطانی عمل سے تعبیر کیا تھا چنانچہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ سید محمود احمد رضوی لکھتے ہیں:

''اوّل تو بلا ضرورت کی قید بیکار ہے کیونکہ کوئی شخص بلا ضرورت پلاسٹک سرجری جیسا مہنگا علاج نہیں کراتا، ضرورت کے وقت ہی کراتا ہے۔

Marfat.com

ثانیاً محض زیب وزینت کی بناء پر پلاسٹک سرجری کو شیطانی عمل قرار دینا بھی عجیب وغریب اور عقل شکن جملہ ہے، جائز زیب وزینت کو آپ نے کس دلیل شرعی سے ناجائز قرار دیا؟ جبکہ فقہاء کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ مستورات کو اپنے خاوند کو خوش رکھنے کے لئے بناؤ سنگھار کرنا اور زیب وزینت کو اختیار کرنا کارثواب ہے، بناء بریں زیب وزینت کے لئے اپنے خاوند کو خوش کرنے کی نیت سے چہرے کے بدنما داغوں، دھبوں اور مسّوں کو ختم کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا شیطانی عمل اور موجب لعنت ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ کارثواب اور مستحب قرار پائے گا۔'' (33)

ان اہل علم کی رائے سے یہ نتیجہ نکلا کہ پلاسٹک سرجری ضرورت کے وقت کرانے کی اجازت ہے لیکن شوقیہ کروانا درست نہیں ہوگا چنانچہ اس ضمن میں ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر لکھتے ہیں:

''فقیر، حضرت علامہ محمود رضوی صاحب زید مجدہ کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کے بلاضرورت کی قید ہی بیکار ہے کیونکہ آجکل فیشن ایبل گھرانوں اور دولت مند خاندانوں کی بوڑھی خواتین بغیر کسی بیماری کے بلاضرورت صرف اپنے بڑھاپے کو چھپانے کے لئے اور ساٹھ سال کی عمر میں پھر سے پندرہ سالہ دوشیزہ نظر آنے کے لئے بھی پلاسٹک سرجری کروا رہی ہیں۔ جو بداہتاً بلاضرورت کے تحت آئے گا جو یقیناً ناجائز ہوگا خواہ وہ اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے کریں یا اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے ایسا کریں۔ بہرحال یہ قرآن وحدیث کی منشاء کے خلاف ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کا باعث ہے۔'' (34)

ڈاکٹر صاحب مزید اخباری حوالے سے لکھتے ہیں:

''فقیر کی اس رائے کی تائید اُردن کے ایک بہت بڑے عالم اور مفتی شیخ محمد سعید صاحب کے اس فتوی سے ہوتی ہے جو حال ہی میں پاکستانی اخبارات میں شائع ہوا کہ انہوں نے محض خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کو ناجائز قرار دیا ہے۔'' (35)

اس سلسلہ میں پاکستان آئی بینک کے صدر جناب افتخار حسین صاحب کا مرتب کردہ

Marfat.com

رسالہ ''اسلام اور قرنیہ کی پیوند کاری''، علمی حلقوں میں بہت اہمیت رکھتا ہے، جس میں انہوں نے بعض مشہور شخصیات کی آراء کو جمع کیا ہے ان میں مولانا محمد طاسین صاحب کا مقالہ نسبتاً زیادہ فکر انگیز تھا اسی لئے اس کا خلاصہ بحوالہ شرح صحیح مسلم پیش خدمت ہے، چنانچہ مولانا محمد طاسین صاحب لکھتے ہیں:

''جو علماء قرنیہ کی پیوند کاری کو ناجائز اور حرام کہتے ہیں ان حضرات کی پہلی اور بڑی دلیل یہ ہے کہ چونکہ قرنیہ کی پیوند کاری میں مردہ آدمی کی لاش سے آنکھیں نکالنی پڑتی ہیں اور مردہ آدمی کی لاش میں قطع و برید تکریم آدمیت کے منافی ہے۔ آدمی زندہ ہو یا مردہ اس کی تکریم واجب اور توہین حرام ہے، لہٰذا جو عمل تکریم آدمیت کے منافی ہوگا وہ حرام ہے لہٰذا قرنیہ کی پیوند کاری بھی حرام ہے۔ تکریم آدمیت سے متعلق یہ حضرات قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ (36)

ترجمہ: ''بیشک ہم نے اولاد آدم کو فضیلت دی اور ان کو خشکی اور سمندر کی سواریاں دیں اور ان کو طیب چیزوں سے رزق دیا اور ان کو ہم نے اپنی مخلوق میں سے بہت سوں پر فضیلت دی ہے۔''(37)

توہین آدمیت کی ممانعت میں دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں ایک وہ جس میں مثلہ سے منع فرمایا گیا ہے۔۔۔ اور دوسری وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ انسان کی ہڈی توڑنا گناہ اور حرام ہے لہٰذا مردہ انسان کی ہڈی وغیرہ توڑنا بھی گناہ اور حرام ہے۔۔۔

''البتہ کتب فقہ میں قرآن و حدیث سے ماخوذ کچھ ایسے قواعد کلیہ اور اصول عامہ ضرور ملتے ہیں جن کی روشنی میں اس جزوی مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ان قواعد کلیہ میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ: ضرورت محظور و ممنوع چیز کو مباح کر دیتی ہے۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ دو

Marfat.com

برائیاں پیش آئیں تو بڑی برائی سے بچنے کے لئے چھوٹی برائی کو اختیار کرنا جائز ہے۔ تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ بڑے فائدے کی خاطر چھوٹے فائدے کو چھوڑنا جائز ہے۔ چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں ایک پہلو مضرت کا اور دوسرا پہلو منفعت کا ہو تو اگر مضرت کا پہلو غالب یا برابر ہو تو اس چیز سے اجتناب کیا جائے اور اگر منفعت کا پہلو غالب ہو تو اسے اختیار کیا جائے، غور سے دیکھا جائے تو ان چاروں قواعد کلیہ کی رو سے مسئلہ مذکور کا حل یہ نکلتا ہے کہ اندھے آدمی کی بینائی کے لئے مردہ آدمی کی آنکھیں حاصل کرنا جائز ہیں۔'' (38)

چنانچہ ان کے دلائل کو سمجھنے کے لئے درج ذیل نکات میں خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

1۔ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔

2۔ آدمی کو جب دو برائیاں درپیش ہوں تو اس برائی کو اختیار کرو جو نقصان میں کم ہو۔

3۔ بڑے فائدے کے حصول کے لئے چھوٹے فائدے کو ترک کر دیا جائے۔

4۔ کسی چیز میں نفع و نقصان دونوں کے پہلو موجود ہوں اور نفع زیادہ ہو، نقصان کم ہو تو نفع کو اختیار کیا جائے۔

ان چار اصولوں کی روشنی میں ان حضرات کے موقف کو مفتی اسمٰعیل نورانی صاحب اس طرح سے لکھتے ہیں کہ:

''اولاً: ضرورت کی وجہ سے ممنوع کام مباح ہو جاتا ہے۔

ثانیاً: پیوند کاری کی زیر بحث صورت میں دو فائدے ہیں:

کسی کی جان کو بچانا، تکریم انسانیت۔ ان دونوں میں جو بڑا فائدہ ہے اس کو اختیار کیا جائے گا یعنی ''مریض کی جان کو بچانا''۔

ثالثاً: پیوند کاری کی اس صورت میں دو برائیاں ہیں:

ایک مریض کی ہلاکت، دوسرا انسان کی حرمت و عزت کی پامالی۔ ان میں جو برائی ہلکی ہے (یعنی حرمت انسانیت کی پامالی) اس کو اختیار کر لیا جائے گا لیکن کسی مریض کی جان کو ضائع ہونے نہیں دیا جائے گا۔

Marfat.com

رابعاً: پیوند کاری کی اس صورت میں دو پہلو ہیں:

ایک نفع کا دوسرا ضرر کا۔ نفع کا پہلو یہ کہ کسی مریض کی جان کو بچالیا جائے اور ضرر کا پہلو ''انسانی تکریم کی پامالی'' ہے۔ ان دونوں کے مجتمع ہونے کی صورت میں (اصول مذکور کے مطابق) نفع کے پہلو کو اختیار کیا جائے گا۔ یعنی مریض کی جان کو بچالیا جائے گا۔'' (39)

علمائے مصر کی رائے

چنانچہ اس ضمن میں علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''مصری علماء کی اس تحقیق کے اعتبار سے مرنے کے بعد عطیہ چشم کی وصیت جائز ہے اور زندہ آدمی کے لئے اپنا گردہ یا کوئی اور عضو کسی ضرورت مند کو تبرعاً بلا قیمت دینا جائز ہے اور لاوارث مردے کے اعضاء کو ضرورت مند لوگوں کو لگانا جائز ہے، البتہ ان اعضاء کو بیچنا اور ان کی قیمت وصول کرنا حرام اور ناجائز ہے کیونکہ یہ تکریم انسانی کے خلاف ہے۔'' (40)

اعضاء کی پیوند کاری کے مجوزین نے چند دلائل کو پیش کیا ہے وہ سب، اس بات کی تائید و تصدیق کرتے ہیں کہ:

انسان کی تکریم وعزت کے مقابلے میں کسی کی جان کو بچانا زیادہ اہم اور قابل لحاظ ہے۔

اس سلسلے میں درج ذیل دلائل دیئے گئے ہیں:

1۔ ''فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی حاملہ عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو، جو حرکت کررہا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ یہ بچہ زندہ ہے تو اس حاملہ کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ کو نکالا جائے گا۔'' (41)

2۔ ''جس شخص کو نکسیر ہو اور خون بند نہ ہوتا ہو اور مرنے کا خدشہ ہو وہ اگر اپنے خون سے اپنی پیشانی پر قرآن کا کوئی حصہ لکھنا چاہے تو یہ جائز ہے۔ بعض فقہاء نے یہاں تک فرمایا اگر پیشاب سے شفاء ہوتی ہے تو پیشاب سے بھی لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔'' (42)

3۔ ''اگر کسی شخص نے کسی کا موتی نگل لیا اور پھر وہ مرگیا تو اولیٰ یہ ہے کہ موتی نکالنے کے لئے اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا۔'' (43)

Marfat.com

مذکورہ دلائل کے علاوہ کچھ اور قرائن بھی ہیں، جن میں ایثار وقربانی، احترامِ انسانیت، ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنے، حاجتیں پوری کرنے، اور مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہیں۔

مانعین کے دلائل

اس موقف کے برعکس بعض اہلِ علم کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اعضاء کی پیوند کاری دوسرے انسان کے اعضاء سے قطعاً جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اب عدمِ جواز پر چند نامور شخصیات کے دلائل ذکر کیے جائیں گے۔

اعضاء کی پیوند کاری پر مفتی محمد شفیع صاحب کی رائے

مفتی محمد شفیع صاحب اس موضوع پر اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ:

''تبادلہ اعضائے انسانی کے زیرعنوان ابھی آپ کو قرآن حکیم کے صریح نصوص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخدوم کائنات بنایا ہے یہ تمام مخلوقات کا استعمال کرنے والا ہے خود اس کے اعضاء واجزاء کا استعمال اس کی اہانت اور تخلیق کائنات کے منشاء کا خلاف ہے، نیز یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ انسان کے اعضاء واجزاء انسان کی اپنی ملک نہیں ہے کہ جن میں وہ مالکانہ تصرف کر سکے اسی لئے ایک انسان اپنی جان یا اپنے اعضاء وجوارح کو نہ بیچ سکتا ہے اور نہ ان کو کسی کو ہدیہ اور ہبہ کے طور پر دے سکتا ہے اور نہ ان چیزوں کو اپنے اختیار سے ہلاک وضائع کر سکتا ہے۔''(44)

چنانچہ مفتی شفیع صاحب نے بھی آیات قرآنی کی روشنی میں اس فقہی نکتہ کو واضح کیا جس کا ذکر مولانا مودودی صاحب نے اپنے جواب میں کیا کہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں لہٰذا اس کے لئے کسی بھی قسم کا تصرف کرنا جائز نہ ہوگا۔

مزید لکھتے ہیں:

''بحث طلب مسئلے دو ہیں جو آجکل اسپتالوں میں پیش آرہے ہیں اور جس کے لئے اپیلیں کی جارہی ہیں وہ یہ کہ انسان دنیا سے جارہا ہے خواہ کسی عارضے کے سبب یا کسی جرم

Marfat.com

میں قتل کئے جانے سے اس کی اجازت اس پر لی جائے کہ مرنے کے بعد اس کا فلاں عضو قطع کر لیا جائے اور کسی دوسرے انسان میں لگایا جائے یہ صورت بظاہر مفید ہی مفید ہے کہ مرنے والے کے تو سارے ہی اعضاء فنا ہونے والے ہیں ان میں سے کوئی عضو اگر کسی زندہ انسان کے کام آجائے اور اس کی مصیبت کا علاج بن جائے تو اس میں کیا حرج ہے یہ ایسا معاملہ ہے کہ عام لوگوں کی نظریں صرف اس کے مفید پہلو پر جم جاتی ہیں اور اس کے وہ مہلک نتائج نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں جن کا کچھ ذکر شروع بحث میں آچکا ہے مگر شریعت اسلام جو انسان اور انسانیت کے ظاہری اور معنوی صلاح وفلاح کی ضامن ہے اس کے لئے مضر اور مہلک نتائج سے صرف نظر اور صرف ظاہری فائدے کی بناء پر اس کی اجازت دے دینا ممکن نہیں۔ شریعت اسلام نے صرف زندہ انسان کے کارآمد اعضاء ہی کو نہیں بلکہ قطع شدہ بیکار اعضاء واجزاء کو بھی حرام قرار دیا ہے اور مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع وبرید کو بھی ناجائز کہا ہے اور اس معاملے میں کسی کی اجازت اور رضامندی سے بھی اس کے اعضاء واجزاء کے استعمال کی اجازت نہیں دی اور اس میں مسلم اور کافر سب کا حکم یکساں ہے کیونکہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے تکریم انسانیت کو شریعت نے وہ مقام عطا کیا ہے کہ کسی وقت کسی حال کسی کو انسان کے اعضاء واجزاء حاصل کرنے میں طمع دامن گیر نہ ہو اور اس طرح یہ مخدوم کائنات اور اس کے اعضاء عام استعمال ہونے والی چیزوں سے بالاتر رہیں جن کو کاٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں، دواؤں اور دوسرے مفادات میں استعمال کیا جاتا ہے اس پر آئمہ اربعہ اور پوری امت کے فقہاء متفق ہیں اور نہ صرف شریعت اسلام بلکہ شرائع سابقہ اور تقریباً ہر مذہب وملت میں یہی قانون ہے۔" (45)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اعضاء کی پیوند کاری شرعاً جائز نہیں ہے چنانچہ آپ نے اپنے موقف کی تائید میں ایک درجن سے زیادہ کتابوں کے حوالہ جات نقل کئے ہیں جس میں سب سے پہلے آپ دیگر مفکرین کی آراء نقل کرتے ہیں۔ آپ کی بحث کے اہم

Marfat.com

نکات درج ذیل ہیں۔

1۔ مردے کی اعضاء سے پیوند کاری کا حکم

2۔ حالت اضطرار میں پیوند کاری کا حکم

3۔ کیا حالت اضطرار میں مردہ انسان کے اعضا سے پیوند کاری کی جاسکتی ہے؟

4۔ دودھ اور خون سے علاج پر پیوند کاری کے قیاس کا جواب

5۔ اضطرار کی بنیاد پر بھی انسانی اعضا سے علاج جائز نہیں

6۔ اعضا کی پیوند کاری کے سلسلے میں علما اردن کا فتویٰ

7۔ اعضا کی پیوند کاری میں مصری علما کی تحقیق

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اس بارے میں یہ ہے کہ اعضاء سے پیوند کاری قطعاً ناجائز ہے، خواہ جس کے اعضاء لئے جارہے ہیں وہ زندہ ہو یا مردہ اور جس کے لئے عضو لیا جارہا ہے وہ حالت اضطرار میں ہو یا حالت اختیار میں۔

اب ذیل میں علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کی تفصیل ملاحظہ ہو:

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے موقف کی بنیاد قرآن حکیم کی روشنی میں اس امر کو بنایا ہے کہ انسان (علی الاطلاق) مکرم، معزز اور محترم ہے۔ لہٰذا کسی شخص کا اپنے اعضاء کو کسی مریض کے لئے دینا (خواہ وہ مریض حالت اضطرار میں ہو) تکریم انسانیت کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ غیر کی ملک میں تصرّف کرنا ہے، جو کہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ متعدد فقہاء نے اپنی کتب میں انسانی اعضاء سے نفع حاصل کرنے کو صرف اسی بنیاد پر ناجائز کہا ہے کہ انسان قابل تکریم اور قابل احترام ہے۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس دعوے کے اثبات میں فقہ کی درج ذیل سات کتب سے عربی عبارات پیش کی ہیں:

شرح سیر کبیر، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ بزازیہ، فتاویٰ ہندیہ، ردالمختار، بدائع صنائع اور کتاب

Marfat.com

الام لامام الشافعی۔

اس کے بعد علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے مضبوط دلائل سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ حالت اضطرار میں بھی زندہ اور مردہ انسان کے اعضاء سے علاج حرام ہے۔اس سلسلے میں بھی فقہ کی سات معتمد کتابوں کے حوالے نقل کئے ہیں:

شرح المہذب، المغنی لابن قدامہ،الشرح الکبیر، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر،فتاویٰ قاضی خان،فتاویٰ بزازیہ اور فتاویٰ عالمگیری۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ اعضاء کی پیوندکاری پر صفحہ 843 تا 867 تک طویل بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''پوسٹ مارٹم،خون چڑھانے،حرام اشیاء سے علاج اور اعضاء کی پیوندکاری پر ہم نے بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے اس سلسلے میں پاکستان، اردن، مصر اور ایران کے علماء اور دانشوروں کے افکار اور تحقیقات کو پیش کیا ہے اور ان موضوعات پر قرآن، حدیث اور مذاہب اربعہ کے فقہا کے اقوال اور تصریحات کی روشنی میں ہمیں جو بات سمجھ آئی اور ہم نے جو موقف طے کیا ہے اس کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور جن علماء اور دانشوروں سے ہم نے اختلاف کیا ہے نہایت ادب کے ساتھ ان کے دلائل پر بحث ونظر کی ہے،ان موضوعات پر اگر ہمارا موقف حق وصواب ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہے اور اگر ہمارا موقف غلط ہے تو یہ ہمارے قصور علم اور سوء فہم کا نتیجہ ہے،اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں اس موضوع پر میں نے جو کاوش کی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے،اس کو تشنگان علم کی سیرابی کا سبب بنائے اور جو لوگ ان مسائل میں تحقیق کے طالب تھے یا ان مسائل میں کسی غلط مؤقف کا شکار تھے ان کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ اے اللہ! اس کتاب کے مصنف کو اور اس کے معاونین اور قارئین کو بخش دے۔بیشک مصنف سرتاپا گناہوں میں غرقاب ہے تو اپنی رحمت سے اسے توبہ اور اعمال صالحہ کے ساحل کی طرف لے آ کر اس کا ایمان اور نیکیوں پر خاتمہ کر،اور اسے اپنی رحمتوں سے نواز،

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور زیارت سے بہرہ مند فرما۔'' (46)

ماقبل مانعین کے تمام تر دلائل کا لبِ لباب یہ ہے کہ انسانی اعضاء کسی کو بھی دینا، ہبہ کرنا جائز نہیں کیونکہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے بلکہ یہ تو انسانی زندگی کے لئے اسے بطور امانت عطا فرمایا گیا ہے تو جو چیز انسان کی اپنی ملک میں نہ ہو اس میں صدقہ یا عطیہ وغیرہ کرنا بھی اس کے لئے جائز نہیں بلکہ وہ اپنے جسم میں صرف ان ہی تصرفات کا مجاز ہے جن کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ کما قال الفقهاء علیه الرحمه

ایسی وصیت کرنا بھی جائز نہیں ہے بلکہ یہ وصیت بھی باطل ہے، ورثاء یا وصی کو ایسی وصیت پورا کرنا بھی جائز نہیں یونہی انسانی اعضاء سے کسی قسم کا انتفاع بھی جائز نہیں مثلاً کسی اور کو لگانا۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''اذا اوصی ان یدفن فی مسح کان اشتراه ویغل وقید رجله فهذه وصیة بما لیس بمشروع فبطلت ویکفن کفن مثله ویدفن سائر الناس'' (47)

Marfat.com

رجم کی سزا کی تحقیق

دورِ حاضر میں بعض متجد دین اسلامی حدود وسزاؤں کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ سنتیں جو ایک تواتر کے ساتھ جاری وساری ہیں ان پر اعتراضات کر کے عوام الناس کے دلوں سے ان کی اہمیت نکالنا چاہتے ہیں، چنانچہ اس ضمن میں شرح صحیح مسلم میں بعض ابحاث نظر آتی ہیں، جن میں دلائل شرعیہ کے ساتھ ملحدین اور متجد دین کے اعتراضات کے مفصل جوابات دیئے گئے ہیں، ان ہی میں سے ایک انتہائی جامع ومانع مدلل ومفصل بحث رجم پر کی گئی ہے جس کے بارے میں مختلف نظریات سامنے آتے ہیں اور بعض حضرات تو سرے سے اس کا انکار کرتے ہیں۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم کی جلد رابع، کتاب الحدود میں مسئلہ رجم پر مدلل اور تحقیقی گفتگو کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ رجم کی سزا پر نا صرف احادیث متواترہ سے استشہاد کیا جاسکتا ہے بلکہ قران کریم میں اس کا ثبوت موجود ہے چنانچہ اس سلسلے میں آپ نے 42 ماخذ کی روشنی میں تقریباً تیس صفحات پر بحث رقم کی ہے۔

رجم کے عنوان سے قرآن کریم سورہ مائدہ کی آیت 43 سے استدلال کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تفسیر ابن کثیر اور تفسیر رازی سے عبارات پیش کی ہیں اس کے ساتھ ساتھ تورات اور انجیل سے بھی حوالے دیئے ہیں جن میں رجم کا حکم ثابت ہے۔اس کے علاوہ قرآن کریم سے سورہ مائدہ آیت 48 سے بھی حوالہ پیش کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زنا کرنے والے دو یہودیوں کو رجم فرمایا، بطور سیاق یہ آیت نازل ہوئی جس میں واضح کیا گیا ہے کہ قران حکیم ماقبل آسمانی کتابوں کا مصدق ہے اور نگہبان ہے چنانچہ علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آسمانی کتابیں تورات اور انجیل موجود تھیں اور خود قرآن مجید ناطق اور شاہد ہے کہ ان کتابوں میں تحریف کی جا چکی ہے، اس کے باوجود قرآن مجید فرماتا

Marfat.com

ہے کہ قرآن ان کا مصدق اور نگہبان ہے اور جس چیز کا قرآن مجید مصدق ہے وہ رجم کا حکم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم اللہ قرار دیا ہے اور اسی کا قرآن مجید نگہبان ہے اور یہی وجہ ہے کہ آئے دن کی تحریفات کے باوجود تورات اور انجیل میں رجم کا حکم آج بھی موجود ہے اور یہ قرآن مجید کا معجزہ اور اس کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔" (48)

اس کے بعد حضور قبلہ سعید ملت نے رجم کے عنوان پر 86 احادیث صحیحہ، 53 احادیث مرفوع اور متصل، 14 احادیث مرفوع اور مرسل، 14 آثار صحابہ اور پانچ تابعین کی آراء بطور ثبوت پیش کی ہیں آپ لکھتے ہیں:

"رجم کی صحیح مرفوع متصل احادیث 53 صحابہ سے مروی ہیں جن کو مسلم اور مستند جلیل القدر محدثین نے اپنی تصانیف میں متعدد اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ ثقہ تابعین کی 14 مرسل روایات ہیں اور 14 آثار صحابہ اور 5 فتاوی تابعین جن کو کبار محدثین نے اسانید کثیرہ کے ساتھ اپنی مصنفات میں درج کیا ہے۔ یہ کل 86 احادیث ہیں۔ ہم نے جن اعداد وشمار کا ذکر کیا ہے، یہ ان کتب احادیث سے حاصل کئے گئے جو ہمارے پاس موجود اور دستیاب ہیں۔ ان کے علاوہ بیشمار کتب احادیث ہیں جو ہماری دسترس سے باہر ہیں۔ اس لئے حتمی اور قطعی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ رجم کے سلسلے میں کتنی احادیث مرفوعہ مرسلہ، آثار صحابہ اور فتاوی تابعین موجود ہیں، بہرحال ہم نے جو اعداد وشمار تتبع اور تلاش سے حاصل کئے ہیں ان کی بناء پر یہ اطمینان اور یقین ہوجاتا ہے کہ رجم کا ثبوت جن احادیث سے وہ معناً متواتر ہیں اور اس عدد سے اس بات پر شرح صدر ہوجاتا ہے کہ یہ احادیث اس قوت میں ہیں کہ ان سے قرآن مجید کی وضاحت کی جاسکتی ہے اور ان احادیث متواترہ کی بنا پر یہ قول صحیح اور برحق ہے کہ قرآن مجید میں جس زانیہ اور زانی کی سزا سو کوڑے مارنا بیان کی ہے اس سے آزاد اور غیر محصن زانی اور زانیہ مراد ہیں، رہے آزاد اور محصن زانیہ اور زانی تو ان کی حد رجم کرنا ہے، جیسا کہ احادیث متواترہ میں اس کا بیان ہے۔" (49)

Marfat.com

اس کے بعد حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے عام طور پر جو اشکالات کئے جاتے ہیں ان کا بڑی تفصیل اور تحقیق سے بیان کیا ہے۔ جیسے سورہ نساء 52 کے تحت یہ کہا جاتا ہے کہ اگر شادی شدہ لونڈی زنا کی مرتکب ہوں تو انہیں آزاد عورت سے نصف سزا دی جائے اگر شادی شدہ آزاد عورت کی سزا رجم تسلیم کی جائے تو اس کا معنی شادی شدہ باندی کو نصف رجم کیا جائے حالانکہ یہ ممکن نہیں ہے لہٰذا اس کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آزاد شادی شدہ عورت کی سزا بھی رجم نہیں بلکہ سو کوڑے ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

''اس آیت میں المحصنات سے مراد شادی شدہ عورتیں نہیں بلکہ یہاں المحصنات سے آزاد اور کنواری عورتیں مراد ہیں جن کی سزا سورہ نور کے مطابق سو کوڑے ہیں۔''

علامہ سعیدی صاحب نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں آیت مذکورہ کا سیاق وسباق، نحوی قواعد اور قرآن پاک سے مختلف آیات کی روشنی میں منکرین کے جوابات دیئے آپ خود لکھتے ہیں کہ:

''میں اس آیت میں کافی غور کرتا رہا آنکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں یہ دلائل القاء کئے۔''

رجم کی سزا پر دورِ حاضر میں بعض متجددین بہت شد و مد سے قیل وقال کرتے ہیں، جس کی مفصل تحقیق ماقبل نقل کی گئی، تاہم رجم کی آیت قرآن پاک میں منسوخ التلاوت ہے:

الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموھا نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم

ترجمہ: ''بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کرے تو ان کو رجم کرو اللہ کی جانب سے یہ عتاب ہے اور اللہ غالب ہے۔''

مذکورہ بالا آیت کی تلاوت منسوخ ہوگئی جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:

قال عمر بن الخطاب وھو جالس علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم إن اللہ قد بعث محمدا صلی اللہ علیہ و سلم بالحق وأنزل علیہ الکتاب فکان مما أنزل علیہ

Marfat.com

آية الرجم قرأناها ووعيناها وعقلناها فرجم رسول الله صلى الله عليه و سلم و رجمنا بعده فأخشى إن طال بالناس زمان أن يقول قائل ما نجد الرجم فى كتاب الله فيضلوا بترك فريضة أنزلها الله وإن الرجم فى كتاب الله حق على من زنى إذا أحصن من الرجال والنساء إذا قامت البينة أو كان الحبل أو الاعتراف ۔(50)

ترجمہ: حضرت عمر نے خطاب میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھے ہوئے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو آیات نازل کیں ان میں رجم کی آیات بھی تھیں ہم نے اس کو پڑھا یاد رکھا اور سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم فرمایا اور اس کے بعد ہم نے بھی رجم کیا اور مجھے خوف یہ ہے کہ زیادہ زمانہ گزرنے کے بعد کوئی کہنے والا یہ کہے گا کہ کتاب اللہ میں رجم کی آیت نہیں اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فرض کو ترک کر کے لوگ گمراہ ہو جائیں گے بیشک رجم کا حکم اللہ کی کتاب میں باقی ہے۔ ان شادی شدہ مرد و عورت کے لئے جو زنا کریں اور گواہی سے اس کا ثبوت ہو جائے یا وہ حاملہ ہو جائے یا ان سے کوئی بھی اعتراف کر لے۔''

Marfat.com

محرم کے لئے وسط قدم کی ہڈی کھلی رکھنے کی تحقیق

صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 327 پر یہ حدیث ہے:

''من لم یجد نعلین فلیلبس الخفین ولیقطعھما اسفل من الکعبین''(51)

ترجمہ: ''جس محرم کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو اسے چاہئے کہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ کر پہن لے۔''

اس حدیث میں کعبین کا لفظ استعمال ہوا ہے اور آیت وضو میں بھی کعبین کا لفظ ملتا ہے لیکن شارحین نے حج کے باب میں کعبین سے وسط قدم کی ہڈی مراد لی ہے جبکہ وضو کے باب میں کعبین سے ٹخنے مراد لئے گئے ہیں۔

چنانچہ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ان فقہاء کی عبارات پیش کی ہیں جن کے نزدیک حج کے باب میں کعبین سے مراد وسط قدم ہے۔ اس سلسلے میں علامہ صاحب نے علامہ سرخسی (المبسوط)، علامہ مرغینانی (ہدایہ)، علامہ ابن ہمام (فتح القدیر) علامہ شامی (ردالمحتار)، علامہ ابن نجیم (البحر الرائق) کی تصریحات پیش کی ہیں، اس کے علاوہ صاحب بہار شریعت علامہ امجد علی اعظمی کا فتویٰ بھی نقل کیا ہے۔ ان تمام فقہاء کے نزدیک حج کے باب میں کعبین سے مراد وسط قدم کی ہڈی اور وضو کے باب میں ٹخنہ ہے۔

اس کے بعد حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے شارحین کی عبارات کو پیش کیا ہے جن کے نزدیک حج کے سلسلے میں کعبین سے مراد وسط قدم ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی، مفتی شریف الحق امجدی، مفتی محمود احمد رضوی، علامہ غلام رسول رضوی شامل ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کعبین سے باب حج اور وضو دونوں میں ٹخنے کی ہڈی مراد ہے کیونکہ کعبین تثنیہ کا صیغہ ہے جس کا تقاضا ہے کہ اس سے وسط قدم کی ہڈی مراد نہ ہو چونکہ وہ ہر پاؤں میں ایک ہوتی ہے جبکہ ٹخنے کی دو ہڈیاں ہوتی ہیں۔ اپنے مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''امام محمد فرماتے ہیں کہ حدیث میں اسفل کعبین کو کھلا رکھنے کا حکم ہے اس سے مراد وسط قدم

Marfat.com

کا مفصل ہے جہاں تسمہ باندھا جاتا ہے ٹخنے مراد نہیں ہیں۔ حدیث میں کعبین کا لفظ ہے جو تثنیہ کا صیغہ ہے۔ اس لئے صحیح یہی ہے کہ اس سے ٹخنے مراد ہیں، وسط قدم کھلا نہ رہے تو کوئی حرج نہیں ٹخنے کھلے رہنے چاہیں جس طرح آیت وضو میں کعبین سے مراد ٹخنے ہیں وسط قدم نہیں۔'' (52)

علامہ صاحب کا موقف یہ ہے کہ محرم حالت احرام میں ایسی چپل پہن سکتا ہے، جس سے وسط قدم کی ہڈی ڈھکی ہو اور ٹخنے کی ہڈی کھلی رہے۔ اس کی وضاحت آپ نے تبیان القرآن میں ممنوعات احرام میں ذکر کی ہے:

''محرم چمڑے کے موزے نہیں پہنے گا، البتہ اگر ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دیا جائے کہ پنڈلیاں اور ٹخنے کھلے رہیں تو جائز ہے (ایسی چپل پہن سکتا ہے جس سے وسط قدم چھپا ہوا ہو اور ٹخنے کھلے ہوئے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن سکتا ہے) جرابیں پہننا جائز نہیں کیونکہ ان سے ٹخنے چھپ جاتے ہیں۔'' (53)

اس کے بعد علامہ صاحب نے یہ واضح کیا کہ کعبین سے وسط قدم کی ہڈی مراد لینا عقلاً بھی درست نہیں کیونکہ حدیث میں تثنیہ کا صیغہ آیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں پاؤں دھونے کے حکم میں وارجلکم الی الکعبین فرمایا گیا ہے اور اس سے ٹخنے کی ہڈی مراد لی جانے چاہیے کیونکہ وہ ہر پاؤں میں دو ہوتی ہیں۔

اس کے علاوہ علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے کتب شیعہ سے اس بات کو واضح کیا کہ یہ استدلال شیعہ کا ہے کہ کعبین سے مراد وسط قدم ہے اور بعض ائمہ لغت نے اس کا رد بھی کیا ہے اس ضمن میں علامہ سعیدی صاحب مستند حوالہ جات کے ساتھ چند اقوال پیش کرتے ہیں جن میں امام اسماعیل بن حماد جوہری (الصحاح) امام مرتضیٰ حسینی زبیدی (تاج العروس)، علامہ ابن منظور افریقی (لسان العرب)، علامہ ابن اثیر (النھایہ) اور علامہ طاہر صدیقی ہندی (مجمع بحار الانور) کے حوالہ جات شامل ہیں۔

Marfat.com

انعامی بانڈز کی تحقیق

انعامی بانڈز کے جواز وعدمِ جواز پر بھی اہل علم کی دو آراء ہیں، اس مسئلہ پر بھی حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے جانبین کے دلائل ذکر کر کے اپنے موقف کو رقم کیا ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انعامی بانڈز پر ملنے والا انعام جائز ہے، چنانچہ علامہ موصوف نے شرح صحیح مسلم میں پہلے ربوٰا الفضل اور ربوٰا النسیئۃ کی تعریفات ذکر کی ہیں۔(54)

پھر امام رازی کی تفسیر کبیر جلد 2، ص 351 اور علامہ ابن رشد کی کتاب ''بدایۃ المجتہد'' ج 2، ص 97 اور علامہ الجزیری کی کتاب ''الفقہ علی المذاہب الاربعہ'' ج 2، ص 249 کے حوالہ جات سے چاروں مذاہب اور ان میں ربوٰا کی علتیں ذکر کی ہیں جن کی روشنی میں کسی کے نزدیک بھی انعامی بانڈز پر دیا جانے والا انعام ربوٰا الفضل نہیں ہے۔

اس کے بعد حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ربوٰا النسیئۃ کی تعریفات ذکر کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ انعام ربوٰا النسیئۃ کی تعریف میں بھی داخل نہیں ہوتا۔(55)

اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء کی تصریحات سے یہ ثابت کیا ہے کہ انعامی بانڈز بوجہ مدّت غیر معین کے قرض کے ضمن میں نہیں آتے اس لیے یہ ربوٰا النسیئۃ کے حکم میں نہیں ہیں، بلکہ یہ ایک قسم کی خرید وفروخت ہے، انعامی بانڈز کا مالک جب چاہے اپنی اصل رقم واپس لے سکتا ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کا خلاصہ

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انعامی بانڈز سود کی دونوں اقسام ربوٰا الفضل اور ربوٰا النسیئۃ کے تحت کسی بھی امام کے قول کے مطابق نہیں آتے۔ اسی طرح مفتی مزمل صاحب کا

Marfat.com

انعامی بانڈز پر یہ کہنا کہ یہ المعروف کالمشروط کے تحت داخل ہیں تو یہ مفروضہ درست نہیں ہے کیونکہ انعامی بانڈز پر اگرچہ کتنا بڑا ہی انعام کیوں نہ ملے لیکن ہر خریدار بخوبی اس بات کا علم رکھتا ہے کہ نہ تو ہر شخص مخصوص انعام کا حق دار ہوگا بلکہ لاکھوں میں سے چند ایک انعام کے مستحق قرار پائیں گے لہٰذا یہ المعروف تو ہے لیکن مشروط کی طرح نہیں ہے۔

اسی طرح مولانا مودودی صاحب کا یہ خیال کہ انعامی بانڈز کی صورت میں دراصل حکومت کو قرضہ دیا جاتا ہے، یہ سرے سے خیال ہی غلط ہے کیونکہ قرض کے لیے ایک مخصوص مدت کے لیے رقم دی جاتی ہے، جبکہ انعامی بانڈز میں جب چاہیں رقم واپس لی جاسکتی ہے۔

اسی طرح یہ اعتراض کہ حکومت اس مال کو سودی کاروبار میں لگا کر، انعامی رقم تمام کی تمام سود حاصل کر کے ادا کرے گی، درست نہیں کیونکہ حکومت بعض رقم ایسے منصوبہ جات پر خرچ کرتی ہے جن میں سود کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا انعامی بانڈز کی رقم کو مطلقاً سود کہنا درست نہیں۔

اسی طرح انعامی بانڈز خریدنے والے کی نیت کہ اس پر منافع ملے گا لہٰذا یہ انعام اس کے لیے سود ہوگا یہ درست نہیں کیونکہ حکم کا تعلق عمل پر ہے نہ کہ نیت پر۔

اس کے علاوہ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے قمار کی وضاحت بالتفصیل کی ہے اور فقہاء کی آراء میں مودودی صاحب کی روحِ قمار کی دلیل کا بھی رَد کیا ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام تر دلائل کا مطالعہ کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مولانا مودودی صاحب اور مفتی مزمل حسین صاحب کا انعامی بانڈز سے ملنے والے انعام کو سود یا قمار میں داخل کرنا شرعاً اور عقلاً درست نہیں ہے۔

Marfat.com

عطیۂ خون اور الکحل آمیز دواؤں سے علاج

یہ مسئلہ ہمارے علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ آیا کسی ضرورت مند آدمی کو کوئی شخص اپنے خون کا عطیہ دے سکتا ہے نہیں؟ نیز الکحل آمیز دواؤں سے علاج جائز ہے یا نہیں؟

بعض علما کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ خون کا عطیہ ناجائز ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے خون کو حرام فرمایا ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ (56)

ترجمہ: ''تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت حرام فرمایا ہے۔''

دوسری دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ:

ان اللہ تعالیٰ لم یجعل شفاء امتی فیما حرم علیھا (57)

ترجمہ: ''اللہ نے میری امت کی شفاء ان چیزوں میں نہیں رکھی جنہیں ان پر حرام فرمایا ہے۔

خون کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے لہٰذا اس میں شفاء ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اور جب اس میں شفا متصور نہیں ہے تو اس کا عطیہ دینا بھی ناجائز ہے۔ یہی موقف ان دواؤں کے بارے میں بھی ہے جن میں الکحل ملی ہوئی ہو۔

مفتی وقار الدین صاحب بھی عدم جواز کے قائل ہیں۔ (58)

اس موقف کے برعکس بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ ضرورت اور اضطرار کے وقت مریض کو خون چڑھانا جائز ہے نیز الکحل آمیز دواؤں کو بغرض علاج استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

''جدید فقہی مسائل میں شیخ خالد سیف اللہ رحمانی نے بھی عطیۂ خون کو چند شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے اور الکحل آمیز دواؤں کے استعمال کو بھی اس اصول کے تحت جائز قرار دیا ہے کہ ''الضرورۃ تبیح المحظوراۃ''۔ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ کتاب

Marfat.com

مذکور مستقل طور پر جدید مسائل ہی کے موضوع پر ہے، تاہم اس میں زیر بحث مسئلہ پر صرف 4 صفحات پر بحث کی گئی ہے۔'' (59)

اس کے برعکس مجوزین میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی کثیر اہل علم ہیں جو ضرورت شرعیہ کی بناء پر انتقال خون کو جائز قرار دیتے ہیں اور اسی طرح عموم بلویٰ کی وجہ سے الکحل آمیز دواؤں کا استعمال بھی جائز قرار دیتے ہیں، حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو تقریباً 13 صفحات میں نہایت تفصیل اور تحقیق کے ساتھ واضح کیا ہے، قرآن وسنت سے اپنے موقف پر دلائل بھی دیئے ہیں اور مانعین کے اشکالات کے جوابات بھی دیئے ہیں۔

شرح صحیح مسلم کی اجتہادی ابحاث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسائل جو مختلف فیہ اور تحقیق طلب ہیں ان میں بالعموم، علامہ صاحب اس صورت کو اختیار کرتے ہیں جو دلائل کے ساتھ ساتھ یسر اور آسانی کے بھی قریب ہو۔ زیر بحث مسئلہ میں بھی علّامہ سعیدی صاحب نے وہی صورت اختیار کی ہے جس میں یسر اور آسانی ہے۔ چنانچہ بحث کا آغاز کرتے ہوئے بطور تمہید خود تحریر فرماتے ہیں:

''خون کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے آیا ایک انسان کے جسم میں دوسرے انسان کا خون داخل کیا جاسکتا ہے یا نہیں جبکہ خون نجس اور حرام ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ روایات میں ہے کہ حرام چیز میں شفاء نہیں ہے۔ ہم قرآن مجید اور فقہاء مذاہب اربعہ کے اقوال کی روشنی میں اس مسئلے کا حل بیان کریں گے۔ یہ درست ہے کہ بعض فقہاء نے اس مسئلے میں تشدید کی ہے لیکن جمہور فقہا کے بیان کردہ اصول کی روشنی میں یہ امر جائز ہے اور قرآن وحدیث نے ہمیں احکام میں آسانی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما جعل علیکم فی الدین من حرج (60)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام میں تم پر تنگی نہیں رکھی۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین (61)

Marfat.com

تم آسان احکام بیان کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو، مشکل احکام بیان کرنے کے لئے نہیں بھیجے گئے۔

پھر جن مسائل میں قرآن، احادیث شریفہ اور فقہائے اسلام نے سہولت اور وسعت دی ہو اس شرعی سہولت کو پس پشت ڈال کر ڈھونڈ ڈھونڈ کر دشواری اور شدّت کو اختیار کر کے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دینا، دین کی خدمت نہیں ہے، مزید برآں یہ کہ قرآن مجید اور احادیث شریفہ کی ایسی تعبیرات اور تشریحات بیان کرنا، جن کی واقع اور مشاہدہ میں تکذیب ہوتی ہو جس کی وجہ سے لوگ دین سے بدگمان ہو جائیں اور دینی احکام پر ان کا اعتماد نہ رہے بدترین گناہ ہے۔" (62)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل اور ان کا تجزیہ

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے موقف پر سب سے پہلے قرآن حکیم سے استدلال کیا ہے اور وہی آیات پیش کی ہیں، جو مانعین اپنے موقف پر پیش کرتے ہیں:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ (63)

ترجمہ: "اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں۔" (64)

(2) قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ (65)

ترجمہ: "تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مُردار ہو یا بہتے لہو گوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ آپ خواہش

Marfat.com

کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے۔" (66)

(3) وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ (67)

ترجمہ: "اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔" (68)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال ان تینوں آیات سے یوں ہے کہ ان آیات میں بلاشبہ خون کو حرام قرار دیا گیا ہے، لیکن ان تینوں آیات میں اس کے ساتھ یہ بھی تو فرمایا گیا ہے کہ جو شخص مجبور ہو جائے اور جس کا قصد معصیت اور حد سے تجاوز نہ ہو اس شخص کا حکم (اس عموم سے) مستثنیٰ ہے۔ پھر یہ استدلال کرنا کہ خون دینا حرام ہے، یہ آیت کے ایک حصہ کو چھوڑ کر دوسرے حصہ سے استدلال کرنا ہے۔

دوسرا استدلال فقیہ العصر رحمۃ اللہ علیہ کا تین صحیح احادیث سے ہے۔ پہلی حدیث تو یہ ہے کہ:

"عن أبی قلابة عن أنس قال قدم أناس من عكل أو عرينة فاجتووا المدينة فأمرهم النبی صلی الله علیه وسلم بلقاح وأن يشربوا من أبوالها وألبانها فانطلقوا فلما صحوا قتلوا راعی النبی صلی الله علیه وسلم" (69)

ترجمہ: "عکل یا عرینہ کے کچھ لوگ مدینے آئے، انہیں وہاں کی آب و ہوا راس نہ آئی (اور وہ بیمار ہو گئے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم فرمایا۔ جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چرواہوں کو قتل کر دیا۔ الی آخر الحدیث۔"

دوسری حدیث میں یہ ہے کہ

"عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِی لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا" (70)

ترجمہ: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر کو خارش کی وجہ سے ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دے دی۔"

Marfat.com

تیسری حدیث یہ ہے کہ

''عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب (يوم معروف من أيام الجاهلية) فاتخذ أنفا من ورق فأنتن عليه فأمره النبى صلى الله عليه وسلم فاتخذ أنفا من ذهب''(71)

ترجمہ: ''حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ کے دادا عرفجہ بن اسعد کی جنگ کلاب میں ناک کٹ گئی۔ انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگوالی، اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کا حکم فرمایا۔''

ان تینوں احادیث میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری، مرقات شرح مشکوٰۃ اور جامع ترمذی وغیرہ سے تفصیلی عبارات نقل کر کے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ

''احادیث مذکورہ کی بنیاد پر کسی حرام چیز کو ضرورت کے وقت استعمال میں لانا اور شفاء کے یقین ہونے پر اس سے شفاء حاصل کرنا جائز اور درست ہے۔ نیز سونے کی ناک یا دانت اور ریشم پہننے کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تکلیفوں میں دیا جن میں جان کا خطرہ نہیں تھا، اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ اضطرار شرعی نہ ہو، پھر بھی صرف علاج کی ضرورت سے حرام چیزوں کو بطور دواء استعمال کیا جا سکتا ہے۔''

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے موقف پر یہ استدلال بہت قوی ہے، کیونکہ ان احادیث کے مضمون اور ان کی شرح میں علماء محدثین کے ارشادات، مانعین کے اس قول مطلق کی واضح نفی کر رہے ہیں کہ ''حرام اشیاء سے شفاء حاصل نہیں کی جا سکتی''۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ حرام اشیاء سے شفاء کا حاصل نہ ہونا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ان الله تعالىٰ لم يجعل شفاء امتى فيما حرم عليها) سے ثابت ہے لیکن ظاہر ہے کہ مذکورہ تین احادیث کے مقابلہ اس حدیث کے عموم سے استدلال نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس حدیث میں کوئی تاویل یا توجیہ کی جائے گی، جیسا کہ علامہ بدرالدین عینی، علامہ شامی، صاحب فتاویٰ قاضی خان اور دیگر فقہاء نے مختلف توجیہات فرمائی ہیں اور حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مکمل عبارات کے

Marfat.com

ساتھ ذکر کیا ہے۔

آخر میں علامہ صاحب نے ''حرام اور نجس اشیاء سے علاج'' کے متعلق ائمہ مذاہب اربعہ علیہم الرحمۃ کے اقوال تفصیلاً بیان کئے ہیں اور اس سلسلے میں مکمل عبارات مع حوالہ جات نقل کی ہیں۔ مذاہب اربعہ کی تفصیلات بیان کرنے کے لئے علامہ صاحب نے امام نووی، امام قسطلانی، شیخ محمد شربینی شافعی، امام عبدالوہاب شعرانی، علامہ علاء الدین حصکفی، علامہ شامی اور صاحب فتاویٰ عالمگیری کی عبارات پیش کی ہیں، آخر میں لکھتے ہیں:

''حرام اور نجس اشیاء سے بوقت ضرورت علاج کے سلسلے میں ہم نے معتمد شروح کی روشنی میں احادیث شریفہ اور فقہائے اربعہ کے مفتٰی بہ اقوال ذکر کئے ہیں جن سے موجودہ زمانہ میں الکحل آمیز دواؤں اور خون لگانے کے جواز پر روشنی پڑتی ہے کیونکہ آج کل دنیا کی اکثریت نے ایلو پیتھک طریقہ علاج کو قبول کرلیا ہے اور علاج کے معاملہ میں تقریباً سب ہی اس کے محتاج ہوتے ہیں۔'' (72)

الکحل آمیز ادویات کے جواز اور عدم جواز پر علّامہ سعیدی صاحب نے جلد چہارم (کتاب المساقاۃ والمزارعۃ) میں بھی بحث کی ہے اور ایک اساسی اور اصولی بات بیان کر کے اس کی روشنی میں الکحل آمیز ادویات کے علاوہ پرفیومز اور سینٹ وغیرہ کا بھی حکم بیان کیا ہے۔

ابتداءً اصولی بات جو بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ

''خمر کے علاوہ دیگر شرابوں کی قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو، وہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے نزدیک جائز ہے۔'' اس اصول کی روشنی میں علّامہ سعیدی صاحب نے الکحل کا حکم واضح کیا ہے کہ وہ انگور یا کھجور سے نہیں، بلکہ شیرہ، مختلف دانے، جو، انناس، گندم، ادرک کی جڑ اور دیگر نشاستہ دار اشیاء سے بنائی جاتی ہے، جبکہ خمر کی تعریف یہ ہے کہ انگور کا وہ کچا شیرہ جو پڑے رہنے سے جھاگ چھوڑ دے۔ سو اولاً: الکحل پر خمر کی تعریف صادق نہیں آتی۔ ثانیاً: جن اشیاء میں الکحل ملائی جاتی ہے وہ اس مقدار میں نہیں ہوتی جو مسکر (نشہ آور)

Marfat.com

ہو۔لہٰذا امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان تمام اشیاء کا استعمال جائز ہوا جن میں نشہ آور حد سے کم الکحل ملی ہوتی ہے۔"(73)

اسی طرح جلد ششم میں بھی علامہ صاحب نے اس مسئلے پر تحقیق کی ہے کہ

"انگریزی دواؤں اور پرفیومز وغیرہ میں الکحل کی جو مقدار ہوتی ہے وہ قلیل ہوتی ہے اور شراب کے علاوہ دیگر مشروبات کی صرف وہ مقدار حرام ہے جو نشہ لائے اور وہ قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو اس کا استعمال جائز ہے جب کہ لہو ولعب کے طور پر نہ ہو، لہٰذا وہ دوائیں جن میں الکحل استعمال ہوتی ہے اور وہ خوشبویات جن میں الکحل یا اسپرٹ استعمال ہوتی ہے ان کا استعمال جائز ہے کیونکہ ان مرکبات میں الکحل یا اسپرٹ بہت کم مقدار میں ہوتی ہے۔"(74)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کا خلاصہ

فقیہ العصر رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ تحقیق سیدنا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ کے قول کے مطابق ہے، جب کے امام محمد شراب کے علاوہ دیگر نشہ آور مشروبات (جن کو امام اعظم و امام ابو یوسف جائز فرماتے ہیں) حرام اور ناپاک کہتے ہیں اور امام محمد کے اس قول کی روشنی میں الکحل ملی ادویات اور پرفیومز کا استعمال ممنوع ہونا چاہیے لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ علامہ صاحب کی مذکورہ تحقیق امام محمد کے قول کے بھی خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ امام محمد نے حرمت کا فتویٰ فساد زمانہ کی وجہ سے دیا تھا کہ لوگ ان مشروبات کو لہو ولعب کے طور پر پئیں گے اور فسق و فجور میں مبتلا ہوں گے (ہدایہ، عالمگیری وغیرہ) جبکہ الکحل ملی دواؤں کو لوگ لہو ولعب کے لئے نہیں پیتے بلکہ علاج کی غرض سے پیتے ہیں اور پرفیومز کو کپڑوں پر لگایا جاتا ہے، پیا نہیں جاتا۔ ثانیاً فی زمانہ ان چیزوں میں ہر خاص و عام مبتلا ہے، اور عموم بلویٰ سے بسا اوقات حکم تبدیل ہو جاتا ہے جیسا کہ کتب فقہ سے ظاہر اور روشن ہے۔ اس لئے ابتلائے عام کی بنیاد پر انگریزی دواؤں اور پرفیومز کا استعمال جائز ہونا چاہیے۔ علماءِ ہند کی بھی یہی تحقیق ہے۔

(دیکھیے صحیفہ فقہ اسلامی، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور) واللہ ورسولہ اعلم۔

انتقال خون اور الکحل آمیز ادویات وغیرہا سے متعلق علّامہ صاحب کا موقف اور دلائل

Marfat.com

سطور گزشتہ میں واضح ہو چکے۔ان مسائل سے متعلق دلائل کی اس قدر تفصیل وتحقیق (خصوصاً مذہب اربعہ کی مکمل تشریح) عصری کتب اور شروح حدیث کے درمیان شرح صحیح مسلم کا قابل قدر اور قابل توصیف امتیاز ہے۔سب سے بڑھ کر یہ کہ عصر حاضر کے ان مسائل میں بھی۔۔۔حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن وسنت اور فقہ سے واضح دلائل لانا ان متجددین کے منہ پر طمانچہ ہے جو یہ کہتے ہوئے کوئی عار اور جھجک محسوس کرتے کہ ''اسلام ایک فرسودہ اور قدامت پسند مذہب ہے،اس میں ہر دور کے نت نئے مسائل کا کوئی حل نہیں ہے؟''

مذکورہ بالا تمام تر دلائل کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ سامنے آیا کہ:

1۔دستیاب مصنوعی الکحل کی قلیل مقدار حلال اور طاہر ہے اس لئے ہر وہ چیز جس میں الکحل سے قلیل مقدار میں آمیزش کی گئی ہو وہ بھی حلال اور طاہر ہوگی اسی بنیاد پر الکحل آمیز ادویات اور پرفیومز اور اس قسم کی دیگر اشیاء حلال اور طاہر ہوں گی۔

2۔اس بات پر اجماع ہے کہ خمر صرف انگوروں کے کچے شیرے سے بنتی ہے اس کے برعکس الکحل بیسیوں اقسام کی چیزوں سے بنایا جاتا ہے تاہم اس کی بعض اقسام مشروب میں آتی ہیں اور بعض غیر مشروب میں۔چونکہ الکحل خمر نہیں اس لئے اس کا عین نجس نہیں اور آجکل سینکڑوں اشیاء میں امت مسلمہ اسے استعمال کر رہی ہے۔

3۔الکحل کی نشہ آور مقدار بالاتفاق حرام ہے لیکن نجس العین نہیں ہے اور اس میں کچھ تفاوت بھی نہیں کہ جو چیز حرام ہو وہ نجس العین بھی ہو۔

4۔چونکہ الکحل عہد حاضر کی ایجاد ہے اس لئے قدیم دور کی نشہ آور اشیاء کے احکام کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے چنانچہ کتب فقہ کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہمارے تینوں آئمہ کا خمر کے علاوہ دیگر نشہ آور اشیاء کی حلت وحرمت میں اختلاف ہے۔شیخین کے نزدیک قلیل مقدار حلال ہے جبکہ امام محمد اس کی حرمت کے قائل ہیں مگر امام محمد کی حرمت کی علت بھی فسادِ زمانہ ہے ورنہ بطورِ ظنِ غالب یہ عمل متحقق ہے کہ الکحل میں یہ علت مفقود ہے۔لہٰذا عصرِ حاضر میں فتویٰ شیخین کے قول پر ہونا چاہیے۔

Marfat.com

عزل یاضبطِ تولید(Birth Control)

علامہ جرجانی التعریفات میں عزل کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

العزل صرف الماء عن المرأة حذرا عن الحمل (75)

ترجمہ: انزال کے وقت حمل کو روکنے کے لئے عورت کی فرج میں منی نہ جانے دے۔"

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ:

"حمل سے بچنے کیلئے انزال کے وقت مرد کا اپنے آلہ کو فرج سے باہر نکال لینا عزل ہے۔"(76)

خاندانی منصوبہ بندی کے مروجہ طریقے جو ہمارے معاشرہ میں رائج ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے کہ:

1۔آپریشن کے ذریعے سے بچہ دانی نکلوا دینا

2۔بچہ دانی پر رنگ لگوانا

3۔مانع حمل ادویات کا استعمال کرنا

4۔عزل کرنا

5۔غبارے کا استعمال

عزل کی بعض صورتیں جائز اور بعض ناجائز ہیں۔اس کی مختلف صورتوں کا احادیث میں بھی ذکر ملتا ہے۔

اس ضمن میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے عزل یاضبطِ تولید کی ناجائز صورت کا بیان کیا ہے، دیگر علماء بھی اسی دلیل کے تحت اس عمل کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ (77)

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی

Marfat.com

بیشک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔''(78)

آپریشن کے ذریعے بچہ دانی نکلوادینا ناجائز وحرام ہے کہ اس میں ایک عضو کو ضائع کردیا جاتا ہے اور یہ مثلہ کی مثل ہے۔حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

''سیروا بسم اللہ وفی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ ولا تمثلوا ولا تعذروا ولا تغلوا ولا تقتلوا ولیدا''(79)

ترجمہ:''چلو خدا کا نام لیکر، خدا کی راہ میں جہاد کرو خدا کے منکرو سے اور نہ مثلہ کرو نہ بدعہدی نہ خیانت نہ بچے کا قتل۔''

علامہ صاحب نے اس موضوع پر مذاہبِ اربعہ کی کتب سے اس عمل کے جواز اور کراہت پر، مفصل بحث کی ہے۔اس کے بعد مصری علماء کی تحقیق ذکر کی ہے،آپ دارالافتاء المصریہ کے پانچ نکات کو بیان کرتے ہیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

1۔ ضبطِ تولید کی اصل بنیاد عزل ہے اور یہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہے۔

2۔ منع حمل کے لئے جدید آلات اور دوائیوں کا استعمال جائز ہے۔

3۔ ضبطِ تولید کو از روئے قانون جبراً لاگو کرنا جائز نہیں ہے۔

4۔ ضبطِ تولید کی دعوت اور ترغیبات، اللہ تعالیٰ پر توکل کے خلاف نہیں ہیں۔

5۔ محض ضبطِ تولید کیلئے عورت اور مرد یا ان میں سے کسی ایک کو بانجھ کرنا جائز نہیں۔''(80)

عزل کن صورتوں میں جائز ہے اور کن صورتوں میں ممنوع ہے اس حوالے سے بھی اہل علم کی تحریروں میں اختلاف نظر آتا ہے۔اس ضمن میں امام غزالی نے اپنے دور کے اعتبار سے پانچ صورتوں کا ذکر کیا ہے، جن میں ایک صورت حرام، ایک بدعت اور باقی تین جواز کی ہیں۔اب اس ضمن میں پہلے چند پاکستانی علماء کی آراء نقل کی جائیں گی۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

''قرآن کریم نے نسل کشی کو خطائے کبیر بہت بڑی غلطی کہا ہے۔اگر اس کا مشاہدہ کرنا ہو تو فرانس وغیرہ ممالک پر نظر ڈالیئے۔جنہوں نے مصنوعی ذرائع سے ضبط تولید کر کے اپنی

Marfat.com

تعداد کو گھٹایا اور جب جرمن فوجیں ان پر حملہ آور ہوئیں تو ان کے پاس ایسے جوانوں کی شدید قلت تھی جو مادر وطن کی حفاظت کے لئے میدان جنگ میں سینہ سپر ہو سکیں۔ ایسا اقدام جس سے قوم اور وطن کی آزادی خطرے میں پڑ جائے اس کو اگر بڑی غلطی نہ کہا جائے تو کیا اسے ''دانش مندی'' کہا جائے؟''(81)

مفتی محمد شفیع صاحب کا موقف

''اس معاملے پر روشنی پڑتی ہے جس میں آج کی دنیا گرفتار ہے کثرت آبادی کے خوف سے ضبط تولید اور منصوبہ بندی کو رواج دے رہی ہے اس کی بنیاد بھی اس جاہلانہ فلسفے پر ہے کہ رزق کا ذمہ دار اپنے آپ کو سمجھ لیا ہے کہ معاملہ قتل اولاد کے برابر گناہ نہ سہی مگر مذموم ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔''(82)

مولانا مودودی صاحب کا موقف

مولانا مودودی صاحب اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''عزل کے متعلق جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا اور جو کچھ جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا تعلق صرف انفرادی ضروریات اور استثنائے حالات سے تھا ضبط ولادت کوئی عام دعوت وتحریک ہرگز نہ تھی نہ ایسی کسی تحریک کا مخصوص فلسفہ تھا جو عوام میں پھیلایا جا رہا ہو نہ ایسی تدابیر وسیع پیمانے پر مردوں عورت کو بتائی جا رہی تھیں کہ وہ باہم مباشرت کرنے کے باوجود استقرار حمل کو روک سکیں اور نہ حمل روکنے والیاں دوائیاں اور آلات ہر کس وناکس کی دسترس تک پہنچائے جا رہے تھے عزل کے حوالے سے چند روایات مروی ہیں ان کی حقیقت بس یہ ہے کہ کسی اللہ کے بندے نے اپنی ذاتی حالات اور مجبوریاں بیان کیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سامنے رکھ کر کوئی جواب دے دیا۔ اس طرح کے جو جوابات نبی علیہم السلام کی حدیث میں منقول ہیں ان سے اگر عزل کا جواز نکلتا بھی ہے تو وہ ہرگز ضبط ولادت کی اس عام تحریک کے حق میں استعمال نہیں کیا جا سکتا جس کی پشت پر ایک باقاعدہ خالص مادہ پرستانہ اور اباحیت پسندانہ فلسفہ کارفرما ہے۔ ایسی کوئی تحریک حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوتی تو مجھے یقین تھا کہ آپ اس پر لعنت بھیجتے اور اس کے خلاف ویسے جہاد کرتے جیسا بت پرستی کے خلاف کیا تھا۔" (83)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حالات اور زمانہ پر غور کرتے ہوئے مزید تحقیق کی اور اس سلسلے میں عزل کی بارہ مختلف صورتوں کا ذکر کیا ہے چنانچہ شرح صحیح مسلم کی تیسری جلد میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امام غزالی نے اپنے زمانے، حالات، ضروریات اور وسائل کے اعتبار سے عزل کی پانچ صورتیں بیان کی ہیں۔ ایک صورت حرام، ایک بدعت اور تین صورتیں جائز قرار دی ہیں۔ اب چونکہ ترقی یافتہ دور ہے بہت سے نئے اسباب اور وسائل وجود میں آچکے ہیں اور ضروریات اور تقاضے بھی بڑھ گئے اور مسائل بھی زیادہ ہیں اس اعتبار سے ہم نے ضبط تولید کی بارہ صورتیں بیان کی ہیں، جن میں آٹھ مباح (جائز) ہیں دو ناجائز اور دو صورتوں میں سلسلہ تولید ختم کروانا واجب ہے۔" (84)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ صورتوں کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے۔

ضبط تولید کی دو ناجائز صورتیں درج ذیل ہیں:

1۔ کوئی شخص تنگی رزق کے خوف سے ضبط تولید کرے
2۔ کوئی شخص لڑکیوں کی پیدائش سے بچنے کے لئے ضبط تولید کرے

ضبط تولید کی آٹھ جوازی صورتوں کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1۔ لونڈیوں سے ضبط تولید کرنا تاکہ سلسلہ غلامی مزید نہ بڑھے
2۔ سلسلہ تولید کو قائم رکھنے سے عورت کو شدید بیمار ہونے کا خطرہ ہو
3۔ مسلسل پیدائش سے بچوں کی تربیت اور نگہداشت میں حرج کا خدشہ ہے تو وقفہ سے پیدائش کو ضبط تولید کرنا
4۔ حمل اور وضع حمل کے دوران بعض صورتوں میں اپنی خواہش پوری نہیں کرسکتا اس لئے

Marfat.com

زیادہ عرصہ تک بیوی سے جنسی خواہش پوری کرنے کی نیت سے ضبط تولید کرنا

5۔ اپنی بیوی سے محبت کی وجہ سے ایام حمل اور ولادت کی تکالیف سے بچانے کی خاطر ضبط تولید کرنا

6۔ عام طور پر بچوں کی پیدائش سے عورت کا حسن و جمال کم یا ختم ہو جاتا ہے اس لئے اس کے حسن و جمال کو قائم رکھنے کی غرض سے ضبط تولید کرنا

7۔ زیادہ بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی خاطر انسان کو آمدنی کے لئے زیادہ محنت ومشقت کرنی پڑتی ہے، انسان دوہری اور تہری نوکریاں اور اوورٹائم کرتا ہے اور بسا اوقات ناجائز وسیلوں کو اختیار کرتا ہے تو اپنے آپ کو زیادہ مشقت سے بچانے اور کمانے کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے ضبط تولید کرنا

8۔ بعض عورتوں کو آپریشن سے بچہ ہوتا ہے تو بیوی کو آپریشن کی تکلیف اور جان کے خطرے سے بچانے کے لئے ضبط تولید کرنا

وہ دو صورتیں جن میں حضور قبلہ سعید ملت علیہ الرحمہ کے نزدیک ضبط تولید واجب ہے درج ذیل ہیں:

1۔ جب پیٹ میں مزید آپریشن کی گنجائش باقی نہ رہے تو ایسا طریقہ اختیار کرنا جس سے سلسلہ پیدائش بالکل بند ہو جائے، یہ واجب ہے

2۔ اگر ماہر ڈاکٹر کہے کہ مزید بچہ پیدا ہونے سے عورت کی جان خطرے میں پڑ جائے گی تب بھی ضبط تولید کرنا واجب ہے۔

راقم کے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ جیسے جیسے اولاد کی زیادتی ہوتی جاتی ہے ویسے ویسے انسان کے وسائل بھی اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے اور یہ کہنا کہ زیادہ اولاد ہوگی تو پورا کون کریگا یہ سوچ انسان کو بسا اوقات کفر تک لے جاتی ہے چونکہ اولاد اللہ کی عظیم نعمت ہے جس کا کوئی بدل نہیں اس کی قدر و قیمت اس شخص سے پوچھیں جو برسہا برس سے اولاد کا طلبگار اور ہر قسم کے علاج اور ہر ذریعہ سے اولاد کے حصول کا متمنی ہو۔ قرآن پاک میں ہے

Marfat.com

کہ ہر ذی روح کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے:

''وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (85)

ترجمہ: ''اور زمین پر چلنے والے (ہر جاندار کا رزق) اللہ کے ذمہ (کرم پر) ہے، وہ اس قیام کی جگہ کو (بھی) جانتا ہے اور اس کی سپردگی کی جگہ کو (بھی) جانتا ہے، سب کچھ روشن کتاب میں مذکور ہے۔'' (86)

اسی طرح بلاضرورت شرعیہ خاندانی منصوبہ بندی کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس عمل میں عورت کی شرمگاہ غیر کے سامنے کھولنا لازم آتا ہے اگرچہ وہ غیر عورت ہی کیوں نہ ہو اور بلاضرورت شرعیہ عورت کا اپنی شرمگاہ کسی غیر مرد خواہ عورت کو دکھانا ناجائز وحرام ہے اور ضرورت شرعیہ ہو تو دکھائی جاسکتی ہے مثلاً حمل ٹھہرنے سے عورت کی جان کو خطرہ ہو کیونکہ فقہ کا قاعدہ ہے:

الضرورات تبیح المحظورات

ترجمہ: ضرورتیں ممنوع کاموں کو مباح کر دیتی ہیں۔

ہاں اس صورت میں اگر شوہر خود ڈاکٹر ہو اور یہ کام کرنا جانتا ہو تو ضروری ہے کہ وہ خود ہی کرے۔ رہا مانع حمل ادویات کا استعمال کرنا، عزل کرنا، غبارے کا استعمال اور غبارے کا استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ یہ دونوں عزل ہی کے حکم میں ہے اور یہ عورت کی اجازت سے جائز ہے جیسا کہ حدیث پاک ہے:

نهى رسول الله ﷺ ان يعزل عن الحرة الا باذنها (87)

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد عورت کی اجازت کے بغیر اس سے عزل کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

بعض فقہا نے عورت کی اجازت کے بغیر بھی عزل کی اجازت دی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نامِ مبارک کے ساتھ پکارنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعدِ وصال پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز کیا آپ کے نامِ نامی اسمِ گرامی سے آپ کو ندا دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اہل علم کی آراء مختلف ہیں:

پہلے گروہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعدِ وصال ندا دینا کچھ قیودات کے ساتھ جائز وگرنہ حرام ہے۔

دوسرے گروہ کے نزدیک بعدِ وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنا تو جائز ہے، مگر نام سے پکارنا (یعنی یا محمد کہنا) حرام ونا جائز ہے۔

تیسرا گروہ وہ ہے جن کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلقاً پکارنا جائز ہے، خواہ نام سے ہو یا لقب سے دونوں جائز ہیں۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق تدقیق کی روشنی میں اہلِ علم کی آراء سے اختلاف کیا ہے، چنانچہ آپ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلقاً پکارنا خواہ نام سے ہو یا لقب سے دونوں جائز ہیں۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ دلائل پیش کیے جائیں گے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ جبرئیل کی شرح میں ''قال یا محمد اخبرنی عن الاسلام'' کے تحت لکھتے ہیں:

''بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ فرشتوں کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ ندا اور خطاب کرنا جائز ہے اور آپ کی امت کے لئے ناجائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام لے کر آپ کو بلانا امت پر حرام کر دیا ہے، اس لئے یا محمد کہنا ناجائز ہے، البتہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہنا چاہئے۔''

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد کہہ کر ندا کرنا جائز ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

''ندا کا معنی ہے منادیٰ کو اپنی طرف متوجہ کرنا، ہم یا محمد کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ

Marfat.com

حاصل کرنے کا قصد کرتے ہیں، نیز ''محمد'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بھی، سو اگر اس لفظ سے آپ کی صفت کا قصد کر کے نداء کی جائے تو کوئی اشکال ہی نہیں ہے، اور کبھی کسی کو ندا کسی کو یاد کرنے کے لئے بھی کی جاتی ہے لہٰذا یا محمد اگر بطور ذکر کہا جائے یا اظہار مسرت کیلئے نعرے لگاتے ہوئے یا محمد کہا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔''

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل

قرآن حکیم سے علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال اسی آیت سے ہے جس سے علماء مانعین استدلال فرماتے ہیں۔ یعنی:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (90)

تم رسول کے بلانے کو اپنے درمیان ایسا نہ بنالو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو

''مانعین کا استدلال اسوقت صحیح ہوگا جب دعا کا معنیٰ بلانا اور پکارنا ہو، اور دعا کی رسول کی طرف اضافت، اضافت الی المفعول ہو، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح نہ بلاؤ، جیسے ایک دوسرے کو بلاتے ہو، اور اس آیت میں زیادہ ظاہر اور نظم قرآنِ مجید کے قریب یہ ترکیب ہے کہ یہ اضافت الی الفاعل ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے کو ایسا نہ قرار دو، جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔'' (91)

آپ کے نزدیک یہی صورت (اضافت الی الفاعل) نظم آیت کے زیادہ قریب ہے۔ آپ نے اپنے اس موقف پر امام فخر الدین رازی اور علامہ سید محمود آلوسی کی عبارات بھی پیش کی ہیں۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر دلائل احادیث سے ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، انبیاء کرام علیہم السلام، جبریل امین اور خود اللہ عزوجل کا ''یا محمد'' کہہ کر خطاب کرنا ثابت ہے۔

ان میں سے بعض دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ امام مسلم حضرت براء بن عازب سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں، اس میں

Marfat.com

ہے:

''فصعد الرجال والنساء فرق البیوت وتفرق الغلمان والخدام فی الطریق ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ (92)

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورۃ تشریف لائے تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے، بچے اور خدام، راستوں میں پھیل گئے اور وہ نعرے لگا رہے تھے یا محمد، یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ۔'' (93)

حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ میں اور حافظ ابن اثیر نے الکامل جنگِ یمامہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

''وکان شعارھم یومئذ یا محمداہ اس زمانہ میں مسلمانوں کا شعار یا محمداہ کہنا تھا۔'' (94)

لفظِ یا محمد کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر یا آپ کی یاد مقصود ہو تو بھی کہنا ثابت ہے۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

''عن عبد الرحمٰن بن سعد قال: خدرت رجل ابن عمر فقال لہ الرجل: اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد'' (95)

ترجمہ: ''عبدالرحمٰن بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر کا پیر سن ہو گیا، کسی شخص نے کہا: اس کو یاد کرو، جو تم کو سب سے زیادہ محبوب ہو، حضرت ابن عمر نے کہا: یا محمد'' (96)

یا محمد کے جواز پر صریح دلیل اس حدیث میں ہے جس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نابینا صحابی کو یہ دعا تعلیم فرمائی:

''اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُکَ وَأَتَوَجَّہُ إِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ إِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ إِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ (97)

ترجمہ: ''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف محمد نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف سے متوجہ ہوتا ہوں تا کہ یہ حاجت پوری ہو۔'' (98)

Marfat.com

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ جلد سابع میں لکھتے ہیں۔

''امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام تر ادب اور احترام کے باوجود ہمیں اس مسئلہ میں ان سے اختلاف ہے، اور ہمارے نزدیک اس دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے مطابق یا محمد ہی کہنا چاہیے، اور جیسا کہ خود امام احمد رضا قادری نے بکثرت حوالوں سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بھی صحابہ کرام اور اخیار امت یا محمد سے خطاب اور نداء کرتے رہے ہیں۔''(99)

نیز متعدد احادیث قدسیہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد کہہ کر ندا فرمائی۔ اس سلسلے میں علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام دلائل و براہین کی روشنی میں اپنے نقطہ نظر کو واضح کیا ہے اور آخر میں اس تمام تفصیل کی وجہ بتاتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

''مَیں نے اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل اور تحقیق اس لیے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ نداء کرنے کو مسلمان حرام سمجھنے سے بعض رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت، صحابہ کرام، تابعین عظام، سلف صالحین اور اخیار امت کی اتباع کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔''(100)

کثرتِ حوالہ جات

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر پہلی جلد اور ساتویں جلد میں دو جگہ بحث کی ہے۔ ساتویں جلد میں 14 ماخذ کی روشنی میں 10 صفحات پر بحث کی ہے اور پہلی جلد میں 25 ماخذ کی روشنی میں 12 صفحات پر بحث کی ہے۔ اس مسئلہ میں علامہ سعیدی صاحب کے پیش کردہ ماخذ کثیر ہونے کے ساتھ ساتھ معتمد اور مستند بھی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

القرآن الحکیم تفاسیر: تفسیر کبیر (امام فخر الدین رازی)، روح المعانی (علامہ سید محمود آلوسی)
کتبِ احادیث: صحیح بخاری (امام محمد بن اسماعیل بخاری)، صحیح مسلم (امام مسلم بن حجاج قشیری)، جامع ترمذی (امام ابو موسیٰ ترمذی)، سنن ابن ماجہ (امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ)، مسند احمد (امام احمد بن حنبل)، الادب المفرد (امام محمد بن اسماعیل بخاری)، مسند ابو یعلی

Marfat.com

(حافظ احمد بن علی المثنیٰ)،مصنف عبد الرزاق (امام عبد الرزاق بن ہمام)،کنز العمال (علامہ علی متقی ہندی برہان پوری)،سنن کبری (امام احمد بیہقی)،اتحاف السادۃ المتقین (علامہ سید محمد مرتضیٰ حسین زبیدی)، المطالب العالیہ (امام ابن حجر عسقلانی)،مسند ابوعوانہ (امام ابوعوانہ اسفرائنی)،العلل المتناہیہ (امام ابن جوزی)،مرقاۃ المفاتیح (علامہ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی)،تجلی الیقین (امام احمد رضا خان)،تحفۃ الاحوذی (شیخ عبد الرحمان مبارکپوری)،فتح الملہم (شیخ شبیر احمد عثمانی)۔

کتبِ تاریخ: البدایۃ والنہایۃ (حافظ عماد الدین ابن کثیر)، الکامل فی التاریخ (علامہ ابوالحسن ابن اثیر)

کتبِ فقہ:،مجموع الفتاوٰی (شیخ ابن تیمیہ)،جلاء الافہام (شیخ ابن قیم جوزی)

کتبِ سیرت:،الشفاء (علامہ قاضی عیاض مالکی)

ان تمام حوالہ جات سے بخوبی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوبِ تحقیق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

داڑھی کی مسنون مقدار

اس مسئلہ میں بھی علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے جمہور سے مختلف نظر آتی ہے۔ داڑھی کی مقدار کے بارے میں مشہور موقف یہ ہے کہ کم از کم ایک مشت تک ہونا واجب اور ضروری ہے۔ اس سے ایک آدھ انگل بھی کم کرنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک داڑھی رکھنا واجب ہے، جبکہ اس کی مقدار عملِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں لہٰذا ایک مشت کا اصرار درست نہیں ہے۔

گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک مشت داڑھی کے بارے میں دو طرح کے نظریات پائے جاتے ہیں۔

ایک علماء کا وہ گروہ ہے: جن کے نزدیک ایک مشت داڑھی واجب ہے۔

دوسرا علما کا وہ گروہ ہے: جن کے نزدیک داڑھی میں قبضہ (یعنی ایک مشت) واجب نہیں۔

اس سلسلے میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کو اجمالاً پیش کیا جائے گا۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ

''مطلقاً داڑھی رکھنا واجب ہے'' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی منڈوانے کی مخالفت کا حکم دیا ہے اور چونکہ احکام میں عرف و عادت کا اعتبار ہوتا ہے اس لئے داڑھی کے تحقق کیلئے داڑھی (کم از کم) اتنی ہونی چاہیے جس پر عرف میں داڑھی کا اطلاق ہو سکے، خواہ وہ ایک آدھ انگل کم ہو۔ معمولی اور خفیف سی داڑھی یا خشخشی داڑھی پر عرف اور عادت میں مطلقاً داڑھی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس کو خشخشی داڑھی یا فرنچ کٹ داڑھی کہتے ہیں۔ لہٰذا ایسی داڑھی رکھنے سے داڑھی کے حکم پر عمل نہیں ہوگا اور ایک مشت تک داڑھی رکھنا فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق سنت ہے، اور بظاہر یہ سنت مؤکدہ ہے کیونکہ قبضہ کی تاکید کے متعلق

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔تاہم عام مسلمانوں کو عموماً اور علماء و مشائخ کو خصوصاً لمبی داڑھی رکھنا چاہیے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک دراز گھنی تھی جو سینہ مبارک کو بھر لیتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ صورت اور سیرت میں آپ کی کامل اتباع کی جائے ،اس مسئلے میں افراط وتفریط سے بچنا چاہیے، داڑھی دراز اور گھنی رکھنی چاہیے لیکن اگر کسی مسلمان کی داڑھی قبضہ سے کم ہوتو اس کو فاسق معلن کہنے، شریعت میں مداخلت کرنے اور مسلمان کی عزت اور حرمت کو پامال کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔"(101)

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے داڑھی کی مقدار کے مسئلہ پر جو کچھ لکھا ہے اس کی وضاحت کے لئے چند نکات ملاحظہ ہوں:

1۔مطلقاً داڑھی رکھنا واجب ہے۔

2۔داڑھی کے تحقق کیلئے داڑھی (کم از کم) اتنی ہونی چاہیے جس پر عرف میں داڑھی کا اطلاق ہو سکے، خواہ وہ ایک آدھ انگل کم ہو۔

3۔معمولی اور خفیف سی داڑھی یا خشخشی داڑھی پر عرف اور عادت میں مطلقاً داڑھی کا اطلاق نہیں ہوتا۔اس کو خشخشی یا فرنچ کٹ داڑھی کہتے ہیں۔

4۔ایک مشت تک داڑھی رکھنا فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق سنت ہے اور بظاہر یہ سنت مؤکدہ ہے۔

5۔قبضہ کی تاکید کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔

6۔اگر کسی مسلمان کی داڑھی قبضہ سے کم ہوتو اس کو فاسق معلن کہنے، شریعت میں مداخلت کرنے اور مسلمان کی عزت اور حرمت کو پامال کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

7۔عام مسلمانوں کو عموماً اور علماء ومشائخ کو خصوصاً لمبی داڑھی رکھنا چاہیے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی دراز اور گھنی تھی۔

Marfat.com

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا طرزِ استدلال

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں داڑھی کے مسئلہ پر دو جگہ جلد اول اور جلد ششم میں مفصل بحث کی ہے۔ جلد اوّل میں 9 صفحات (924-932) اور جلد ششم میں 25 صفحات (427-451) پر درج ذیل عنوانات پر کلام کیا ہے:

1۔ داڑھی دراز کرنے کے متعلق احادیث

2۔ داڑھی ترشوانے سے متعلق احادیث وآثار

3۔ رسول اللہ کی داڑھی کا بیان

4۔ داڑھی کی مقدار سے متعلق چاروں مذاہب کا مسلک

5۔ فقہاء احناف کی روشنی میں قبضہ پر بحث

6۔ واجب کی تعریف اور وجوب کو ثابت کرنے کے طریقے

7۔ داڑھی میں قبضہ کے دلائل کا جائزہ اور اشکالات کے جوابات

ان تمام موضوعات پر تقریباً 50 سے زائد ماخذ کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔ علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق تمام فقہاء احناف علیہم الرحمۃ نے قبضہ (ایک مشت) کو سنت قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے امام اعظم سے لے کر علامہ شامی تک درج ذیل 11 مستند کتب سے حوالہ جات دیے ہیں۔

ہدایہ اولین، فتح القدیر، بنایہ فی شرح الہدایہ، البحر الرائق، تبیین الحقائق، حاشیہ الدر والغرر، مرقاۃ المفاتیح، درمختار، فتاوٰی شامی، حاشیہ طحطاوی علی المراقی، فتاوٰی عالمگیری۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

''امام ابوحنیفہ سے لے کر علامہ شامی تک ان تمام مستند اور مسلّم فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ داڑھی میں قبضہ سنت ہے۔'' (102)

ان تمام کتب میں یہ ہے کہ داڑھی میں قدر مسنون قبضہ (ایک مشت) ہے۔ علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند امام اعظم کی شرح میں قبضہ کو مستحب قرار دیا ہے۔ شیخ عبد الحق

Marfat.com

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء کے قدرِ مسنون فرمانے میں یہ تاویل کی ہے کہ فقہاء کا قبضہ کو سنت قرار دینے کا معنی یہ ہے کہ قبضہ کا وجوب سنت سے ثابت ہے۔شارح کے نزدیک یہ تاویل درست نہیں ہے، کیونکہ فقہاء کی ان عبارات میں تاویل اس وقت درست ہوتی جب داڑھی میں ایک مشت کا وجوب کسی دلیل سے ثابت ہوتا اور اس کے باوجود فقہاء نے اس کو سنت فرمایا ہوتا۔جبکہ یہاں معاملہ یہ ہے کہ داڑھی میں قبضہ کا وجوب کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے، بلکہ اس کا سنت ہونا دلائل سے ثابت ہے۔لہٰذا عبارات فقہاء میں تاویل نہیں کی جائے گی۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بحث کے دوران مختلف اشکالات کے جوابات بھی دیئے ہیں مثلاً:

(ا) یہ اشکال کہ فقہاء کرام کا داڑھی میں قبضہ کی مقدار کو سنت کہنا ایسا ہی ہے جیسے نماز عید کو باوجود واجب ہونے کے سنت کہا گیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت تفصیل کے ساتھ اس اشکال کا جواب دیا ہے، خلاصہ جواب یہ ہے کہ

اولاً: نماز عید کے متعلق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایات منقول ہیں۔ایک میں نماز عید کو واجب کہا گیا ہے اور ایک میں سنت۔صاحب ہدایہ وغیرہ نے واجب کے قول کو ترجیح دی ہے اور سنت والی روایات کی توجیہ یہ ہے کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے۔سو اگر داڑھی میں قبضہ سے متعلق بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہوتے (ایک وجوب کا اور ایک سنت کا) تب مسئلہ زیرِ بحث کا قیاس اس پر درست ہوتا۔اس کے برخلاف امام اعظم سے لے کر علامہ شامی تک تمام فقہاء نے قبضہ کو سنت یا مستحب لکھا ہے۔

ثانیاً: نماز عید کو متاخرین فقہاء نے بالاتفاق واجب نہیں کہا، بعض نے اس کو بمنزلہ واجب کہا ہے اور بعض نے سنت کے قول کو ترجیح دی ہے۔اور بعض نے کہا ہے کہ ان میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ سنت سے مراد سنت مؤکدہ ہے اور وہ بمنزلہ واجب ہے۔لہٰذا زیرِ بحث

Marfat.com

مسئلہ کو مسئلہ عید پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) ایک اشکال یہ ہے کہ داڑھی میں قبضہ کو اگر واجب نہ قرار دیا جائے تو داڑھی کی اہمیت ختم ہو جائے گی اور لوگ داڑھی کو قبضہ سے کم کرنے لگیں گے۔

اس اشکال کا جواب حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ

''اولاً: اس طرح تو تمام سنن و مستحبات کو واجب قرار دینا چاہیے ورنہ ان کی اہمیت کم ہو جائے گی اور لوگ ان پر عمل چھوڑ دیں گے۔

ثانیاً: فرض پر عمل، خوف خدا سے ہوتا ہے اور سنت پر عمل محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتا ہے، تو بجائے اس کے کہ ہم احکام شرح میں ترمیم کریں، لوگوں میں خوف خدا اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ بیدار کرنا چاہیے، تا کہ لوگ فرائض و سنن پہ عمل کریں۔ لمبی داڑھی رکھنے کا مدار قبضہ کے واجب دیئے جانے پر نہیں ہے بلکہ اس کا مدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے۔'' (103)

مسئلہ زیرِ بحث کے متعلق مختلف گوشوں اور پہلوؤں پر تفصیلی گفتگو کے بعد اپنے معمول اور اسلوب کے مطابق آخر میں لکھتے ہیں:

''کثیر مطالعہ اور عمیق غور و فکر کے بعد احادیث، آثار اور جمہور فقہاء کے اقوال سے ہم نے یہی سمجھا ہے۔ اگر یہ حق و صواب ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے القاء اور فیضان ہے۔ اور اگر یہ غلط اور باطل ہے تو یہ میری فکر کی غلطی ہے اور مطالعہ کی کمی ہے۔ اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔'' (104)

Marfat.com

مسئلہ کفائت میں تفرد

اہلِ علم کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ غیرِ کفو میں لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں بھی مختلف نظریات پائے جاتے ہیں جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

چنانچہ اس ضمن میں پہلے کفو کی تعریف اور پھر حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف پیش کیا جائے گا۔

کفو کی لغوی وشرعی تعریف

''کفو'' لغت میں برابری کو کہتے ہیں اور فقہ کی اصطلاح میں زوجین میں مساوات مخصوصہ کو کہتے ہیں۔ اسلام نے نکاح میں کفائت کو بڑی اہمیت دی ہے۔

سب سے پہلے کفو کی تعریف لسان العرب سے پیش خدمت ہے:

''والکفو النظیر والمساوی ومنه الکفایة فی النکاح وهو ان یکون الزوج مساوی للمراة فی حسبها ودینها ونسبها وبیتها وغیر ذالك وتکافولشیئان تماثلا۔'' (105)

ترجمہ: ''مساوی اور مثل کو کفو کہتے ہیں اور اسی سے نکاح میں کفو ہونا بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ حسب، دین، نسب اور رہائش وغیرہ میں ہم پلہ ہو دو چیزیں جب ایک دوسرے کی مثل ہوں تو اس کو تکافو کہتے ہیں۔'' (106)

فقہ حنفی سے کفو کا ثبوت

فقہ حنفی میں 6، امور میں کفو کا اعتبار ہے، جس کو علامہ حموی نے ایک شعر میں بیان کی ہے:

''ان الکفاءة فی النکاح تکون فی ست لها بیت بدیع قد ضبط
نسب واسلام کذلك حرفة حریة و دیانة مال فقط'' (107)

کفائت جن 6 چیزوں میں معتبر مانی جاتی ہے، وہ نسب، آزادی، اسلام، دیانت

Marfat.com

(تقویٰ)، مال اور حرفت (پیشہ) ہیں۔

اسی طرح فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''الکفاءۃ تعتبر فی اشیاء، منھا النسب و منھا الاسلام و منھا الحریۃ و منھا الکفاءۃ فی المال و منھا الدیانۃ و منھا الحرفۃ۔''(108)

کفو کے مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی ''بہار شریعت'' میں فرماتے ہیں کہ:

''کفو کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح، عورت کے اولیاء کے لیے باعثِ ننگ و عار ہو، کفائت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔''(109)

مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''کفائت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے:

(۱) نسب (۲) اسلام (۳) حرفہ (پیشہ) (۴) حریت (آزاد ہونا) (۵) دیانت (۶) مال۔''(110)

پہلے گروہ کے نزدیک غیرِ کفو میں نکاح ایسا ہے جیسے ہوا ہی نہیں گویا زنا کے مترادف ہے۔

چنانچہ مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''شرع میں غیر کفو وہ ہے کہ نَسَب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ عورت کا نکاح اولیائے زن (یعنی عورت کے سرپرستوں) کے لیے باعثِ ننگ و عار (یعنی ذلت و رسوائی کا سبب) ہو، ایسے شخص سے اگر بالِغہ بطور خود نکاح کرے گی نکاح ہوگا ہی نہیں اگرچہ نہ ولی (سرپرست) نے منع کیا ہو نہ اس کے خلاف مرضی ہو۔ یہ نکاح اس صورت میں جائز ہو سکے گا کہ ولی نے پیش از نکاح اس غیرِ کفو بمعنٰی مذکور کی حالت مذکورہ پر مطلع ہو کر دیدہ و دانستہ صراحۃً بالِغہ کو اس کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دے دی ہو، ان میں سے ایک شرط بھی کم ہو تو بالغہ کا کیا ہوا وہ نکاح باطِل محض ہوگا اور ولی کو اس کے فَسخ

Marfat.com

(منسوخ) کرنے یا اس کا فسخ (منسوخی) چاہنے کی کیا حاجت کہ فسخ (منسوخ۔کینسل) تو جب ہو کہ نکاح ہولیا ہو، یہ تو سرے سے ہوا ہی نہیں۔'' (11)

اسی طرح ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''بالغہ جو بے رضائے ولی بطور خود اپنا نکاح خفیہ خواہ اعلانیہ کرے، اس کے انعقاد وصحت کے لیے یہ شرط ہے کہ شوہر اس کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا مال یا چلن میں عورت سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح ہونا اولیائے زن کے لیے باعث ننگ وعار و بدنامی ہو، اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا،

فی الدر المختار ویفتی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی لفساد الزمان۔

درمختار میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے جائز نہ ہونے کا فتویٰ ہے کہ فساد زمان کی وجہ سے نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔'' (112)

دوسرے گروہ کے مطابق کفائت کی شرط فقط دینداری ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسری شرط نہیں، لہٰذا مسلمان مرد وعورت کا غیرِ کفو میں نکاح کرنا جائز اور درست ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی وضاحت میں انتہائی مفصّل و مدلّل تحقیق فرمائی ہے۔ جو تقریباً 136 صفحات پر مشتمل ہے، جس کی تفصیل بالترتیب جلد ثالث میں تقریباً 29 صفحات پر، پھر اسی جلد کے آخر میں 24 صفحات پر اور چھٹی جلد میں 83 صفحات پر تحریری بحث موجود ہے۔ جس میں علامہ موصوف نے اپنے موقف کی تائید میں گیارہ آیاتِ قرآنِ مجید اور مستند تفاسیر سے 32 مآخذ کی روشنی میں بحث کی ہے اور یہ 28 صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کے اختتام پر علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''یہ قرآنِ مجید کی گیارہ آیات ہیں، جن میں ہم نے غیرِ کفوء میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ ناکارہ اور بے بضاعت شخص پر محض فضل اور احسان ہے

Marfat.com

کہ اس نے مجھ پر قرآنِ مجید کے ان اسرار کو کھول دیا ہے اور ان آیات سے استنباط اور اجتہاد کی طرف میرے فہم کی رہنمائی کی ورنہ مجھ سے پہلے علماء نے صرف ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے غیرِ کفوء میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے یا سورۂ احزاب کی آیت نمبر 36 کے شانِ نزول سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے اور باقی نو آیات سے اس مسئلہ کے استنباط کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا ہے، جو ایک قطرۂ نیساں کو گہر آبدار بناتا ہے، جو رات کی تاریکی سے نورِ سحر نکال لاتا ہے، وہی قادر قیوم ہے جس نے علم و عمل سے تہی دامن شخص کے دل میں یہ حقائق و معارف پیدا کیے۔ والحمد للہ علی ذلک۔" (113)

مذکورہ بالا مسئلہ پر علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۶ احادیثِ صحیحہ ذکر کی ہیں جن میں زمانۂ رسالت میں غیرِ کفوء میں نکاح کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آئمہ اربعہ علیہم الرحمۃ کے بالتفصیل مذاہب بھی بیان کیے ہیں اور اس سلسلے میں ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں۔

"کفائت کے سلسلہ میں ہم نے بہت طویل بحث کی ہے اور قرآن مجید، احادیث، آثار اور مذاہب اربعہ کے فقہاء کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔ قرآن مجید، احادیثِ صحیحہ اور آثارِ صحابہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نکاح میں کفو کا اصلاً اعتبار نہیں ہے۔ حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبد العزیز، سفیان ثوری، ابن سیرین، امام مالک اور فقہاء احناف میں سے امام ابو الحسن کرخی، امام ابو بکر جصاص اور مشائخ عراق کا یہی مسلک ہے اور یہی حق اور ثواب ہے۔ امام شافعی اور جمہور فقہاء احناف اور امام احمد کا مختار قول یہی ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے لزوم کیلئے ولی کی اجازت شرط ہے اور بعض ضعیف الاسناد احادیث اور آثار سے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔" (114)

اگر اس اقتباس کو بغور پڑھا جائے تو دو نکات واضح ہوں گے۔

نمبر ۱: نکاح میں کفو کا اصلاً اعتبار نہیں یہی حق اور صواب ہے قرآن کریم احادیث صحیحہ اور آثار اسی کی تائید کرتے ہیں۔

Marfat.com

نمبر ۲: امام شافعی اور جمہور فقہاء احناف اور امام احمد کا مختار قول یہی ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے لزوم کیلئے ولی کی اجازت شرط ہے اور بعض ضعیف الاسناد احادیث اور آثار سے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔

مزید آگے لکھتے ہیں۔

''اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ لڑکی اور ولی کی رضا کے باوجود سادات کا نکاح غیرِ سادات سے حرام ہے یہ محض بے سند قول ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے حلال کیے ہوئے کو حرام کرنے کے مترادف ہے ہم اس قول سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، چونکہ اس زمانہ میں اس مسئلہ میں بہت غلو کیا جارہا ہے اور اگر سادات میں سے کوئی شخص غیر کفو میں رشتہ کر دے تو اس کو حرام، زنا اور نجانے کیا کچھ کہا جاتا رہا ہے اور اب تک کسی شخص نے اس مسئلہ پر تحقیق اور تفصیل سے قلم نہیں اٹھایا تو میں نے توفیقِ الٰہی سے احکامِ شریعت کے احیاء کی خاطر اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو دلائل سے واضح کیا، اللہ تعالیٰ میری اس محنت کو قبول فرمائے اور اس کو میرے لیے توشہ آخرت کر دے۔ اس مسئلہ کی تحقیق میں ان صفحات پر جو سیاہی خرچ ہوئی ہے، وہ یقیناً میرے گناہوں کی سیاہی سے بہت کم ہے، لیکن اللہ کے عفو و کرم کا یہی اسلوب اور طریقہ ہے کہ وہ نیکی کے ایک قطرہ سے گناہوں کی اتنی سیاہی دھو ڈالتا ہے جس کو دھونے کے لئے سمندروں کا سارا پانی ناکافی ہوتا ہے۔'' (115)

Marfat.com

مسجد میں نمازِ جنازہ کی تحقیق

شرح صحیح مسلم کی دوسری جلد کے اختتام پر علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے صفحہ 1026 سے 1032 تک مسجد میں نماز جنازہ سے متعلق ایک ضمیمہ تحریر کیا ہے، جس میں آپ نے عمدۃ القاری، سنن ابن ماجہ، مصنف عبدالرزاق، سنن الکبریٰ للبیہقی، فتح القدیر، ردالمحتار، موطا امام محمد، جامع صغیر، المبسوط، عنایہ، حاشیہ الطحطاوی، فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاویٰ خلاصہ، شفاء السقام وغیرہ کتب کے حوالہ جات پیش کئے ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''ہمارے نزدیک علّامہ ابن ہمام کا قول راجح ہے کیونکہ مکروہ تحریمی وہ کام ہوتا ہے جس کے ارتکاب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی عذاب کی وعید فرمائی ہو اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے پر آپ نے کسی عذاب کی وعید نہیں فرمائی بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اس شخص کو اجر نہیں ملے گا دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہوتا تو بعد میں صحابہ کرام مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھتے حالانکہ بعد میں ان کا مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا احادیث سے اور آثار سے ثابت ہے۔'' (116)

اس کے بعد علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر کی نماز جنازہ کا مسجد میں ادا کرنا ثابت کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ شمس الائمہ علّامہ سرخسی، علّامہ طحطاوی اور دیگر فقہاء کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر میت مسجد سے باہر ہو تو نماز جنازہ میں کوئی کراہیت نہیں ہے چنانچہ اپنی اس تحقیق کے آخر میں لکھتے ہیں:

''ہمارے ہاں جو لوگ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے وہ سڑک پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ اس صورت میں علّامہ شامی کے نزدیک مسجد میں جنازہ رکھ کر بھی نماز جنازہ پڑھنا اصلاً مکروہ نہیں ہے تو جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا بطریق اولیٰ بلا کراہیت جائز ہوگا۔

ہماری تحقیق یہ ہے کہ نماز جنازہ کا اصل اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازگاہ میں نماز

Marfat.com

جنازہ پڑھی جائے لیکن اگر تمام رشتہ داروں ،محلہ داروں اور مسجد کے تمام نمازیوں کا جنازہ گاہ میں جانا لوگوں کی اپنی اپنی مصروفیات کی وجہ سے مشکل ہو جیسا کہ اکثر ہوتا ہے، (خیال رہے کہ فقہاء نے سڑک پر نماز جنازہ پڑھنے کو بھی مکروہ لکھا ہے۔ ردالمحتار ج 1 ص 829 مطبوعہ استنبول) تو ایسی صورت میں جنازے کو مسجد سے باہر رکھ کر نماز پڑھ لی جائے تو کوئی کراہیت نہیں ہے لوگوں کو مسئلہ بتاتے وقت لوگوں کی آسانی اور سہولت کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور اگر کسی مسئلے میں دو دقول ہوں تو اس قول کو اختیار کرنا چاہیے جس کی وجہ سے لوگ حرج میں مبتلا نہ ہوں۔'' (117)

اس کے بعد اپنے ماقبل قول کی تائید میں سورہ حج ، مائدہ اور بقرہ کی آیات سے صحیح مسلم کی حدیث سے لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا اس موقف کو بیان کرتے ہیں ۔آخر میں لکھتے ہیں:

''سو قرآن وسنت کا منشاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے عمل اور فقہاء احناف کے مذہب اور قول مختار کے مطابق ۔۔۔جنازے کو مسجد سے باہر رکھ کر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، دین کے احکام پر عمل کرنے میں شریعت کی دی ہوئی آسانی اور سہولت کو پہنچانے کے لئے میں نے ذہنی مشقت اٹھا کر یہ طویل تحقیق کی وما توفیقی الا باللہ ۔'' (118)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کی اہمیت سے اور موجودہ دور میں اس کی ضرورت سے انکار نہیں تاہم فقہاء کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک راجح ترین قول یہی ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ تحریمی ہے خواہ میت مسجد سے باہر ہو اور امام اور مقتدی مسجد کے اندر ہوں یا میت اور امام اور کچھ مقتدی مسجد سے باہر ہوں اور کچھ مقتدی مسجد کے اندر ہوں۔ درمختار میں ہے:

''وکرهت تحریما فی مسجد جماعة هو أی المیت فیه وحده أو مع القوم۔ واختلف فی الخارجة عن المسجد وحده أو مع القوم والمختار الکراهة مطلقا

ترجمہ: ایسی مسجد جس میں جماعت قائم کی جاتی ہو تو اس میں نماز جنازہ مکروہ تحریمی ہے جبکہ

Marfat.com

جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر فقط جنازہ یا جنازہ اور کچھ نمازی مسجد سے باہر ہوں تو اس صورت میں اختلاف ہے اور مذہب مختار یہی ہے کہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے۔"(119)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وصلاة الجنازة فی المسجد الذی تقام فیه الجماعة مکروهة سواء کان المیت والقوم فی المسجد أو کان المیت خارج المسجد والقوم فی المسجد أو کان الإمام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقی فی المسجد أو المیت فی المسجد والإمام والقوم خارج المسجد هو المختار، کذا فی الخلاصة۔

ترجمہ: ایسی مسجد جس میں باجماعت نماز ہوتی ہے نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے چاہے میت اور لوگ مسجد میں ہوں یا میت مسجد سے باہر اور لوگ اندر ہوں یا امام بعض لوگوں کے ساتھ مسجد سے باہر ہو اور باقی لوگ مسجد کے اندر ہوں یا صرف میت مسجد کے اندر ہو اور امام اور لوگ مسجد سے باہر ہوں یہی قول مختار ہے جیسا کہ خلاصہ میں ہے۔"(120)

اس ضمن میں مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے بھی اس مؤقف کی تائید ہوتی ہے:

"قول راجح تر یہ ہے کہ نماز مذکورہ مکروہ ہے اور ایسا کرنا منع ہے۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے۔"(121)

Marfat.com

حکمی شہداء کی اقسام میں تفرد

حکمی شہداء کی کتنی قسمیں ہیں اور کتب سابقہ میں ان کی تعداد کیا بیان کی گئی ہے اس سلسلے میں اہل علم میں اختلاف رہا ہے چنانچہ علماء وفقہاء نے ان کی مختلف تعداد ذکر کی ہے:

1۔ امام سیوطی نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں آپ نے احادیث اور آثار کی روشنی میں حکمی شہداء کی تعداد تیس ذکر کی ہے۔

2۔ علّامہ شامی نے حکمی شہداء کی 41 اقسام بیان کی ہیں جن میں سے صرف تین کے بارے میں احادیث پیش کی ہیں اور اختصار کی وجہ سے بقیہ کے دلائل کو حذف کر دیا ہے۔

3۔ بعض مالکی علماء نے حکمی شہداء کی تعداد 41 بیان کی ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام علماء کی بیان کردہ تعداد پر کچھ اضافہ کیا ہے اور حکمی شہداء کی تعداد احادیث اور آثار کی روشنی میں 45 بیان کی ہیں اور اس پر آپ نے 12 کتب حدیث کے حوالے بھی ذکر کئے ہیں نیز اس بات کا بھی اعتراف کیا ہے کہ جب میں یہ لکھ رہا تھا اس وقت امام سیوطی کا رسالہ میرے پیش نظر نہ تھا۔ شرح صحیح مسلم جلد 5 پر اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

''میں نے بعض حواشی میں پڑھا تھا کہ علّامہ سیوطی نے حکمی شہداء کی تعداد میں ایک رسالہ لکھا ہے اور اس سلسلے میں احادیث اور آثار سے تیس حکمی شہداء کا بیان کیا ہے، مجھے وہ رسالہ دستیاب نہ ہوسکا، تاہم میں نے توکل علی اللہ کتب احادیث میں ایسی احادیث کو تلاش کیا جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی خاص عمل پر شہادت کی بشارت دی ہے اور من جد وجد کے مصداق الحمدللہ مجھے ایسی صریح احادیث مل گئی جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پینتالیس مختلف عملوں پر شہادت کی بشارت دی ہے، اس سے پہلے میرے علم میں ایسی کوئی تصنیف نہیں ہے جس میں احادیث کے حوالوں سے حکمی شہداء کی تعداد کو بیان کیا گیا ہو، روایات میں علامہ سیوطی کی نظر بہت وسیع ہے لیکن انہوں نے بھی بقول علامہ شامی

Marfat.com

احادیث کے حوالوں سے تیس شہداء کا بیان کیا ہے اور میں ان کے سامنے طفل مکتب اور بالکل تہی دامن ہوں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مجھے احادیث کے حوالوں سے پینتالیس شہداء کے بیان کرنے کی توفیق دی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ''(122)

Marfat.com

وصیت کی اقسام میں تفرد

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم جلد چار کتاب الوصیہ میں سب سے پہلے وصیت کی لغوی وشرعی تعریف تاج العروس، شرح مسلم اور عمدۃ القاری کے حوالہ جات کے ساتھ نقل کی ہے، پھر علامہ شامی کے حوالہ سے وصیت کی اقسام نقل کرتے ہیں۔

علّامہ شامی نے وصیت کی چار اقسام ذکر کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔واجب (زندگی میں اللہ تعالیٰ کے یا بندوں کے جن حقوق کی ادائیگی نہ کرسکا، اس کی وصیت کرنا)

2۔مستحب (دینی مدارس، مساجد، علما اور دیگر امور خیر کی وصیت کرنا)

3۔مباح (امیر رشتے داروں اور دنیاداروں کے لئے وصیت کرنا)

4۔مکروہ (فساق وفجار کے لئے وصیت کرنا)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ذاتی تحقیق کی روشنی میں وصیت کی سات اقسام ذکر کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔فرض

2۔واجب

3۔مستحب

4۔مباح

5۔مکروہ تنزیہی

6۔مکروہ تحریمی

7۔حرام

شرح صحیح مسلم میں اس پر بحث کرتے ہوئے چوتھی جلد میں کچھ یوں لکھتے ہیں:

''مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ جن حقوق کا ادا کرنا فرض ہے ان کے [illegible] وصیت فرض ہوگی جیسے

Marfat.com

زکوٰۃ، اور جن حقوق کو ادا کرنا واجب ہے ان کے لئے وصیت ہوگی جیسے روزہ کا کفارہ (کیونکہ اس کا ثبوت حدیث سے اور ظنی ہے) اسی طرح غریب، فساق وفجار کے لئے وصیت کرنا مکروہ تنزیہی اور امیر فساق وفجار کے لئے وصیت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ اگر وہ غریب ہیں تو ہوسکتا ہے کہ اس مال کو اپنی کفالت پر خرچ کریں اور اگر امیر ہیں تو ظن غالب ہے کہ وہ معصیت اور فسق وفجور پر خرچ کریں گے اور معصیت کے اداروں کے لئے وصیت کرنا حرام ہے مثلاً فلم اسٹوڈیو، آرٹس کونسل، ریس کورس وغیرہ۔ اسی طرح کفار کے لئے وصیت کرنا بھی حرام ہے۔" (123)

Marfat.com

چلتی ہوئی ٹرین میں فرض نماز پڑھنے کا جواز

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ سے یہ بات اخذ کی ہے کہ چلتی ہوئی ٹرین میں فرض نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ چنانچہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ (124)

''اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ سفر میں سواری پر نفل پڑھنا جائز ہیں خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو۔ اور فرض نماز سواری پر بلا عذر پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ قبلہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے اور بلا عذر فرض ساقط نہیں ہوتا۔ اور اگر عذر ہو تو پھر جائز ہے۔ اور اگر راستہ میں کیچڑ ہو اور سواری سے نیچے اتر کر نماز پڑھنے سے کپڑے کیچڑ میں متلوث ہوں تو سواری پر فرض نماز پڑھنا جائز ہے''۔ (125)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حوالہ سے جامع ترمذی کی حدیث بھی پیش کی ہے اور فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ کے حوالے بھی پیش کئے ہیں کہ کیچڑ وغیرہ اعذار کی وجہ سے سواری پر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ پھر آپ نے چلتی ہوئی ٹرین پر نماز پڑھنے کے حوالے سے لکھا ہے:

''جب کوئی تیز رفتار ایکسپریس ٹرین نماز کے پورے وقت میں کسی اسٹیشن پر نہ رکے تو چلتی ٹرین میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے بلکہ فرض ہے کیونکہ قرآن مجید سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر جان جانے کا خطرہ ہو تو سواری پر نماز پڑھی جاسکتی ہے اور چلتی ٹرین سے نیچے اتر کر نماز پڑھنے میں یقیناً جان کا خطرہ ہے' ہمارے فقہاء نے اس سے کم تر خطرہ میں سواری پر فرض نماز پڑھنے کو جائز لکھا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ اس میں نماز کا اعادہ نہیں ہے' جب کیچڑ میں لتھڑنے کے اندیشہ سے اور قافلہ سے کٹ جانے کے خدشہ سے چلتی سواری پر نماز جائز ہے تو جان کے خطرہ کی وجہ سے تیز رفتار دوڑتی ہوئی ٹرین میں فرض نماز پڑھنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔''

Marfat.com

شوال میں عمرہ کرنے والے پر استطاعت کے بغیر حج فرض ہونے کی تحقیق

آج کل لوگوں میں یہ بات معروف ہے کہ جو شخص ماہ شوال میں عمرہ کر لے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ اس حوالہ سے حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اجتہادی بصیرت سے کام لیا ہے اور اس بات کو رَد کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''ہمارے زمانہ میں یہ مشہور ہے جس شخص نے پہلے حج نہ کیا ہو وہ اگر ماہ شوال میں عمرہ کرے تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے خواہ اس کے پاس ایام حج تک وہاں ٹھہرنے اور کھانے پینے کی استطاعت نہ ہو اور خواہ اس کے پاس وہاں ٹھہرنے کے لئے سعودی عرب کا ویزا نہ ہو۔ اگر وہ حج کئے بغیر واپس آ گیا تو اس کے ذمہ حج فرض ہو گا۔ اس پر لازم ہے کہ وہ کسی سے قرض لے کر یا کسی بھی طرح حج کرے۔ اگر اس نے حج نہیں کیا اور مر گیا تو گناہ گار ہو گا۔۔۔ یہ فتویٰ قرآن حدیث اور فقہ کے صراحتاً خلاف ہے۔'' (127)

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (128)

سے یہ اخذ کیا ہے کہ شوال میں عمرہ کرنے والے جس شخص کے پاس حج کرنے تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے اور طعام کی استطاعت نہیں ہے اس پر حج فرض نہیں ہے۔۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دارمی کی حدیث بیان کی ہے، جس کے مطابق ظالم بادشاہ کے منع کرنے سے بھی حج فرض نہیں ہوتا۔ اب جو شخص شوال میں واپسی کا ویزا لے کر عمرہ کرنے گیا ہے' ویزا کی تاریخ ختم ہو جانے کی وجہ سے اس پر بھی حج فرض نہیں ہو گا۔ پھر آپ نے فتاویٰ عالمگیری سے یہ ثابت کیا ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کرنا بھی جائز ہے' خواہ حج نہ کرے۔

Marfat.com

قطبین میں روزے اور نماز کی تحقیق

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ کے تحت قطبین میں روزے اور نماز کی تحقیق کی ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (129)

آپ لکھتے ہیں:

''بظاہر اس آیت پر یہ اشکال ہے کہ اس آیت سے یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس مہینہ سے غائب بھی ہوسکتا ہے' ہوسکتا ہے کہ پہلے یہ بات عجیب معلوم ہو لیکن اب جب کہ یہ محقق ہوگیا کہ قطبین میں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے تو وہاں کے رہنے والے رمضان کے مہینہ میں حاضر نہیں ہوتے' اس لئے قطبین کے رہنے والوں پر رمضان کے روزے فرض نہیں ہیں' البتہ جب باقی دنیا میں رمضان کا مہینہ ہو ان دنوں میں کسی قریبی اسلامی ملک کے حساب سے ایک نظام الاوقات مقرر کرلیں اور اتنا وقت روزہ سے گزاریں تو بہتر ہے' اور اب جب کہ تمام دنیا کا ٹائم بتانے والی گھڑیاں ایجاد ہو چکی ہیں' یہ ایسا مشکل بھی نہیں ہے' وہاں کے رہنے والے اگر گھڑیوں کے حساب سے نمازیں پڑھیں تو یہ بھی بہت بہتر ہے' ہر چند کہ سورج کے طلوع اور غروب کے لحاظ سے ان پر ایک سال میں صرف ایک دن کی نمازیں فرض ہوں گی۔'' (130)

Marfat.com

سعودی عرب کے حساب سے روزے رکھتا ہوا پاکستان آیا تو عید کس حساب سے کرے گا؟

اس اجتہادی مسئلہ کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''پاکستان میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ سعودی عرب سے ایک یا دو روز پہلے روزے رکھتے ہوئے آتے ہیں اور ان کے تیس روزے پورے ہو جاتے ہیں اور یہاں ہنوز رمضان ہوتا ہے تو چونکہ مذہب اربعہ کے محققین فقہاء کے نزدیک بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے' اس لئے اس کو روزے رکھنے چاہئیں' نیز قرآن مجید میں ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ (131)

ترجمہ: تم میں سے جو اس مہینے میں موجود ہو تو وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔

اور اس شخص نے اس صورت میں رمضان کا مہینہ پایا ہے اس لئے وہ سب کے ساتھ روزے رکھے' نیز امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''الصوم یوم تصومون والفطر یوم تفطرون۔

ترجمہ: جس دن لوگ روزہ رکھیں اس دن روزہ اور جس دن لوگ عید کریں اس دن عید ہے۔'' (132)

اس حدیث کا بھی یہ تقاضا ہے کہ جو شخص پاکستان میں آ گیا وہ یہاں کے لوگوں کے ساتھ روزے رکھے اور یہاں کے لوگوں کو ساتھ عید کرے۔ ایک رائے یہ ہے کہ اگر اس کے تیس روزے پورے ہو چکے ہیں تو اس پر اب روزے لازم نہیں' کیونکہ حدیث کے اعتبار سے مہینہ انتیس یا تیس دنوں کا ہوتا ہے اور وہ ایک مہینہ کے روزے رکھ چکا ہے' لیکن پہلی رائے کے دلائل زیادہ قوی ہیں۔'' (133)

Marfat.com

پاکستان سے روزے رکھتا ہوا سعودی عرب گیا تو عید کس حساب سے کرے گا؟

اس اجتہادی مسئلہ کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے پاکستان میں چاند دیکھ کر روزے رکھنے شروع کئے اور اثناء رمضان میں سعودی عرب چلا گیا جہاں لوگوں نے ایک یا دو روز پہلے روزے رکھنے شروع کئے تھے اور ابھی اس کے اٹھائیس یا انتیس روزے ہوئے تھے کہ انہوں نے عید کر لی اس صورت کے بارے میں علامہ نووی لکھتے ہیں:

''ایک شخص نے ایک ایسے شہر سے سفر کیا جنہوں نے رمضان کا چاند نہیں دیکھا اور اس شہر میں پہنچا جس میں (اس کے حساب سے) ایک دن پہلے چاند دیکھ لیا گیا تھا اور ابھی اس نے انتیس روزے رکھے تھے کہ انہوں نے عید کر لی۔ اب اگر ہم عام حکم رکھیں یا یہ کہیں کہ اس کے لئے اس شہر کا حکم ہے تو وہ عید کر لے اور ایک دن کے روزے کی قضاء کرے' اور اگر ہم حکم عام نہ رکھیں اور یہ کہیں کہ اس کے لئے پہلے شہر کا حکم ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس دن روزہ رکھے۔

چونکہ مذاہب اربعہ کے محققین فقہاء کے نزدیک بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے' اس لئے پاکستان سے سعودی عرب پہنچنے کے بعد اس شخص پر سعودی عرب کے مطلع کے احکام لازم ہوں گے' وہ اس کے حساب سے روزے رکھے گا اور ان کے حساب سے عید کرے گا' لیکن اس کے روزے تیس سے کم ہیں تو وہ کم دنوں کی احتیاطاً قضاء کر لے''۔ (134)

Marfat.com

سعودی عرب سے عید کے دن سوار ہوکر پاکستان آیا اور یہاں رمضان ہے

اس اجتہادی مسئلہ کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص مثلاً سعودی عرب سے عید کے دن جہاز پر سوار ہوکر پاکستان پہنچا اور یہاں ہنوز رمضان ہے۔ایسی صورت کے بارے میں علامہ نووی لکھتے ہیں: اگر ایک شخص نے ایک شہر میں چاند دیکھا تو صبح عید کی اور وہ کشتی کے ذریعہ کسی دور دراز شہر میں پہنچا جہاں لوگوں کا روزہ تھا۔شیخ ابو محمد نے کہا: اس پر لازم ہے کہ وہ بقیہ دن کھانے پینے سے اجتناب کرے۔یہ اس صورت میں ہے جب ہم یہ کہیں کہ اس پر اس شہر کا حکم لازم ہے اور اگر ہم حکم عام رکھیں یا اختلاف مطالعہ کا اعتبار نہ کریں تو اس پر افطار کرنا لازم ہے۔چونکہ بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے' اس لئے جو شخص سفر کر کے دور دراز علاقہ میں پہنچے گا اس پر وہاں کے جغرافیائی حالات کے اعتبار سے شرعی احکام لازم ہوں گے۔''(135)

Marfat.com

اراضیٔ پاکستان کے عشری ہونے کا بیان

یہ بھی ایک اجتہادی مسئلہ ہے کہ پاکستان کی زمینیں عشری ہیں یا خراجی۔ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں درج ذیل اجتہادی رائے پیش کی ہے:

''جو زمینیں پاکستان کے زمینداروں کی ملکیت میں ہیں ان پر قطعیت کے ساتھ عشری یا خراجی ہونے کا حکم لگانا بہت مشکل ہے' کیونکہ جب سلاطین اسلام نے ابتداء ہندوستان کے اس حصہ کو فتح کیا تھا تو یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ان سلاطین نے کون سی صورت اختیار کی تھی' بعض صورتیں عشری زمین کی ہیں اور بعض خراجی زمین کی' اور جو زمینیں مسلمانوں کے زیر تصرف ہوں اور ان کے متعلق عشری یا خراجی ہونا یقینی اور متحقق نہ ہو ان کو عشری زمین پر محمول کیا جائے گا۔''(136)

اس کے بعد آپ نے المبسوط للسرخسی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جس شہر کے رہنے والے بخوشی مسلمان ہوئے تو اس کی زمین عشری ہے۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے آپ بطور نتیجہ لکھتے ہیں:

''جب پاکستان بنا اور مسلمان مسلمانوں پر حاکم ہوئے تو یہاں کے کاشتکاروں سے زمین میں زراعت کرنے کے وظیفہ کی ابتداء بھی عشر سے کی جائے گی نہ کہ خراج سے۔ کیونکہ عشر اصالۃً مسلمانوں کا فریضہ ہے اور خراج اصالۃً کافروں کا۔''(137)

Marfat.com

انگریزی دواؤں اور پرفیوم کا شرعی حکم

عام طور پر ذہنوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ انگریزی دواؤں اور پرفیوم میں چونکہ الکوحل شامل ہوتی ہے تو کیا ان کا استعمال جائز ہے یا ناجائز۔ اس سلسلہ میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''مصنف کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آج کل کی غیر خمر مروجہ شرابیں پیتا ہے تو یہ آئمہ ثلاثہ اور امام محمد کے قول کے مطابق حرام ہے' خواہ قلیل مقدار میں پیئے یا کثیر مقدار میں اور احادیث صحیحہ کا بھی یہی تقاضا ہے' لیکن اگر اسپرٹ یا الکوحل کی نہایت قلیل مقدار مائع دواؤں میں شامل ہو' یا پرفیوم میں شامل ہو تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے فتویٰ کے مطابق ان کو جواز پر محمول کرنا چاہیئے' کیونکہ ان دواؤں کے استعمال سے یہ قول صادق نہیں آئے گا کہ وہ شخص نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کو پی رہا ہے' بلکہ یہ کہا جائے گا کہ وہ شخص ایک چمچہ دوا پی رہا ہے جس میں ایک یا دو قطرے الکوحل کے شامل ہیں اور جس طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ خمر بعینہ حرام ہے اور ہر مشروب میں سے نشہ آور مقدار حرام ہے اور جس طرح احادیث سے ثابت ہے کہ تیز اور تلخ مشروب میں پانی ملا دیا جائے تو وہ حلال ہے' سو اگر الکوحل بالفرض تیز اور تلخ بھی ہو تو دوسری دوائیں اور کیمیکلز ملنے کے بعد اس کی تیزی اور تلخی جاتی رہتی ہے' اور جس طرح علامہ عینی نے کہا ہے' کہ خمر کے حرام ہونے کی علت اس کا نماز اور اللہ کے ذکر سے روکنا ہے' اور مسلمانوں میں بغض اور عداوت کا پیدا کرنا ہے اور دوا کی ایک خوراک جو ایک یا دو چمچے ہوتی ہے' اور اس میں جو نہایت قلیل مقدار میں الکوحل ہوتی ہے' وہ الکوحل نہ تو خمر ہے نہ نماز' اور نہ اللہ کے ذکر سے روکتی ہے اور نہ بغض اور عداوت پیدا کرتی ہے۔ سو ان دلائل کے اعتبار سے دواؤں میں جو نہایت قلیل مقدار میں الکوحل ہوتی ہے' وہ حرام نہیں ہے اور یہ مائع دوائیں حلال ہیں اور کسی بیماری کے علاج کے لئے یا طاقت حاصل کرنے کے لئے ان دواؤں کا پینا جائز اور حلال ہے۔ اسی طرح پرفیوم میں جو سپرٹ اور الکوحل شامل ہوتی ہے' وہ بھی ان دلائل کے اعتبار سے جائز اور پاک ہے۔'' (138)

Marfat.com

نا اہل کو منصب دینے کی تحقیق

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ کے تحت اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کی ہے کہ جو لوگ کسی منصب (اسامی) کے نا اہل ہوں ان کو اس کی ذمہ داری نہ سونپی جائے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا (139)

''حجر یعنی قولی تصرفات سے روکنا' اس کا تعلق ولی سے بھی ہے اور قاضی سے بھی' اور حجر کا سبب کم عقلی ہے اور نا اہلی بھی اس کے قریب ہے۔ اس لئے جو شخص کسی عہدہ کا اہل نہ ہو اور وہ اس عہدہ پر کام کرے تو قاضی' سلطان یا حکومت وقت پر لازم ہے کہ مسلمانوں کو اس کے ضرر سے بچانے کے لئے اسے اس عہدہ پر کام کرنے سے روک دے مثلاً ان پڑھ' عطائی حکیم اور بے سند ڈاکٹر۔ ان کو لوگوں کی جانوں سے کھیلنے کے لئے علاج معالجہ سے روکنا لازم ہے۔ بعض جگہ کمپاؤڈر حضرات محلہ میں ایک چھوٹی سی کلینک کھول کر طب کی مشق کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض مساجد میں پانچ وقتی امام جو نماز کے مسائل سے بھی بمشکل واقف ہوتے ہیں وہ لوگوں کو نکاح' طلاق' حلال اور حرام کے مسائل غلط سلط بتاتے رہتے ہیں۔ اس لئے علاج کے معاملہ میں مستند اور تجربہ کار ڈاکٹر سے اور دینی مسائل میں کسی دینی دارالعلوم کے مفتی سے رجوع کرنا چاہیے۔ اسی طرح باقی معاملات میں بھی ہر فن کے ماہر سے رجوع کرنا چاہیے اور کسی اناڑی اور ناتجربہ کار کے ہاتھ میں اپنا کوئی معاملہ نہیں دینا چاہیے۔

ہمارے زمانہ میں حجر کو صحیح طریقہ سے جاری کرنے کی حکومت سے کوئی امید نہیں ہے کیونکہ تمام سرکاری اداروں میں حکومت نے سیاسی وابستگی' رشوت اور سفارش کی بنیاد پر ہر شعبہ میں بکثرت نا اہل افراد بھرتی کر دیئے ہیں۔ اب کسی منصب کے لئے اہلیت اور قابلیت معیار نہیں ہے بلکہ سرکاری افسروں کے ساتھ تعلقات یا پھر زیادہ سے زیادہ روپیوں

Marfat.com

کی پیش کش معیار ہے اس لئے ہر ادارہ میں اکثریت ان ملازموں کی ہوتی ہے جو ان ملازمتوں کے نااہل ہوتے ہیں۔قرآن مجید نے جس طرح حکم دیا ہے کہ کم عقل لوگوں کو ان کا مال نہ دو کیونکہ وہ اس مال کو ضائع کر دیں گے۔اس سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ جو شخص کسی منصب کا اہل نہ ہو اس کو اس منصب کی ذمہ داری نہ سونپی جائے لیکن ہمارے ملک اور ہمارے معاشرے میں اس کے صریح خلاف ہو رہا ہے۔کئی انگوٹھا چھاپ پیسے کے زور پر اسمبلی کے ممبر بن جاتے ہیں اور وزارت کے اہل ہو جاتے ہیں۔" (140)

Marfat.com

غیر معروف اور غیر قانونی طریقوں سے مخالفین کا مال کھانا

درج ذیل آیت کریمہ کے تحت حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر مفصل کلام کیا ہے کہ غیر معروف اور غیر قانونی طریقوں سے غیر مسلموں کا مال کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِن تَأْمَنْهُ بِقِنطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ وَمِنْهُم مَّنْ إِن تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَّا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔

''بعض یورپی ممالک میں بعض علماء اسلام یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ یورپ' امریکہ اور افریقہ کے کافر ممالک میں سود کا لین دین جائز ہے اور غیر معروف طریقہ سے کافروں کا مال کھانا جائز ہے مثلاً ایک شخص شہر میں خود کو بے روزگار ظاہر کر کے حکومت سے بے روزگاری کا وظیفہ لے اور دوسرے شہر میں کوئی ملازمت کرے اور حکومت کو فریب دے کر وظیفہ لیتا رہے تو یہ جائز ہے' یا خاوند اور بیوی جھوٹ بول کر طلاق ظاہر کریں اور دونوں الگ الگ رہائش حکومت سے حاصل کر لیں اور ایک رہائش کو خفیہ طور پر کرایہ پر اٹھا دیں یا ایک شخص کسی ادارہ سے تنخواہ زیادہ وصول کرے اور کاغذات میں تنخواہ کم دکھائے تا کہ حکومت سے کم آمدنی کی مراعات حاصل کرے تو یہ تمام امور شرعاً جائز ہیں کیونکہ کافر کا مال کھانا جائز ہے۔

یہ طریقہ بالکل یہودیوں کا طریقہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا مال کھانے میں کوئی حرج نہیں' اسلام ایک عالم گیر دین ہے' اسلام نے ایمانداری اور راستبازی کی تعلیم دی ہے' ایسی دیانت اور امانت کی تعلیم دی جس سے متاثر ہو کر دوسرے مذاہب کے پیروکار بھی حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں' نہ یہ کہ اسلام میں دوسرے مذہب کے لوگوں سے دھوکے اور فریب سے رقم بٹورنے کا جواز بیان کیا جائے جس سے دوسری اقوام متنفر ہوں۔''

مزید لکھتے ہیں:

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا منشا یہ ہے کہ اخلاق اور کردار کے اعتبار سے دنیا میں مسلمان ایک آئیڈیل قوم کے لحاظ سے پہچانے جائیں غیر اقوام مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار کو دیکھ کر متاثر ہوں۔ مسلمانوں کی امانت اور دیانت کی ایک عالم میں دھوم ہو۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ کفار قریش ہزار اختلاف کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راستبازی' پارسائی' امانت اور دیانت کے معترف اور مداح تھے۔ اسلام کی تبلیغ واشاعت میں تلوار اور جہاد سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باکمال سیرت کا حصہ ہے۔ مسلمانوں کی کافر سے لڑائی تیر وتفنگ کی نہیں اصول اور اخلاق کی لڑائی ہے۔ ان کا نصب العین زر اور زمین کا حصول نہیں بلکہ دنیا میں اپنے اصول اور اقدار پھیلانا ہے۔ اب اگر اس نے اپنے مکارم اخلاق ہی کو کھو دیا اور خود ہی ان اصولوں اور تعلیمات کو قربان کر دیا جس کو پھیلانے کے لئے وہ کھڑا ہوا ہے تو پھر اس میں اور دوسری اقوام میں کیا فرق رہے گا اور کس چیز کی وجہ سے اس کو دوسروں پر فتح حاصل ہوگی اور کس قوت سے وہ دلوں اور روحوں کو مسخر کر سکے گا''؟ (142)

Marfat.com

خلق خدا کے ساتھ معاملہ میں امانت داری کا دائرہ کار

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ کے تحت بہت منفرد انداز میں کلام کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ (143)

''تمام مخلوق کی امانت کو ادا کرنا' اس میں یہ امور داخل ہیں: اگر کسی شخص نے کوئی امانت رکھوائی ہے تو اس کو واپس کرنا' ناپ تول میں کمی نہ کرنا' لوگوں کے عیوب بیان نہ کرنا' حکام کا عوام کے ساتھ عدل کرنا' علماء کا عوام کے ساتھ عدل کرنا بایں طور کہ ان کی صحیح رہنمائی کرنا' تعصب کے بغیر اعتقادی مسائل کو بیان کرنا' اس میں یہود کے لئے بھی یہ ہدایت ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے جو دلائل توراۃ میں موجود ہیں ان کو نہ چھپائیں' اور بیوی کے لئے ہدایت ہے کہ شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی عزت اور اس کے مال کی حفاظت کرے اور جس شخص کا گھر میں آنا اسے ناپسند ہو اسے نہ آنے دے' تاجر ذخیرہ اندوزی نہ کریں۔ بلیک مارکیٹ نہ کریں' نقلی دوائیں بنا کر لوگوں کی جان سے نہ کھیلیں' کھانے پینے کی اشیا میں ملاوٹ نہ کریں' ٹیکس نہ بچائیں' اسمگلنگ کر کے کسٹم ڈیوٹی نہ بچائیں۔ سودی کاروبار نہ کریں۔ ہیروئن' چرس اور دیگر نشہ آور اور مضر صحت اشیا کو فروخت نہ کریں' بیوروکریٹس رشوت نہ لیں' سرکاری افسران اپنے محکمہ سے ناجائز مراعات حاصل نہ کریں' ڈیوٹی پر پورا وقت دیں' دفتری اوقات میں غیر سرکاری کام نہ کریں۔ آج کل شناختی کارڈ' پاسپورٹ مختلف اقسام کے لائسنس اور ٹھیکہ داروں کے بل غرض کوئی کام بھی رشوت کے بغیر نہیں ہوتا جب ان کاموں کا کرنا ان کی سرکاری ڈیوٹی ہے تو بغیر رشوت کے یہ کام نہ کرنا سرکاری امانت میں خیانت ہے' اسی طرح ایک پارٹی کے ممبر کو عوام اس پارٹی کی بنیاد پر ووٹ دیتے ہیں ممبر بننے کے بعد وہ رشوت لے کر لوٹا کریسی کی بنیاد پر پارٹی بدل لیتا ہے تو وہ بھی عوام کے انتخاب اور ان کی امانت میں خیانت کرتا ہے' حکومت کے ارکان اور وزراء

Marfat.com

جوقومی خزانے اور عوام کے ٹیکسوں سے بلاوجہ غیر ملکی دوروں پر غیر ضروری افراد کو اپنے ساتھ لے جا کر اللے تللے اور عیاشیاں کرتے ہیں وہ بھی عوام کی امانت میں خیانت کرتے ہیں' اسکول اور کالجز میں اساتذہ اور پروفیسر حضرات پڑھانے کی بجائے گپ شپ کر کے وقت گزار دیتے ہیں۔ یہ بھی امانت میں خیانت ہے' اسی طرح تمام سرکاری اداروں میں کام کرنا اور بے جا مراعات حاصل کرنا اور اپنے دوستوں اور رشتے داروں کو نوازنا' کسی اسامی پر رشوت یا سفارش کی وجہ سے نااہل کا تقرر کرنا یہ بھی امانت میں خیانت ہے' کسی دنیاوی منفعت کی وجہ سے نااہل کو ووٹ دینا یہ بھی خیانت ہے۔ اگر ہم گہری نظر سے جائزہ لیں تو ہمارے پورے معاشرہ میں خیانت کا ایک جال بچھا ہوا ہے اور ہر شخص اس نیٹ ورک میں جکڑا ہوا ہے۔'' (144)

Marfat.com

خاندانی منصوبہ بندی کی ترغیب اور تشہیر کا شرعی حکم

خاندانی منصوبہ بندی کی جس انداز میں تشہیر کی جارہی ہے اس کے عدم جواز پر اس آیت کریمہ کے تحت یہ بات اخذ کی ہے کہ رزق کی تنگی کے ڈر سے مروجہ دور کی خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے نئے انسانوں کی پیدائش کو روکنے کا عمل ایک غیر اسلامی حرکت ہے۔ اگر چہ بعض صورتوں میں ضبط تولید کی گنجائش موجود ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ نئے انسانوں کی پیدائش کو روکنے کی بین الاقوامی مہم شروع کر دی جائے۔

وَ كَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ (145)

اس عنوان پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جہاں تک دور جدید کے مادہ پرستانہ نظریہ خاندانی منصوبہ بندی کا تعلق ہے تو یہ خالص الحاد پر مبنی ہے اور اسلام میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس نظریہ کا مرکزی نقطہ اور محور یہ ہے کہ انسانی آبادی کے پھیلاؤ کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت محدود کر دیا جائے' تا کہ وسائل معاش اور اسباب معیشت کی تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑے' یہ خالص خود غرضی پر مبنی فلسفہ ہے۔ جس کی اساس یہ ہے کہ ہم اپنی آسائش کے لئے دوسرے انسانوں کا وجود برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تاریخ انسانیت کا مطالعہ اور دور حاضر کے انسانوں کا مشاہدہ اور تجربہ یہ بتاتا ہے' کہ ہر دور میں نسل انسانی کی افزائش کے باوجود بحیثیت مجموعی' انسان نے اپنے گزشتہ ادوار کے مقابلہ میں زیادہ سہل اور پر آسائش زندگی بسر کی ہے اور وہ وسائل رزق کے اعتبار سے بھی خوشحال رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قانون قدرت ہے اور وسائل واسباب سے برتر اور بالاتر رزق مخلوق کی حقیقی منصوبہ بندی قادر مطلق نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہوئی ہے۔ البتہ! یہ ضرور ہے کہ جب اور جہاں ظاہری طور پر جغرافیائی' موسمی یا سائنسی اور علمی وفنی وجوہ کی بنا پر وسائل رزق انسانوں کے کسی گروہ یا کسی ملک یا قوم کے پاس ان کی ضرورت سے زیادہ مجتمع ہوئے تو بعض اوقات یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ انہوں نے

Marfat.com

اس سے مخلوق خدا کو فیض یاب کرنے کی بجائے لاکھوں ٹن غلہ سمندر میں بہا دینا' یا اسے ضائع کر دینا (Damping) زیادہ مناسب سمجھا' درحقیقت یہی وہ اقوام ہیں جو فلاح انسان اور انسان دوستی کے پرکشش نام پر زر کثیر صرف کر کے خاندانی منصوبہ بندی کی مہم کو پس ماندہ اقوام اور تیسری دنیا کے ممالک میں پھیلا رہی ہیں' حالانکہ آج بھی ایک سادہ لوح دیہاتی سے پوچھا جائے تو وہ یہی کہتا ہے کہ انسان کھانے کے لئے ایک منہ اور کمانے کے لئے دو ہاتھ لے کر پیدا ہوا ہے۔ گویا قدرت الٰہی اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اگر تم محنت اور مشقت کرو گے تو روزی کے دروازے کبھی تم پر تنگ نہیں ہوں گے۔" (146)

Marfat.com

قمری حساب سے تاریخ کا تعین

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ سے یہ رائے اخذ کی ہے کہ تاریخ کا تعین قمری حساب سے کرنا چاہیے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ(147)

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''سورج اور چاند کی روشنیوں میں مخلوق کے بہت فائدے ہیں' سورج کی روشنی سے دن میں کاروبار ہوتا ہے اور اس کی حرکت سے مختلف موسم وجود میں آتے ہیں جس سے اس دنیا کی مصلحتیں حاصل ہوتی ہیں اور چاند کی حرکت سے مہینوں اور سالوں کی گنتی اور حساب کا حصول ہوتا ہے' قرآن مجید کی اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تقویم اور تاریخ کا تعین قمری حساب سے کرنا چاہیے نہ کہ شمسی حساب سے۔''(148)

Marfat.com

قرآن وحدیث کے مقابلہ میں اپنے دینی پیشواؤں کو ترجیح دینے کی مذمت

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ سے یہ بات اخذ کی ہے کہ قرآن وحدیث کے مقابلہ میں اپنے دینی پیشواؤں کو ترجیح دینا قابل مذمت ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔(149)

اس ضمن میں آپ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مقابلہ میں اپنے کسی دینی پیشوا کے قول کو ترجیح دینا اور اس پر اصرار کرنا اس دینی پیشوا کو خدا بنالینا ہے' اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح حدیث کے مقابلہ میں اپنے کسی دینی پیشوا کے قول کو ترجیح دینا اس کو رسول کا درجہ دینا ہے' اسی گمراہی کا قلع قمع کرنے کے لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میرے قول کے خلاف کوئی حدیث صحیح مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے اور امام شافعی نے فرمایا اگر میرا قول کسی حدیث کے خلاف ہو تو میرے قول کو دیوار پر مار دو اور حدیث پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے متقدمین فقہا پر رحمتیں نازل فرمائے' انہوں نے کتنے ہی مسائل میں ائمہ کے اقوال کے خلاف احادیث پر عمل کیا ہے اور اس گمراہی کی جڑ کاٹ دی ہے' لیکن اس زمانہ میں ہم نے دیکھا کہ اگر کسی پیشوا نے دینی پیشوا کے کسی قول کے خلاف قرآن اور حدیث کتنا ہی کیوں نہ پیش کیا جائے وہ اپنے دینی پیشوا کے قول کے ساتھ چمٹا رہے گا اور کہتا ہے کیا یہ قرآن کی آیت اور یہ حدیث ان کو معلوم نہیں تھی اور وہ قرآن اور حدیث کو تم سے بہت زیادہ جاننے والے تھے۔''(150)

Marfat.com

انسان کے اعضا پر جنات کے تصرف کی نفی

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ کے تحت اس بحث کو رقم کیا ہے کہ انسان کے اعضاء پر جنات تصرف نہیں کر سکتے۔

وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ۔(151)

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''عوام الناس میں جو یہ مشہور ہے کہ جن انسان کے اعضاء پر قابض ہو کر تصرف کرتے ہیں' انسان کی زبان سے جن بولتا ہے اور اس کے ہاتھ پیروں سے جن تصرف کرتا ہے یہ صحیح نہیں ہے' اور اس پر قوی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ امر جائز ہوتا تو ایک آدمی کسی کو قتل کر دیتا اور بعد میں یہ کہتا اس کو میں نے قتل نہیں کیا جن نے قتل کیا ہے تو قانوناً اور شرعاً اس سے قصاص لینا جائز نہ ہوتا' حالانکہ قانون میں اس کی گنجائش نہیں ہے' پس واضح ہو گیا کہ انسان کے اعضاء پر جنات کے تصرف کرنے کا قول صحیح نہیں ہے۔''(152)

Marfat.com

غائبانہ نماز جنازہ کی تحقیق

غائبانہ نماز جنازہ بھی مختلف فیہ مسئلہ ہے۔امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے کہ اس کا پڑھنا جائز ہے، جبکہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ناجائز ہے۔اس کی تحقیق میں بھی علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ جانبین کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''علامہ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں کہ ہماری دلیل یہ ہے کہ جس دن نجاشی فوت ہوئے اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ مسلمانوں کو پڑھائی، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہوسکتا ہے کہ آپ کے لئے زمین لپیٹ دی گئی ہو اور آپ کو جنازہ دکھا دیا گیا ہو تو ہم کہیں گے کہ یہ منقول نہیں ہے اور اگر ایسا ہوتا تو آپ اس کی خبر دیتے۔''

اس کے بعد آپ عقلی و منطقی انداز میں لکھتے ہیں کہ:

''مَیں کہتا ہوں کہ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنے میں بے حد حریص تھے اور مدینہ کے قریب و بعید شہروں میں مسلمان طبعی موت سے اور شہادت سے فوت ہوتے رہتے تھے لیکن نجاشی کے علاوہ اور کسی کے متعلق صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی ہو حتیٰ کہ بیر معونہ میں جب ستّر قاریوں کو شہید کیا گیا تو آپ کو بہت رنج ہوا اور آپ ایک ماہ تک ان کے قاتلوں کے خلاف دعائے ضرر فرماتے رہے لیکن آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اگر آپ کے نزدیک غائب کی نماز جنازہ بالعموم جائز ہوتی تو آپ ان کی نماز جنازہ ضرور پڑھتے۔''(153)

جن روایات میں نجاشی کے علاوہ مزید تین صحابہ کا ذکر ملتا ہے ان روایات کی اسناد کے ضعف کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ بحوالہ بیان کیا ہے۔

Marfat.com

نماز باجماعت مسنون ہے یا واجب

نماز باجماعت مسنون ہے یا واجب؟ اس کی تحقیق میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مذاہب اربعہ کی روشنی میں کی ہے، چنانچہ فقہ حنبلی کی عبارات اور استدلال کردہ روایات کے ساتھ ساتھ، فقہ مالکی وشافعی کی عبارات بھی تفصیل سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، اس کے بعد احناف کے دلائل سات معروف کتب سے پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''مَیں کہتا ہوں کہ علامہ شامی کا یہ اعتراض ساقط ہے کہ خود علامہ سراج الدین نے یہ لکھا ہے کہ علمائے خراسان کا قول یہ ہے کہ جو عادۃً جماعت کو ترک کرے وہ گناہگار ہوگا اور میرے نزدیک علامہ حلبی کی تقریر میں بہت زبردست تحقیق ہے ان کی تحقیق احادیث پر مبنی ہے اور انہوں نے بظاہر متعارض احادیث میں تطبیق دی ہے کہ جن احادیث میں ترک جماعت پر وعید ہے ان کا تقاضہ یہ ہے کہ کبھی کبھی جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے (اور عام حالات میں جب کوئی عذر نہ ہو تو سنت مؤکدہ ہے) اور جن احادیث میں نماز پڑھنے کو افضل فرمایا ہے وہ دوام پر محمول ہیں۔'' (154)

اسٹاک ایکسچینج (حصص کا کاروبار)

دور حاضر کے اہم مسائل میں سے ایک جدید معاشی مسئلہ اسٹاک ایکسچینج میں حصص کی خرید وفروخت بھی ہے۔ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے نعمۃ الباری میں اس مسئلہ کو قدر تفصیل سے ذکر کیا ہے اور اس کو دو اقسام میں منقسم کیا ہے۔

پہلی قسم کاروبار عامہ ہے جو کہ قانونی کاروبار ہوتا ہے اور دوسرا مستقبل کے اعتبار سے حصص کی خرید وفروخت ہے جو کہ غیر قانونی کاروبار ہے، آپ کے نزدیک پہلی قسم یعنی کاروبار عامہ جائز کیونکہ اس کا باقاعدہ حساب وکتاب ہوتا ہے اور کمپیوٹر میں اندراج مادّی قبضہ کے حکم میں ہے۔ اس پر بیع قبل القبض کا اعتراض درست نہیں ہے، اس پر تفصیلاً دلائل نعمۃ الباری میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

Marfat.com

دوسری قسم مستقبل کے اعتبار سے حصص کی خرید وفروخت ہے، ان پر نہ مادی قبضہ ہوتا ہے اور نہ ہی حکماً قبضہ ہوتا ہے، یہ بیع قبل القبض کے حکم میں داخل ہے۔ ان دونوں اقسام کی مفصل بحث کے بعد لکھتے ہیں:

''خلاصہ یہ ہے کہ جو ادارے بلاواسطہ سودی کاربار کرتے ہیں جیسے بینک، ان کے شیئرز خریدنا تو حرام یا مکروہ تحریمی ہے اور جو کمپنیاں بینک سے قرض لے کر کوئی کاروبار کرتی ہیں، ان کے شیئرز خریدنا جائز اور مکروہ تنزیہی ہے۔''(155)

موسم کی پیش گوئی کی تحقیق

محکمہ موسمیات کی موسم کے بارے میں پیش گوئی کہانت کے حکم میں داخل ہے یا نہیں اس مسئلہ کی تحقیق میں علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''مَیں کہتا ہوں جو سائنسدان آلات کے ذریعہ موسَم کی خبر دیتے ہیں اور اس پورے ایک ہفتہ کا موسم بیان کر دیتے ہیں کہ فلاں دن اتنا درجۂ حرارت ہوگا اور فلاں دن اتنا درجۂ حرارت ہوگا اور فلاں دن بارش ہوگی اور فلاں دن بارش نہیں ہوگی، یا آلات کے ذریعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ فلاں سال فلاں مہینہ اور فلاں دن سورج گرہن ہوگا یا چاند گرہن ہوگا اور وقت بھی معین کر دیتے ہیں اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہے، سو یہ بھی کہانت کے حکم میں نہیں ہے بلکہ عراف کے حکم میں ہے، کیونکہ یہ سائنسدان غیب کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ سورج اور زمیں کی حرکت اور ان کے درمیان زمین کے حائل ہونے یا نہ ہونے کی وجہ سے اور دیگر علامات کی وجہ سے یہ پیش گوئی کرتے ہیں اور یہ غیب کا دعویٰ نہیں کرتے اور ان کی دی ہوئی خبر قطعی اور یقینی نہیں ہوتی بلکہ ظنی ہوتی ہے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ جیسا کہ ایلو پیتھک دواؤں کے اوپر ایکسپائری ڈیٹ درج ہوتی ہے کہ یہ دوا فلاں تاریخ تک قابل استعمال ہے، اس کے بعد یہ دوا قابل استعمال نہیں ہے، تو میڈیکل سائنٹسٹ اپنے تجربات سے یہ پیش گوئی کرتے ہیں اور ان کی یہ پیش گوئی تقریباً سو فیصد ثابت ہوتی ہے اس لئے موسمی علامات اور سورج گرہن وغیرہ اور دواؤں کے متعلق ان کی خبروں پر عمل کرنا بھی کاہن

Marfat.com

کی خبروں پر عمل کرنے کے حکم میں نہیں ہے۔''(156)

ہنڈی کا طریقۂ کار اور شرعی حیثیت

دور حاضر کا ایک اور اہم مسئلہ جسے (Bill of Exchange) کہتے ہیں، حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے نعمۃ الباری میں ایک حدیث کے تحت اس پر مفصل کلام کیا ہے اور اس کی شرعی حیثیت اور اس کے طریقۂ کار پر اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

''ہنڈی کا طریقہ شرعی اصطلاح میں حوالہ کی تعریف میں آتا ہے، لیکن طریقۂ مروجہ کو شریعت کے مطابق کرنے کے لئے اس میں کچھ تغیر کرنا ہوگا۔ زید جب عمرو سے تین ماہ بعد ادائیگی کے وعدہ پر مال خریدتا ہے اور اس کو ایک دستاویز فراہم کرتا ہے جس کو دکھا کر عمرو وقت سے پہلے بھی بینک سے رقم لے سکتا ہے، اس صورت میں زید محیل، بینک محتال اور عمرو محتال علیہ قرار پایا۔ اس کے جواز کی اصل یہ حدیث ہے ''من احیل علی ملئی فلیتبع'' (طبرانی) ''جو شخص کسی مالدار پر اپنا قرض حوالہ کردے، اس کو مان لینا چاہئے'' اب یہاں اس طرح اصلاح ہونی چاہئے کہ زید اس دستاویز پر کسی معین بینک کے نام پر ہدایت کر دے کہ میں اپنا قرض تمہارے حوالے کرتا ہوں اور میری جگہ پر یہ قرض تم عمرو کو ادا کرو گے اور جب بینک نے اس دستاویز کو منظور کرلیا تو حوالہ مکمل ہوگیا۔''

اپنے موقف کی تائید میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عبارات فقہائے کرام کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کو بھی بیان کیا ہے۔ بحث کے اختتام پر لکھتے ہیں کہ:

''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع کی بیع اُدھار کے ساتھ کرنے سے منع فرمایا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید نے عمرو سے ایک ہزار روپیہ قرض لیا۔ اب زید عمرو سے کہتا ہے کہ مَیں اس ایک ہزار کے عوض جو مجھ پر قرض ہے، تم کو ایک تھان کپڑے کا ایک ماہ بعد ادا کروں گا تو یہ اُدھار کی بیع اُدھار کے عوض ہے اور بیع الکالیٔ بالکالیٔ ہے، لیکن ہنڈی اس تعریف کی زَد میں ہرگز نہیں آتا۔''(157)

Marfat.com

پراویڈنٹ فنڈ کی شرعی حیثیت

پراویڈنٹ فنڈ کے بارے میں بھی اہلِ علم میں اختلاف ہے، چنانچہ اس ضمن میں بھی اہلِ علم کی مختلف آراء ہیں، جن کا ذکر تفصیل سے کیا جائے گا۔

پراویڈنٹ فنڈ کا تعارف

پراویڈنٹ فنڈ وہ رقم ہے جسے حکومت سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں سے ایک خاص تناسب سے زبردستی اپنے پاس رکھ لیتی ہے یہی رقم جمع ہوتی رہتی ہے اور جب ملازم مدت ملازمت پوری کر لیتا ہے تو ریٹائرمنٹ پر اسے اس کی تنخواہ میں سے ہر ماہ کاٹی گئی رقم اور اس کے برابر اور رقم جمع کر کے یعنی تقریباً دگنی رقم اسے دی جاتی ہے اور اگر مدت ملازمت مکمل ہونے سے پہلے ملازم کا دوران ملازمت انتقال ہو جائے تو اس کے مقرر کردہ وارث کو حکومت دے دیتی ہے اس رقم کے بارے میں چند سوالات اٹھائے جاتے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

پراویڈنٹ فنڈ سود ہے یا نہیں؟

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہے یا نہیں؟

پراویڈنٹ فنڈ پر کتنے سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

پراویڈنٹ فنڈ کی وصولی کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی یا پہلے؟

جن میں سے ایک یہ ہے کہ انتقال کے بعد یہ رقم ورثاء میں تقسیم ہوگی یا جسے چاہے مرنے والا نامزد کر دے۔

اس پر بھی اہلِ علم کی متضاد آراء ہیں چنانچہ اس ضمن میں حضور قبلہ سعید ملت کا موقف پیش کیا جائے گا۔

Marfat.com

پراویڈنٹ فنڈ پر اضافے کے سود ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق

یہ مسئلہ بھی علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ پراویڈنٹ فنڈ ملازم کے لئے سود ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان جواز کا ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

علامہ سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''پراویڈنٹ فنڈ پر جو اضافہ کیا جاتا ہے بعض کمپنیاں اپنے طور بغیر کسی پیشگی معاہدہ کے مدت ملازمت ختم ہونے پر کل رقم کو دگنا کر کے دیدیتی ہیں، ایسی صورت میں یہ اضافہ بلاشبہ جائز ہے اور اس کو حق خدمت ہی تصور کیا جائے گا۔ حکومت کے ہاں یہ طریقہ کار ہے کہ حکومت ملازمین سے معلوم کرتی ہے کہ وہ پراویڈنٹ پر سود لیں گے یا نہیں، اگر وہ سود لیں تو حکومت بھی ہاؤس بلڈنگ فنانس اور دیگر مدات کے قرضوں میں ملازمین سے سود لیتی ہے اور اگر وہ سود نہ لیں تو حکومت بھی ان سے سود نہیں لیتی۔ ہم نے متعلقہ محکمہ سے ذاتی طور پر تحقیق کر لی ہے کہ تادم تحریر یہی صورت حال جاری ہے، اس لئے اس صورت میں پراویڈنٹ فنڈ پر جو سود دیا جاتا ہے اس کو حق خدمت نہیں قرار دیا جا سکتا، پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جو ملازم کی تنخواہ سے کاٹی جاتی ہے، ہر چند کہ اس پر ملازم کا قبضہ نہیں ہوتا لیکن وہ رقم چونکہ اس کی طے شدہ اجرت کا حصّہ ہے اور اس کے کہنے سے ہی اس پر سود لگتا ہے اور اس کے کہنے سے وہ رقم انشورنس میں منتقل ہو جاتی ہے اور وہ چاہے تو اس رقم کو بذریعہ عدالت جبراً حکومت سے وصول کر سکتا ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ رقم اس کی ملکیت ہے اور اس پر جو رقم سود کے عنوان سے زائد دی جائے گی وہ شرعاً سود ہوگی لیکن چونکہ قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے پراویڈنٹ فنڈ پر ملازم کی بالفعل ملکیت مشکوک ہے اس وجہ سے سود کے عنوان سے اضافی طور پر دی جانے والی رقم سود کے مشابہ ہے اس لئے اس کا لینا مکروہ ہے۔''(158)

Marfat.com

پراویڈنٹ فنڈ پرزکوٰۃ کا حکم

بعض علماء کے نزدیک جی پی فنڈ دین ضعیف ہے اس لئے اس پرزکوٰۃ نہیں ہوگی اور بعض کے نزدیک اس فنڈ پر چونکہ ملک تام حاصل نہیں ہوتی لہٰذا دونوں حضرات کے نزدیک اس فنڈ پرزکوٰۃ نہیں ہوتی۔اس کے برعکس بعض حضرات کے نزدیک اس پر سال بسال زکوٰۃ واجب ہوتی رہتی ہے۔اس ضمن میں جانبین کے دلائل ذکر کیے جائیں گے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

علّامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے قرض پرزکوٰۃ کب واجب ہوگی؟ اس پر امام اعظم اور امام شافعی کا موقف بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کو مقدار نصاب کے برابر رقم قرض دی اور اس پر سال گزر گیا ہے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس مال پرزکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے اور قرض خواہ پر لازم ہے کہ اس مال کی زکوٰۃ ادا کرے خواہ اس کو رقم وصول ہو یا نہ ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آتی جب تک قرض کی رقم وصول کر کے اس پر قبضہ نہ کرے۔''(159)

گویا کہ امام شافعی کے نزدیک اگر قرض مقدارِ نصاب ہو تو اس پر سال گزرتے ہی فوری زکوٰۃ واجب ہوگی، خواہ رقم کی واپسی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔البتہ امام اعظم کے نزدیک قبضہ کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی۔مزید قرض کی اقسام کے بارے میں المبسوط کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''علّامہ سرخسی لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرض کی تین قسمیں ہیں، قوی، متوسط اور ضعیف۔قوی اس قرض کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کو ایسا مال قرض دے جو اگر اس کے پاس رہتا تو وہ اس سے تجارت کر سکتا تھا، متوسط یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز قرض دے جس پر زکوٰۃ نہ ہو جیسے استعمال کے کپڑے، اور ضعیف وہ ہے جو کسی مال کا بدل نہ ہو جیسے مہر اور بدل خلع۔قرض ضعیف میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آتی

Marfat.com

جب تک رقم پر قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے۔"(160)

امام اعظم کے نزدیک قرض کی تینوں اقسام اوران کی امثلہ نقل کرنے کے بعد قرض ضعیف کا حکم لکھتے ہیں کہ اس پر زکوٰۃ قبضہ میں آنے کے بعد سال گزرنے پر واجب ہوتی ہے۔

"پراویڈنٹ فنڈ ماہ بہ ماہ مدت ملازمت میں لازمی طور پر کٹتا رہتا ہے اور اختتام ملازمت پر حکومت اس میں ایک مقررہ اضافہ کر کے دے دیتی ہے۔صرف فنڈ کی رقم درحقیقت خدمت کا معاوضہ اور اجرت ہے اور یہ اصطلاح میں قرض ضعیف ہے۔اس لئے اس پر اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آئے گی جب تک کہ اس پر ملازم کے قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے۔"(161)

المختصر حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پراویڈنٹ فنڈ قرض ضعیف ہوتا ہے لہٰذا اس کو وصول کرنے پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

Marfat.com

وحی میں شیطان کی دخل اندازی

سورۃ الحج آیت 52 کے تحت آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لفظ ''تمنی'' کا ترجمہ کسی مترجم نے ''پڑھنا'' کیا ہے تو کسی نے آرزو کیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک روایت بھی ذکر کی جاتی ہے، جس سے کسی کے ذہن میں یہ شبہ بھی پیدا ہوسکتا ہے کہ شیطان وحی کے کلمات میں دخل اندازی کرسکتا ہے، کیونکہ اس کا تعلق وحی ربانی کی عصمت سے ہے، لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بڑی مدلل و مفصل بحث کی ہے تا کہ وحی کے بارے میں پیدا ہونے والے وہم کو دور کیا جاسکے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''میرے نزدیک چونکہ یہ روایت بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کے منافی تھی، اس لیے میں نے اس کے رَدوابطال میں کافی تفصیل و تحقیق سے گفتگو کی ہے، کیونکہ میں اس پر بہت عرصہ سے غور وفکر کرتا رہا ہوں۔ مَیں نے دیکھا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی اتباع میں بعض جیّد علماء نے بھی اُس باطل تاویل کے سہارے اختیار کرلیا ہے، جس کا ابھی ہم نے ذکر کیا ہے۔ تاہم یہ علما صحیح العقیدہ ہیں اور ان کی نیت فاسد نہیں ہے، صرف روایت پرستی کے روگ کی وجہ سے انہوں نے اس روایت کو اُس باطل تاویل کے ساتھ اپنی تصنیف میں درج کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور مصنّف کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور زیادہ کردے۔ اے اللہ تو گواہ ہے، مَیں شخصیت پرست نہیں ہوں، اللہ اور اس کے رسول کی حرمت سے بڑھ کر مجھے کسی کی حرمت عزیز نہیں ہے۔ مَیں نے جو یہ سعی کی ہے صرف مقام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کی خاطر کی ہے۔ اے اللہ! اس کوشش کو قبول فرما اور اس کو میرے لئے توشۂ آخرت، مغفرت اور رحمت کا ذریعہ بنادے، مصنف کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق دے اور اس کا ایمان پر خاتمہ فرما اور دارین کی نعمتیں اور سعادتیں اس کا مقدر کر دے۔ آمین یارب العالمین''۔ (162)

Marfat.com

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر جادو کی تحقیق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم ہیں اس پر نصوص وارد ہیں، لیکن کیا جسمانی طور پر آپ پر جادو ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ اشکال بھی ہے کہ جادو کا اثر مقام نبوت کے منافی تو نہیں؟ ابتداً حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر رَد کیا اور اس عنوان پر نعمۃ الباری میں تفصیلاً بحث کرتے ہوئے، ان الفاظ میں اختتام کیا کہ:

''جن احادیث میں یہ جملے مذکور ہیں کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ مَیں نے یہ بات کہہ دی ہے حالانکہ آپ نے نہیں کہی تھی یا آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ نے یہ کام کرلیا ہے اور آپ نے وہ کام نہیں کیا تھا، اسی طرح کی اور دوسری خرافات بھی بیان کی ہیں۔ یہ سب کسی بے دین راوی کا اضافہ ہیں اور حضرت ام المومنین پر بہتان ہیں۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد کا ہے اور اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغی، تعلیمی اور فتوحات کے اعتبار سے بہت مصروف سال گزارا ہے، اگر جادو کے اثر سے آپ کے حواس اور قویٰ ایک سال تک معطل رہے ہوتے تو اس سال یہ تمام کام کس طرح انجام دیئے جاسکتے تھے۔ حدیث کی صحت کی تحقیق کرنے میں امام بخاری اور امام مسلم کی شخصیت مسلم ہے، لیکن وہ بہرحال انسان ہیں، نبی یا فرشتہ نہیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ راویوں کی چھان پھٹک میں بعض اوقات ان سے کوئی سہو ہوگیا ہو اور کسی ایک آدھ جگہ سہو ہوجانے سے ان کی عظمت اور مہارت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔''

علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ بارگاہ الوہیت اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ آپ کی اس تحریر میں اکابرین کے مقام کا تحفظ اور ادب بدرجۂ اتم موجود ہے۔

لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر غور وخوض جاری رکھا اور اپنی آخری تصنیف تبیان الفرقان میں نعمۃ الباری میں کی گئی سابقہ تحقیق سے اس انداز میں رجوع کیا، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''اب تک میں نے دلائل سے یہی سمجھا ہے کہ یہود، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر ڈالنے

Marfat.com

میں کامیاب نہیں ہوئے اور یہ غلط ہے کہ چالیس راتوں یا چھ ماہ یا سال تک آپ پر جادو کا اثر رہا۔ چونکہ علمائے امت کی عظیم اکثریت کا یہ مذہب ہے کہ آپ پر جادو کا اثر ہوا تھا، تو میں یہ سوچتا ہوں کہ علمائے امت کی عظیم اکثریت کے مقابلے میں میری منفرد رائے کیا حیثیت رکھتی ہے، ہوسکتا ہے یہاں ایسے دلائل ہوں جو مجھ پر منکشف نہ ہوئے ہوں اور ان دلائل کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر ہوا ہو، سو اگر واقع میں ایسا ہے تو میں اپنی تحقیق سے رجوع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ میرے مطالعہ میں کمی ہو اور میری فکر میں نقص ہو اور میں اس معاملہ کی حقیقت تک نہ پہنچ سکا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے، میں نے وہی لکھا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب نبوت کی عظمت کے مطابق سمجھا، لیکن میں بہت گناہگار انسان ہوں اور میری فکر اور عقل بھی نارسا ہے، ہوسکتا ہے جس طرح جمہور علماء نے کہا ہے اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور آپ کی عظمت ہو اور میں اس حقیقت تک نہ پہنچ سکا ہوں، سو اگر ایسا ہے تو میں اپنی سابقہ تحقیق سے رجوع کرلیتا ہوں۔'' (164)

اس باب میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف تصنیفات سے چند جدید وقدیم نوعیت کے علمی وتحقیقی وفنی واجتہادی مسائل کو اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، تاکہ عصری مسائل کے حل میں علامہ صاحب کی تحریروں کے محاسن کو اُجاگر کیا جاسکے اور دور حاضر میں اہل دانش کو اس بات کا احساس دلایا جاسکے کہ ان کے تمام تر مسائل کا حل قرآن وسنت میں موجود ہے۔

شرح صحیح مسلم، تبیان القرآن، نعمۃ الباری ونعم الباری اور تبیان الفرقان کی مبسوط و مفصل ابحاث اور دلائل وبراہین کا ذخیرہ تا قیام قیامت تشنگان علم ومعرفت کے لئے رہنمائی فراہم کرنے کے لئے کافی وشافی ہے۔

ان ابحاث کے مطالعہ سے قارئین بالخصوص اہل علم حضرات پر حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی شان اور بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو جو خصوصی علوم ومعرفت عطا ہوئے تھے ان کا ادراک کرنا مشکل نہ ہوگا۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

1۔شرح صحیح مسلم، ج3،ص1159

2۔القاموس الوحید کامل، ج1،ص290

3۔المستصفیٰ فی علم الاصول جلد2،ص510

4۔ قاموس الفقہ، ج1،ص503

5۔التعریفات، سید شریف جرجانی، التعریفات،ص13

6۔الاحکام، ج4،ص169، بحوالہ قاموس الفقہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، ج1،ص503

7۔لسان العرب تحت لفظ فرد

8۔ لسان العرب،ص329-327، ج4، بحوالہ التفسیر ششماہی، تفردات نمبر، شمارہ نمبر 21،ص 89، جنوری تا جون2013

9۔لسان العرب تحت شذذ

10۔لسان العرب،ص 28، ج5، بحوالہ التفسیر ششماہی، تفردات نمبر، شمارہ نمبر 21،ص 89، جنوری تا جون2013

11۔جامع الترمذی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، ج2،ص486

12-http//:en.wikipedia.org/wiki/In_vitro_fertilisation retrieved on 13-12-14

13۔شرح صحیح مسلم ج3،ص936-937

14۔ایضاً ص937

15۔محولہ بالا

16۔ایضاً ص937-938

17۔ایضاً ص938

18۔محولہ بالا

19۔ایضاً ص948

20-http//:en.wikipedia.org/wiki/Post-mortem (disambiguatioretrieved) on 17-12-14

Marfat.com

21۔ مریض ومعالج کے اسلامی احکام، ص320-321

22۔ محولہ بالا بالاختصار

23۔شرح صحیح مسلم، ج2، ص826-827

24۔ایضاً ص830

25۔اعضاء کی پیوندکاری کی شرعی حیثیت، ص26-27

26۔مشکوۃ، ص379۔ترمذی، ص268

27۔ ترمذی بحوالہ جدید شرعی مسائل، ص10

28۔سورہ النحل:5

29۔ نورالقرآن، ص426

30۔ ردالمحتار بحوالہ جدید شرعی مسائل، ص16

31۔فتاویٰ عالمگیری، ج5، ص354

32۔ ماہنامہ السعید، مضمون پوسٹ مارٹم اور پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت، ص36

33۔ ماہنامہ رضوان بحوالہ جدید شرعی مسائل، ص11

34۔جدید شرعی مسائل، ص12

35۔ جنگ کراچی جنوری 1996ء بحوالہ جدید شرعی مسائل، ص12

36۔سورہ اسراء:70

37۔نورالقرآن، ص461

38۔اسلام اور قرنیہ کی پیوندکاری بالاختصار بحوالہ شرح صحیح مسلم، ج2، ص861 تا862

39۔ حقائق شرح صحیح مسلم، ص93-94

40۔ایضاً860

41۔ تنویرالابصار مع الدرالمختار، ج3، ص136

43۔شامی، ج1، ص325

43۔البحرالرائق، ج8، ص205

44۔انسانی اعضاء کی پیوندکاری، ص37

45۔ محولہ بالا

46۔شرح صحیح مسلم ج2، ص867

Marfat.com

47۔ فتاویٰ عالمگیری ج6،ص95۔96
48۔شرح صحیح مسلم، ج4،ص799
49۔ایضاً،ص803
50۔ایضاً ج2،ص65
51۔ایضاً ج1،ص372
52۔ایضاً ج3،ص246
53۔تبیان القرآن ج1،ص760
54۔شرح صحیح مسلم ج4،ص114
55۔شرح صحیح مسلم ج4،ص115
56۔سورہ البقرۃ:173
57۔فیض القدیر الجزء2،ص73
58۔وقار الفتاویٰ، ج1،ص265
59۔بالاختصار جدید فقہی مسائل جزء1،ص198
60۔سورہ الحج:78
61۔بخاری، ج1،ص35
62۔شرح صحیح مسلم ج2،ص830
63۔سورہ البقرہ:173
64۔کنز الایمان،ص66
65۔سورہ الانعام:145
66۔کنز الایمان،ص79
67۔سورہ الانعام:119
68۔کنز الایمان،ص73
69۔ صحیح بخاری ج1،ص36
70۔ایضاً ج1،ص409
71۔مشکوۃ،ص379۔ترمذی،ص268
72۔شرح صحیح مسلم ج2،ص841

Marfat.com

73۔ ایضاً ج4،ص322

74۔ ایضاً ج6،ص220

75۔ التعریفات،ص56

76۔ شرح صحیح مسلم، ج3،ص878

77۔ سورہ اسراء:31

78۔ نورالقرآن،ص454

79۔ سنن ابن ماجہ،ص205

80۔ شرح صحیح مسلم ج3،ص884

81۔ ضیاء القران ج2،ص656

82۔ معارف القران ج5،ص463

83۔ رسائل ومسائل ج3،ص290

84۔ شرح صحیح مسلم ج3،ص889

85۔ سورہ ھود:6

86۔ نورالقرآن،ص353

87۔ مشکوۃ المصابیح مع مرقاۃ المفاتیح ج6،ص351

88۔ شرح صحیح مسلم، ج1،ص310

89۔ ایضاً ملخّص ج1،ص321

90۔ سورہ النور:63

91۔ شرح صحیح مسلم، ج1،ص310

92۔ صحیح مسلم، امام مسلم، ج2،ص419

93۔ شرح صحیح مسلم، ج1،ص312

94۔ شرح صحیح مسلم، ج1،ص312

95۔ الادب المفرد، امام بخاری،ص250، الشفاء للقاضی عیاض المالکی، ج2،ص18

96۔ شرح صحیح مسلم، ج1،ص312

97۔ سنن ابنِ ماجہ،ص99، سنن ترمذی، ج5،ص336، مسند امام احمد بن حنبل، ج6،ص107

98۔ شرح صحیح مسلم، ج1،ص312

Marfat.com

99۔ایضاً ج7،ص1001-1002

100۔ایضاً ج1،ص322

101۔ایضاً،ص931

102۔ایضاً ج6،ص446

103۔ایضاً ص450

104۔ایضاً ص451

105۔لسان العرب، ج1،ص139

106۔شرح مؤطا امام محمد، ج2،ص43

107۔فتاویٰ شامی ج3،ص86

108۔فتاویٰ ہندیہ ج1،ص290-291، کنز الدقائق علی ہامش، البحر الرائق ج3،ص139

109۔ الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج4،ص194 بحوالہ بہار شریعت، ج2، حصہ 7، کفو کا بیان، ص46

110۔بہار شریعت، ایضاً

111۔فتاوٰی رضویہ ج11،ص280

112۔ایضاً ص213-214

113۔شرح صحیح مسلم، ج6،ص1051

114۔ایضاً ج3،ص991

115۔ایضاً ج3،ص992

116۔شرح صحیح مسلم، ج2،ص1026

117۔ایضاً ج2،ص1032

118۔ محولہ بالا

119۔تنویر الابصار مع درمختار ج3،ص126

120۔عالمگیری ج1 ص165

121۔فتاویٰ رضویہ ج9،ص266۔267

122۔شرح صحیح مسلم، ج5،ص935

123۔ایضاً ج4،ص496

Marfat.com

124۔سورہ البقرہ:115

125۔تبیان القرآن ج1،ص505

126۔ایضاً ج1،ص506

127۔ایضاً ج1،ص610

128۔آل عمران:97

129۔سورہ البقرۃ:185

130۔تبیان القرآن ج1،ص684

131۔البقرہ:185

132۔جامع ترمذی،ص124

133۔تبیان القرآن ج1،ص684

134۔ایضاً،ص685

135۔محولہ بالا

136۔تبیان القرآن ج۱،ص962

137۔ایضاً ص963

138۔تبیان القرآن ج3،ص301-302

139۔سورہ النساء:5

140۔تبیان القرآن ج2،ص582

141۔ایضاً،ص205-206

142۔ایضاً،ص208

143۔سورہ النساء:58

144۔تبیان القرآن ج2،ص701

145۔سورۃ الانعام:137

146۔تبیان القرآن ج3،ص666

147۔سورۂ یونس5

148۔تبیان القرآن ج5،ص328

149۔سورہ التوبہ:31

Marfat.com

150۔تبیان القرآن ج5،ص122

151۔سورہ ابراہیم 22

152۔ایضاً ج6،ص177

153۔نعمۃ الباری ج3،ص403

154۔ایضاً ج2،ص512

155۔ایضاً ج4،ص699

156۔ایضاً ج10،ص827

157۔ایضاً ج4،ص857-859

158۔شرح صحیح مسلم ج2،ص899-900

159۔ایضاً ج2،ص899

160۔محولہ بالا

161۔محولہ بالا

162۔ملخصاً تبیان القرآن، ج9،ص781-788

163۔ملخصاً نعمۃ الباری ج6،ص185

164۔تبیان الفرقان ج3،ص754

Marfat.com

حرف آخر

اُمّت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں بے شمار مایہ ناز مؤلفین وتجربہ کار مصنّفین گزرے ہیں جنہوں نے کثیر تعداد میں کتابیں چھوڑی ہیں، لیکن اللہ کریم نے کچھ کو باقی رکھا اور بعض کا نام ونشان تک مٹا دیا، شاید وہ جو اس کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوئی تھیں۔ علامہ خرشی مالکی اپنی تصنیف مختصر خلیل کے مقدمہ میں ایک تاریخی جملہ رقم کرتے ہیں:

کم من تألیف طوی ذکرہ ولم یستغل به

کتنی ہی کتابیں ایسی ہیں جن کے نام بھی لوگ نہیں جانتے، اس کے برخلاف کچھ مصنّفین و مؤلفین وہ ہیں جن کی تصانیف کو اللہ رب العزت مقبولیت عامہ اور افادیت تامہ عطا فرماتا ہے، امام مالک کے زمانہ میں ابن ابی ذئب بزرگ نے مؤطا نامی کتاب لکھی جس کی ضخامت امام مالک کی مؤطا سے زیادہ تھی، لوگوں نے امام مالک سے پوچھا:

ما الفائدۃ فی تصنیفه؟

یعنی اب آپ کی مؤطا سے کیا فائدہ ہوگا؟

امام مالک نے جواباً فرمایا: ما کان للہ بقی یعنی جو اللہ کے لئے ہوگی باقی رہے گی۔

ان کے اخلاص کی برکت سے اللہ رب العزت نے ان کی تصانیف کو قبول فرمایا اور ان کی تحریر کو سند کا درجہ حاصل ہوا۔ انہیں دنیا سے رخصت ہوئے ہزار سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا مگر آج بھی ان کی تالیفات علوم دینیہ کا مآخذ سمجھی جاتی ہیں، نصاب کا حصہ ہیں، کتب خانوں کی زینت ہیں، زندہ و پائندہ وتابندہ ہیں۔

اُمّت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں ایسے بے شمار افراد گزرے ہیں، جنہوں نے متنوع موضوعات پر اَن گنت تصانیف رقم کی ہیں، یقیناً مجھ جیسا کم فہم تو انتہائی بے خبر ہے، مگر جن کا علم ہے ان کا ذکر کرنا بھی یہاں ناممکن ہے۔

ان ہی مقبولان بارگاہ میں مفسر اعظم، محدث کبیر، شارح صحیحین، فقیہہ العصر، حضور قبلہ

Marfat.com

سعید ملّت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ والرضوان سَرفہرست ہیں، جن کے احوال و آثار اور خدمات دینیہ پر کتاب ہذا میں کچھ لکھنے کی کوشش کی گئی ہے، اس اعتراف کے ساتھ کہ

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اللہ رب العزت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ درجہ کا ملکۂ تحریر عطا فرمایا، آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کے کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔

اگر آپ کی زندگی کے ایام شمار کیے جائیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ آپ نے ان ایام سے کہیں زیادہ صفحات رقم کیے ہیں، اللہ رب العزت نے آپ کو کثرت تصانیف کی نعمت کے ساتھ ساتھ مقبولیت عامہ و منفعت تامہ بھی عطا کی، اپنے ہوں یا پرائے، محبین ہوں یا۔۔۔علماء اور عوام سب نے آپ سے استفادہ کیا۔

ایک اکیلے شخص کا اتنا بڑا کام یقیناً تائید غیبی، نصرت خصوصی اور بارگاہ صمدیت و بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبولیت کے بغیر ممکن نہیں اور اس کے اسباب پر اگر غور کیا جائے تو ہمیں آپ علیہ الرحمۃ کی ذات میں بے پناہ اخلاص، خشیت الٰہیہ، شوق و ذوق، انضباطِ اوقات، استحضار علم، لایعنی اُمور سے اجتناب، تصنع و تکلف سے احتراز نظر آتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ان زریں اُصول پر کاربند ہو کر ہمہ تن خدمت دین میں مصروف عمل رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

Marfat.com

مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن دامت فیوضہم کا پیغام

''علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان جید علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے علم و فضل تصانیف و تالیفات اور تدریس و خطابت کے ذریعے توحید و الوہیت جل جلالہ کے پرچار، عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے ان گنت مساعی جمیلہ انجام دیں، آپ بلاشبہ اپنے عہد کے مفسر اعظم، محدث کبیر، فقیہہ العصر، فقید المثال مدرس اور مثالی خطیب تھے۔ آپ جامع کمالات ہیں، خزینہ علوم و معارف ہیں، آپ کے علمی فیوض و معارف سے استفادہ کرنے والے بلا مبالغہ دنیا کے ہر خطے اور ہر براعظم میں موجود ہیں، کسی حلقہ ارادت یا حلقہ ارباب عقیدت کی تشہیری مہم کے بغیر اللہ عزوجل نے آپ کو اطراف و اکناف عالم میں بے پناہ پذیرائی، قبول عام اور شہرت دوام عطا فرمائی۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی علمی قامت کا مَنارۂ نور بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا اور پوری دنیا آپ کی علمی عظمت کو سلام کرے گی۔''

(ملخصاً تبیان الفرقان، ج1، ص41)

Marfat.com

22
22

عکسی نوادرات

Marfat.com

Marfat.com

محدث اعظم پاک وہند، شارح صحیحین، صاحب تبیان القرآن وتبیان الفرقان
حضور قبلہ سعید ملت، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں خطاب فرما رہے ہیں
جبکہ دوسری جانب پروگرام حی علی الفلاح میں انٹرویو دیتے ہوئے ایک یادگار تصویر

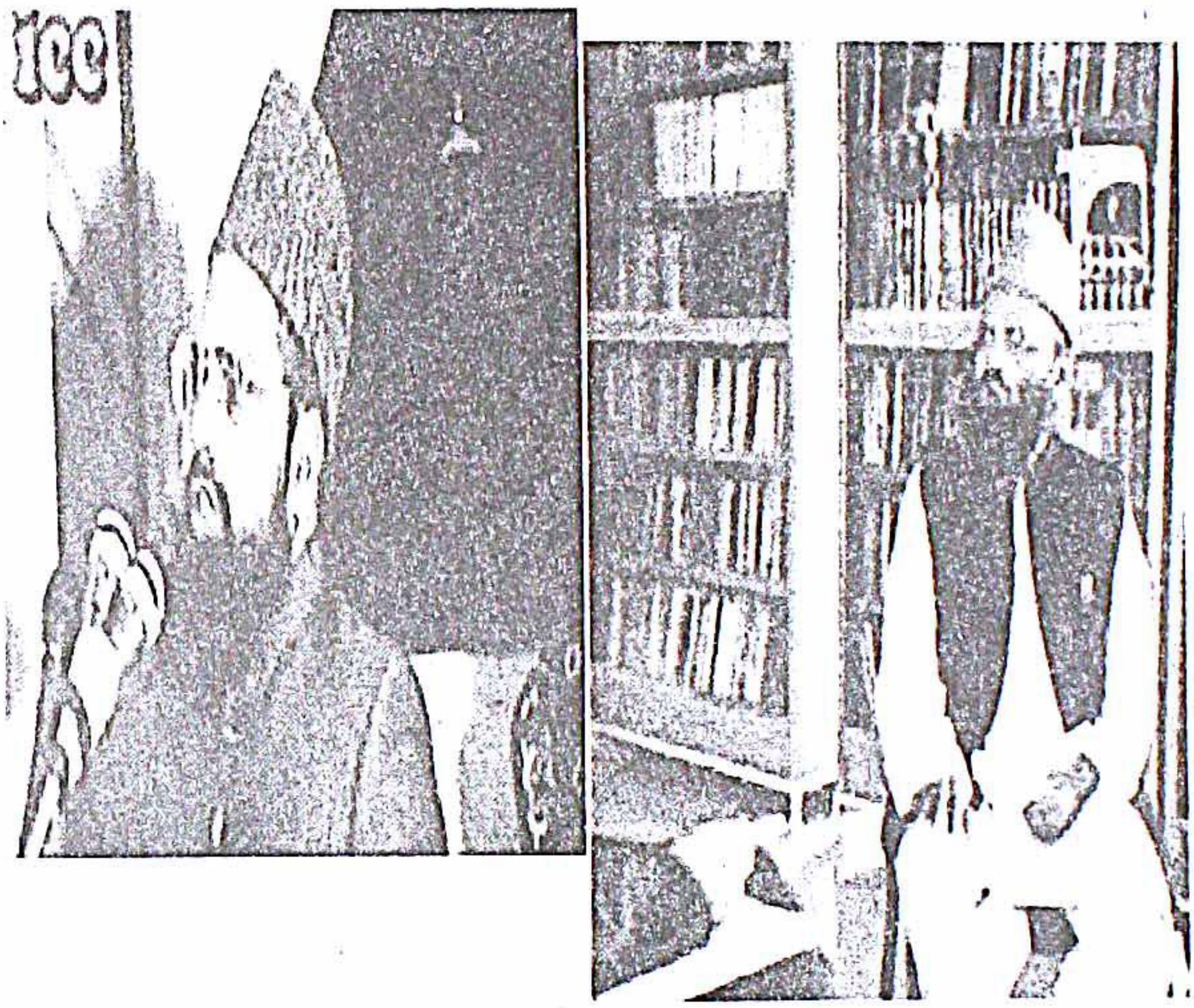

Marfat.com

محدث اعظم پاک وہند، شارح صحیحین، صاحب تبیان القرآن وتبیان الفرقان
حضور قبلہ سعید ملت، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری کا درس دیتے ہوئے

Marfat.com

پُرنور وتَر وتازہ چہرہ

محدث اعظم پاک وہند، شارح صحیحین، صاحب تبیان القرآن وتبیان الفرقان حضور قبلہ سعید ملت، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار

مُفتی غُلام رسول سعیدی

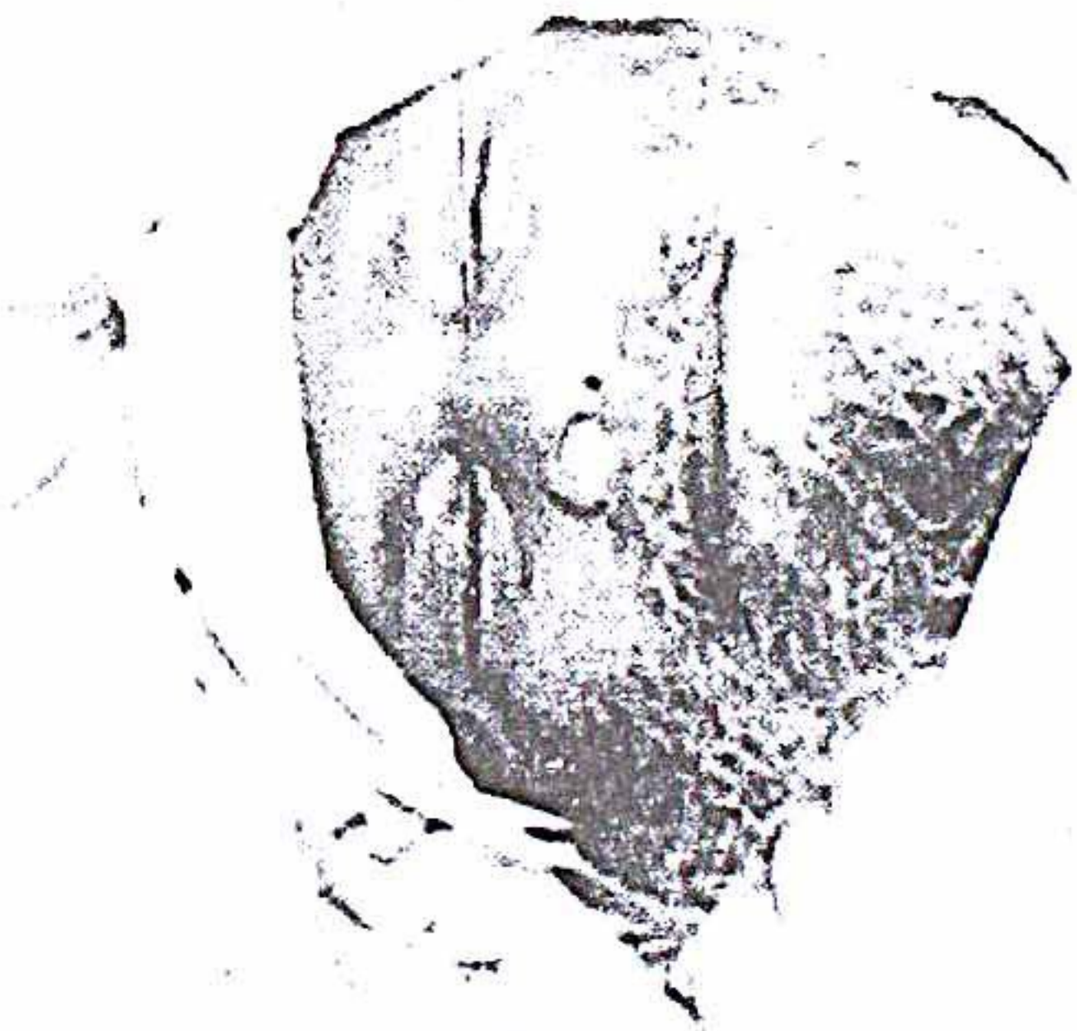

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

بارِ دنیا میں رہو، غمزدہ یا شاد رہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

Marfat.com

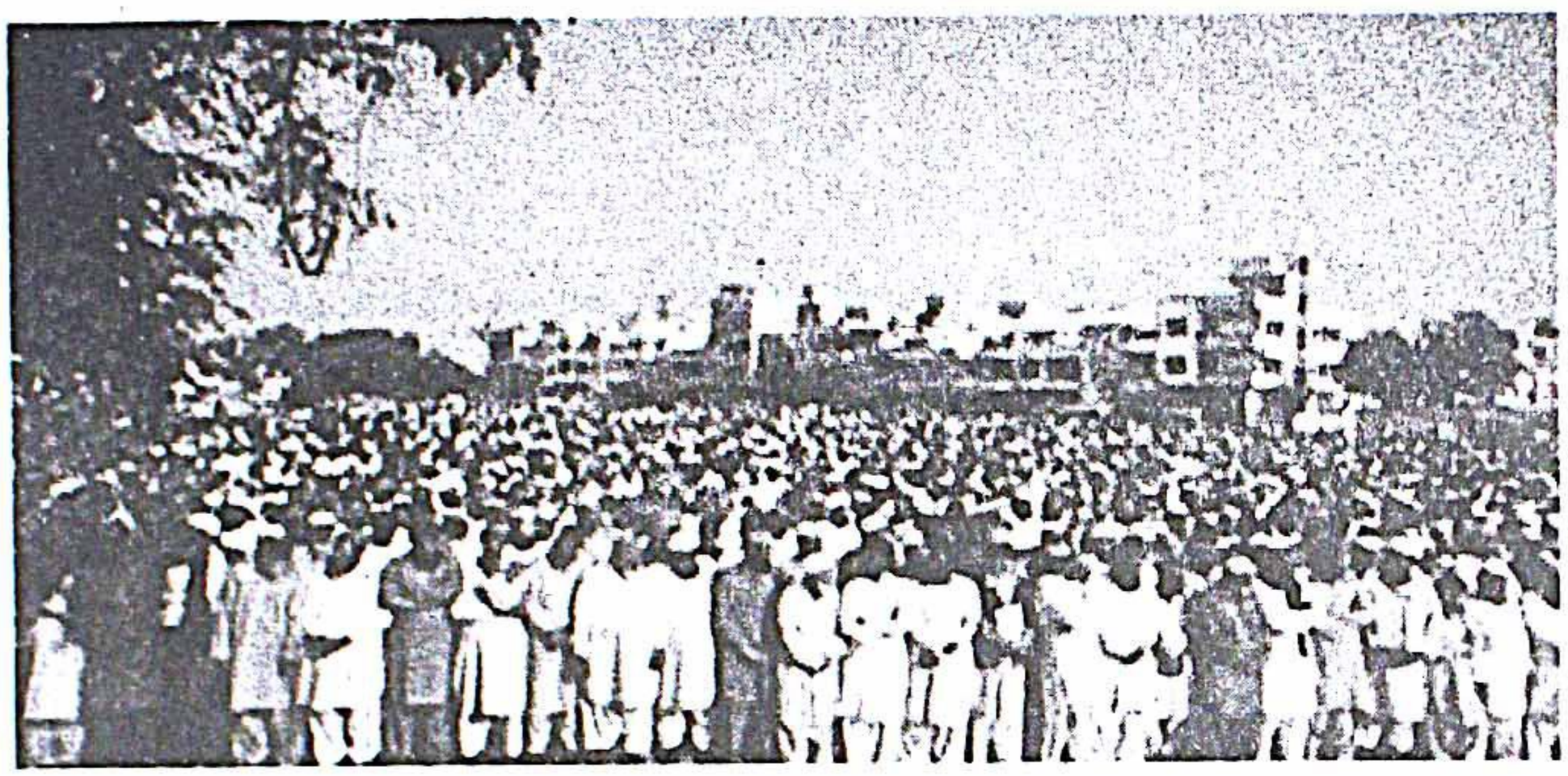

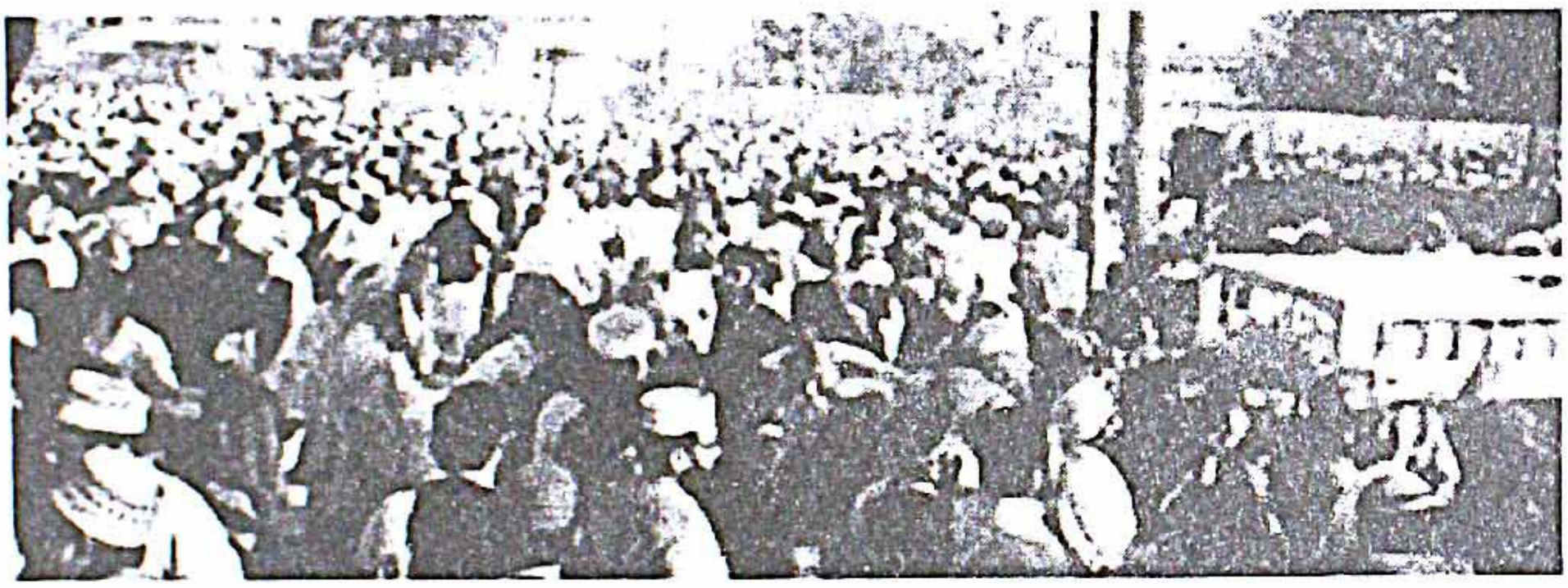

فیڈرل بی ایریا، بلاک 15، ٹی گراؤنڈ میں لاکھوں فرزندان اسلام منارۂ علم محدّث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں، جنازگاہ میں نماز جنازہ کا انتظار ہو رہا ہے۔

Marfat.com

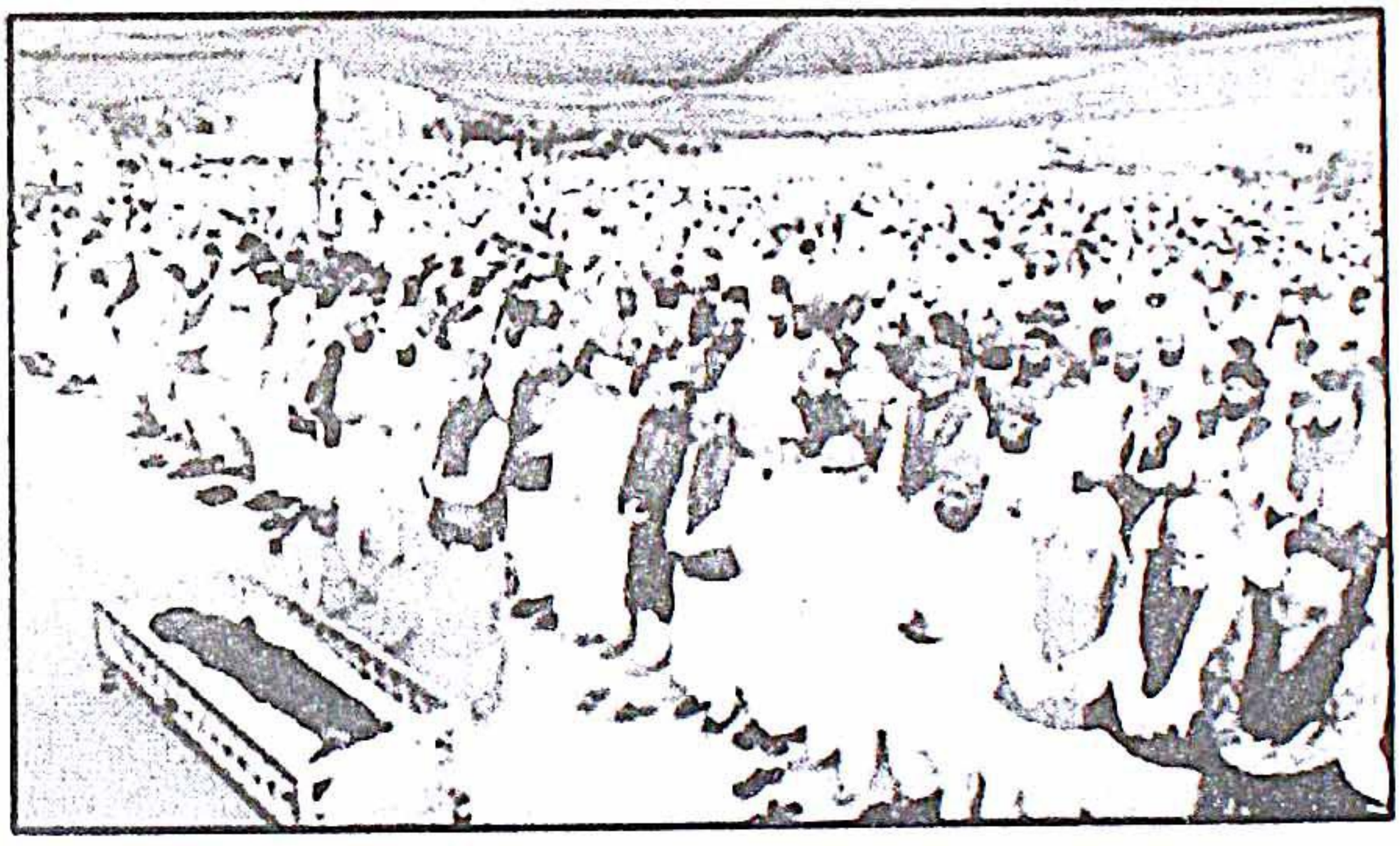

کراچی: علامہ غلام رسول سعیدی کی نماز جنازہ مفتی منیب الرحمٰن کی امامت میں ادا کی جارہی ہے

Marfat.com

تمغۂ امتیاز بہ اعترافِ علمی ودینی خدمات

حکومت پاکستان کی جانب سے محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کو دینی وعلمی خدمات کے اعتراف میں 2014ء میں تمغۂ امتیاز عطا کیا گیا

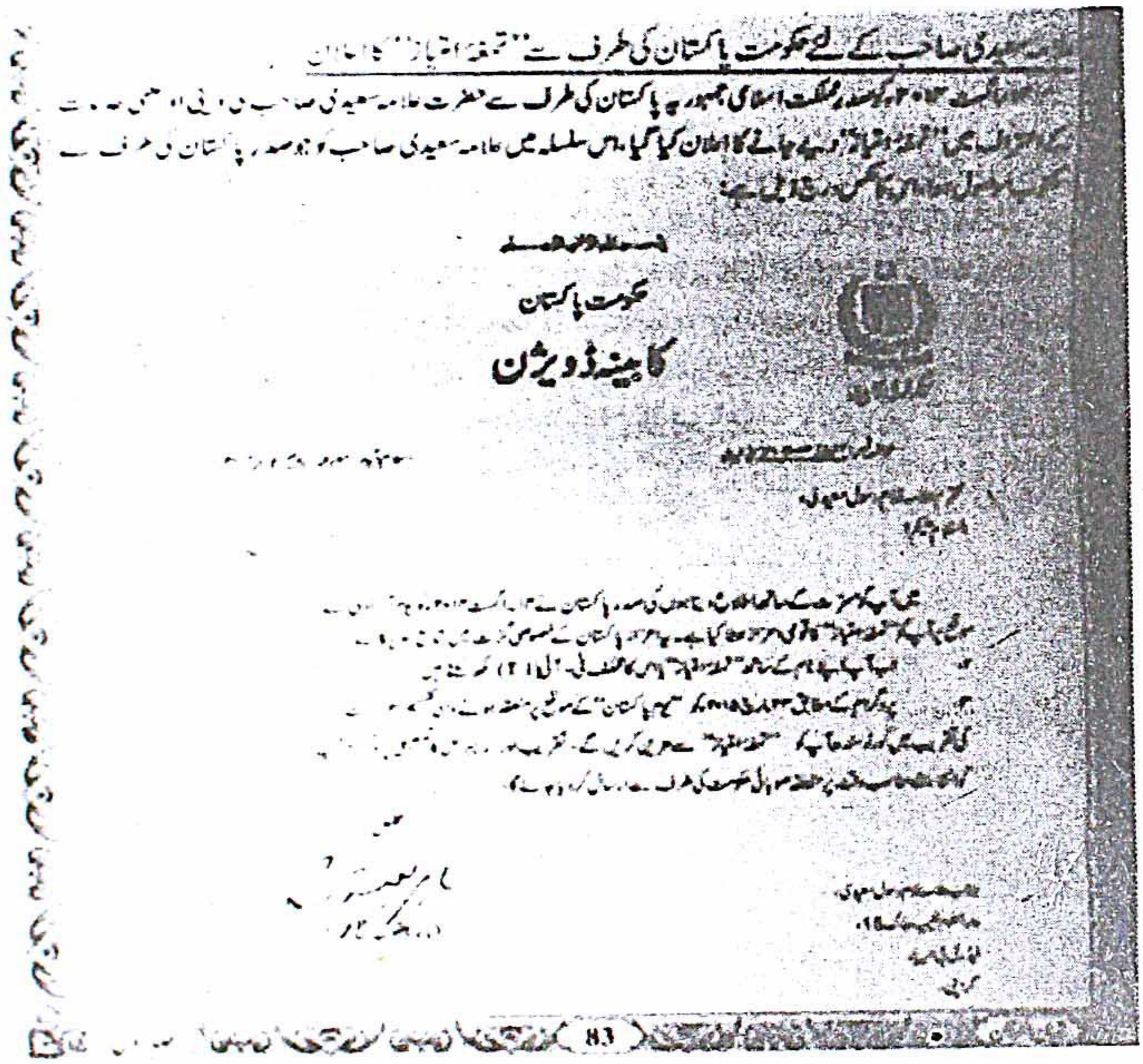

علامہ سعیدی صاحب کے لئے حکومت پاکستان کی طرف سے "تمغۂ امتیاز" کا اعلان

حکومت پاکستان

کابینہ ڈویژن

(83)

قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کو ارسال کیے گئے خط کا عکس۔

Marfat.com

راقم کے لئے شرف واعزاز

الحمدللہ علی احسانہ راقم کا ذکر Ph.D کے حوالہ سے محدّث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ نے تبیان الفرقان میں فرمایا ہے۔

Marfat.com

مفسر، محدث، فقیہ اور دینی کتب کے مصنف

☆

علامہ غلام رسول سعیدی کے احوال وآثار

علامہ غلام رسول سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کا شمار اُن جید علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے علم وفضل، تصانیف وتالیفات اور تدریس وخطابات کے ذریعے توحید والوہیت جل جلالہ کے پرچار، عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ اور امتِ محمدیہ کی اصلاح کے لیے ان گنت مساعی جمیلہ انجام دیں۔ آپ بلاشبہ اپنے عہد کے مفسرِ اعظم، محدثِ کبیر، فقیہ العصر، فقید المثال مدرس اور مثالی خطیب ہیں۔ آپ جامع کمالات ہیں، خزینۂ علوم ومعارف ہیں اور آج آپ کے علمی فیوض ومعارف سے استفادہ کرنے والے بلامبالغہ دنیا کے ہر خطے اور ہر برِّ اعظم میں موجود ہیں۔ کسی حلقۂ ارادت یا حلقۂ ارباب عقیدت کی تشہیری مہم کے بغیر اللہ عزوجل نے آپ کو اطراف واکنافِ عالم میں بے پناہ پذیرائی، قبولِ عام اور شہرتِ دوام عطا فرمائی۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی علمی قامت کا مَنارۂ نور بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا اور دنیا آپ کی علمی عظمت کو سلام کرے گی۔

علامہ سعیدی صاحب کی زندگی میں ان کی شخصیت اور ان کی تصانیف پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنے والے حضرات

اس وقت ملک کی کئی یونیورسٹیوں میں طلبہ وطالبات نے آپ کی شخصیت پر ایم فل اور پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ عزیزہ شگفتہ جبین نے علامہ سعیدی صاحب پر ایم فل کیا ہے جس کا عنوان ہے ''نعمۃ الباری کا منہج واسلوب'' جس پر ان کو ڈگری مل گئی ہے۔ ڈاکٹر محمد اشفاق، پی ایچ۔ ڈی علومِ اسلامیہ (نمل، اسلام آباد) نے آپ کی شخصیت پر پی ایچ۔ ڈی کی ہے، ان کے مقالہ کا عنوان ہے: ''تفسیر تبیان القرآن میں عائلی مباحث کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ'' (فیکلٹی آف ہائر سٹڈیز نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، سیشن اگست ۲۰۱۱ء)۔ اور ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ نے بھی آپ کی شخصیت پر پی ایچ۔ ڈی کی ہے، ان کے مقالہ کا عنوان ہے: ''علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' (جامعہ کراچی) اور پروفیسر عون محمد سعیدی نے بھی علامہ صاحب کی تبیان القرآن پر ایم فل کیا ہے۔

قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی تصدیق وتائید

قائدِ اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نور اللہ مرقدہٗ (متوفی ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء) فرماتے ہیں:

میں ملک سے باہر بہت سے مقامات پر جاتا رہا ہوں، میں وقتاً فوقتاً تبلیغِ دین کے لئے بیرونی ممالک کے دورے پر جاتا رہتا ہوں۔ اس بار میں اپنے بعض احباب اور دوستوں کے ساتھ کینیڈا بھی گیا تھا، جب میں کینیڈا کے شہر ''وین کاور'' گیا، تو مجھے اپنے میزبان کے ہاں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم دیکھ کر ایک انتہائی خوشگوار حیرت ہوئی اور روحانی مسرت نصیب ہوئی کہ حضرت علامہ کا فیض دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ چکا ہے، واضح رہے کہ وین کاور کینیڈا کے جنوب اقصیٰ (Extreme South) میں پیسیفک اوشن کے کنارے واقع ہے، یہ اگست ۱۹۹۶ء کا واقعہ ہے۔

حال ہی میں، میں ستمبر (۱۹۹۶ء) میں اوسلو، ناروے گیا، اس ملک میں کوئی مسجد نہیں تھی۔ ورلڈ اسلامک مشن (ناروے) نے

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار راقم کے قلم سے

الحمد للہ علیٰ احسانہ راقم کا ذکر محدّث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ نے تبیان الفرقان میں نقل کیے گئے اپنے ذاتی احوال کے مرتب کرنے کے حوالہ سے بھی کیا ہے اور اس پر نظرِ ثانی مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے فرمائی

Marfat.com

علامہ سعیدی صاحب کو تمغۂ امتیاز سے نوازنے کے لیے ۲۲ر مارچ اور ۲۳ر مارچ ۲۰۱۵ء کو گورنر ہاؤس کراچی میں بلایا گیا تھا، لیکن ان دنوں علامہ سعیدی صاحب سخت علیل تھے، اس لئے انہوں نے گورنر ہاؤس میں جانے سے معذرت کر لی، لہٰذا وہ ۲۳ر مارچ کی تقریب میں نہیں گئے۔

عزم و ہمت

علامہ صاحب میں بے پناہ قوت ارادی موجود ہے، آپ عزم و ہمت کے پیکر ہیں، آپ کی عمر اس وقت عیسوی حساب سے ۷۸ اور ہجری کے حساب سے ۸۰ سال ہے اور عرصہ دراز سے شوگر، بلڈ پریشر، کولیسٹرول (Cholestrol) اور کمر کے درد کے مریض ہیں۔ اب تین سال سے دونوں گھٹنوں کی ہڈیوں میں فصل (Gap) ہو چکا ہے، جس کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہیں اور رکوع اور سجود سے نماز نہیں پڑھ سکتے، کرسی پر بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھتے ہیں۔ بیماری، بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود آپ کا حوصلہ انتہائی بلند ہے۔ آپ عصا کے سہارے کلاس تک جاتے ہیں، پڑھانے میں کبھی ناغہ نہیں کرتے اور ساتھ ہی تصنیف و تالیف کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شخصیات کو پیدا فرمایا ہے جنہوں نے اسلام کو زندہ رکھا اور امت مسلمہ کی رہنمائی خلوص دل سے کی۔ علامہ صاحب کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ آپ ۱۹۶۶ء سے درس و تدریس سے وابستہ ہیں اور رات دن رشد و ہدایت، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ کی شخصیت بہت سے اوصاف و کمالات کا مجموعہ ہے۔ آپ بیدار مغز اور بلند ذہنیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی عجز اور انکسار سے کام لیتے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں انتہائی سخت اور برے حالات دیکھے، آپ نے ان حالات کا صبر و تحمل سے مقابلہ کیا اور اپنے مقصد کو فوت نہیں ہونے دیا۔ آج آپ کے پاس ہر سہولت موجود ہے، اگر آپ چاہیں تو آرام اور سکون سے اپنا بڑھاپا گزار سکتے ہیں لیکن نہیں! اس بیماری اور بڑھاپے کے باوجود اپنے مقصد کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ آپ کی ساری زندگی آج کے نوجوانوں کے لئے دعوت فکر ہے۔

مرتبین: (۱) پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
(۲) محترمہ شگفتہ جبیں (۳) جناب اختر حسین (۴) پروفیسر ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ، و دیگر
نظر ثانی: پروفیسر مفتی منیب الرحمن

Marfat.com

کتابیات

1۔قرآن مجید

2۔قادری، امام احمد رضا خان، ترجمہ قرآن کنز الایمان، مکتبۃ المدینہ کراچی 2013ء

3۔سعیدی، علامہ غلام رسول، ترجمہ قرآن نور القرآن، فرید بک اسٹال، لاہور 2009ء

کتب احادیث

4۔بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری مطبوعہ نور محمد کراچی 1381ھ

5۔قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، مطبوعہ کراچی 1375ھ

6۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد

7۔ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، مطبع مجتبائی لاہور 1405ھ

8۔ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، مطبوعہ نور محمد کراچی سن ندارد

9۔نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، مطبوعہ نور محمد کراچی سن ندارد

10۔شیبانی، محمد بن حسن، موطا امام محمد، مطبوعہ نور محمد کراچی سن ندارد

11۔ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الآثار، مکتبہ آثاریہ سن ندارد

12۔شیبانی، محمد بن حسن، کتاب الآثار، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی 1407ھ

13۔امام احمد، احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت 1398ھ

14۔ہندی، علامہ علی متقی، کنز العمال، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، 1405

15۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، مطبوعہ المطبعۃ الاثریہ لائل پور، سن ندارد

16۔مشکوٰۃ المصابیح مع مرقاۃ المفاتیح، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

تفاسیر

17۔رازی، امام فخر الدین، تفسیر کبیر، مطبوعہ دار الفکر بیروت 1398ھ

18۔حقی، علامہ اسماعیل، تفسیر روح البیان، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ سن ندارد

19۔آلوسی، علامہ شہاب الدین، تفسیر روح المعانی، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

Marfat.com

سن ندارد

20۔ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر ابن کثیر، مطبوعہ دار الاندلس بیروت، 1385ھ

21۔مراد آباد، محمد نعیم الدین، خزائن العرفان، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور سن ندارد

22۔شفیع، مفتی محمد، معارف القرآن، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی 1397ھ

23۔مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور سن ندارد

24۔سعیدی مولانا غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک اسٹال لاہور، 2002ء

25۔الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن، لاہور

شروح حدیث

26۔عینی، علامہ بدر الدین، عمدۃ القاری، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیرۃ 1348ھ

27۔عسقلانی، علامہ شہاب الدین، فتح الباری، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور 1401ھ

28۔رضوی، علامہ محمود احمد، فیوض الباری، مکتبہ رضوان لاہور 1986ء

29۔دہلوی، شیخ عبد الحق، اشعۃ اللمعات، مطبوعہ لکھنؤ سن ندارد

30۔القاری، ملا علی، مرقاۃ المفاتیح، مطبوعہ امدادیہ ملتان سن ندارد

31۔امجدی، مفتی شریف الحق، نزھۃ القاری، فرید بک اسٹال لاہور، 2000ء

32۔سعیدی، مولانا غلام رسول، نعم الباری شرح صحیح البخاری، ضیاء القرآن 2012ء

33۔علی، علّامہ محمد، شرح موطا امام محمد، فرید بک اسٹال لاہور، 2005ء

34۔سعیدی، علّامہ غلام رسول، شرح صحیح مسلم، فرید بک اسٹال، لاہور 2000ء

لغات

35۔اصفہانی، علامہ حسین بن محمد، المفردات، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویۃ ایران 1342ھ

36۔الجزری، علامہ محمد بن اثیر، نہایہ، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی ایران 1364ھ

37۔فیروز آبادی، علامہ مجد الدین، قاموس، مطبوعہ لکھنؤ سن ندارد

Marfat.com

38۔افریقی، علامہ جمال الدین، لسان العرب، مطبوعہ مطبوعہ بیروت
39۔زبیدی، سید محمد مرتضیٰ، تاج العروس، مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ مصر 1306ھ
40۔الیسوعی، لوئیس مالوف، المنجد، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی سن ندارد
41۔کیرانوی، مولانا وحید الزماں قاسمی، القاموس الوحید کامل، مطبوعہ ادارہ اسلامیات 2001ء

فقہ

42۔شیبانی، امام محمد بن حسن، مبسوط، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی
43۔شیبانی، امام محمد بن حسن، الجامع الصغیر، مطبوعہ مصطفائی ہند 1291ھ
44۔سرخسی، علامہ شمس الدین، مبسوط، مطبوعہ دارالمعرفۃ 1398ھ
45۔منصور، علامہ حسن، فتاوی قاضی خان، مطبوعہ مطبعۃ کبری امیریہ مصر 1310ھ
46۔کاسانی، علامہ ابوبکر، بدائع الصنائع، مبطوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی 1400ھ
47۔مرغینانی، علامہ ابوالحسن علی، ھدایہ، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان سن ندارد
48۔ہمام، علامہ کمال الدین، فتح القدیر، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سن ندارد
49۔عینی، علامہ بدرالدین، بنایہ، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد سن ندارد
50۔ابن نجیم، البحر الرائق، مطبوعہ مطبعۃ علمیہ مصر 1311ھ
51۔حصکفی، علامہ علاؤالدین، درمختار، مطبوعہ مطبعۃ عثمانیہ 1327ھ
52۔شامی، علامہ محمد امین، ردالمحتار، مطبوعہ مطبعۃ عثمانیہ 1327ھ
53۔طحطاوی، علامہ احمد بن محمد، حاشیۃ الطحطاوی، مطبوعہ دارالمعرفۃ
54۔ملا نظام الدین، فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ مطبعۃ امیریہ کبری مصر 1310ھ
55۔شامی، علامہ محمد امین، رسائل ابن عابدین، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور 1396ھ
56۔بخاری، شیخ طاہر، خلاصۃ الفتاویٰ، مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور 1397ھ
57۔قادری، امام احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور 2002ء

Marfat.com

58۔اعظمی، مولانا امجد علی، بہار شریعت، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ سن ندارد
59۔شفیع، مفتی محمد، انسانی اعضاء کی پیوند کاری، مطبوعہ مجلس مسائل تحقیق حاضرہ کراچی 1379ھ
60۔شفیع، مفتی محمد، پراویڈنٹ پر سود اور زکوٰۃ کا مسئلہ، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی سن ندارد
61۔احمد، مفتی رشید، احسن الفتاویٰ، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی 1407ھ
62۔آمدی، علامہ سیف الدین، الاحکام فی اصول الاحکام، مطبوعہ محمد علی مصر سن ندارد
63۔رضوی، محمد نظام الدین، مجلس شرعی کے فیصلہ، دارالنعمان 2014ء
64۔مودودی، سید ابوالاعلیٰ، رسائل ومسائل، انعامی بانڈز مطبوعہ اسلامک پبلی کشنز لمیٹڈ 1950ء
65۔الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، وزارتِ اوقاف واسلامی امور، کویت سن ندارد
66۔الموسوعۃ فقہیہ، وزارتِ اوقاف واسلامی امور، اُردو ترجمہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، مطبوعہ 2009ء
67۔امجدی، مفتی شریف الحق، فتاویٰ شارح بخاری، مکتبہ بکات المدینہ کراچی 2013ء
68۔امجدی، مفتی جلال الدین احمد، فتاویٰ فیض الرسول، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور 1993ء
69۔رضوی، مفتی وقار الدین، وقار الفتاویٰ، مطبوعہ بزمِ وقار الدین
70۔عبد الواحد، مفتی ڈاکٹر، مریض و معالج کے اسلامی احکام، مجلس نشریات اسلام 2006ء
71۔زبیر، ڈاکٹر ابوالخیر محمد، جدید شرعی مسائل، ضیاء القرآن پبلی کیشنز 2012ء
72۔زبیر، ڈاکٹر ابوالخیر محمد، اعضاء کی پیوند کاری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز 2008ء
73۔الجوزیہ، شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر قیم، اعلام الموقین من رب العلمین، مطبوعہ دارِ ارقم بیروت 1997ء
74۔الغزالی، امام محمد بن محمد، المستصفیٰ فی علم الاصول، مکتبہ دار ارقم سن ندارد

Marfat.com

75۔رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، قاموس الفقہ، مطبوعہ زمزم پبلشرز 2007ء
76۔دہلوی، شاہ ولی اللہ، عقد الجید، ناشر محمد سعید اینڈ سنز سن ندارد

متفرقات

77۔اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، سالانہ رپورٹ، اسلام آباد، 98-1997
78۔سعیدی مولانا غلام رسول، مقالات سعیدی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی 2014ء
79۔سعیدی مولانا غلام رسول، توضیح البیان لخزائن العرفان، حامد اینڈ کمپنی لاہور 2001ء
80۔سعیدی مولانا غلام رسول، ضیائے کنز الایمان، مطبوعہ مرکزی مجلسِ رضا، لاہور
81۔سعیدی مولانا غلام رسول، مقامِ ولایت ونبوت، فرید بک اسٹال لاہور 2006ء
82۔نقشبندی مولانا محمد نصیر اللہ، مقالاتِ ابنِ عزیز، مطبوعہ شعبۂ نشر واشاعت بزمِ سعیدِ ملّت کراچی 1425ھ
83۔نورانی مفتی محمد اسمٰعیل، حقائقِ شرح صحیح مسلم ودقائقِ تبیان القرآن، فرید بک اسٹال لاہور، 2004ء
84۔سعیدی، حافظ آس محمد، اشاریہ شرح صحیح مسلم، فرید بک اسٹال لاہور 2011ء
85۔فہارس شرح صحیح مسلم، فرید بک اسٹال لاہور 2008ء

شخصیات

86۔چشتی محمد ناصر خان، حیاتِ سعیدِ ملّت، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور، 1422ھ
87۔سعیدی مولانا غلام رسول، تذکرۃ المحدثین، فرید بک اسٹال لاہور، 2002ء
88۔قادری علامہ محمد عبد الحکیم شرف، عظمتوں کے پاسبان، الممتاز پبلی کیشنز، لاہور 2000ء
89۔قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البندیال، استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب 2011ء
90۔گولڑوی مولانا نذر حسین چشتی، ذکر عطا فی حیات استاذ العلماء، استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب 2013ء

Marfat.com

91۔سعیدی مولانا غلام رسول، حیاتِ استاذ العلماء، دارالاسلام، اُردو بازار لاہور 2011ء
92۔قادری، علامہ محمد عبدالحکیم شرف، تذکرہ اکابر اہلسنت، مطبوعہ اویسی بک سٹال گجرانوالہ سن ندارد
93۔مقالات شارح بخاری، مکتبہ برکات المدینہ، کراچی 2007ء
94۔سیرت سالک، قاضی عبدالنبی کوکب طبعہ اوّل، دسمبر 1971ء (مکتبہ ندارد)
95۔قصوری، محمد صادق، اکابر تحریکِ پاکستان، سن ندارد
96۔قصوری، محمد صادق، تحریکِ پاکستان اور علمائے کرام، مکتبہ زاویہ لاہور، 1999ء

رسائل واخبارات

97۔التفسیر، شمارہ 23، خصوصی اشاعت: برصغیر کے مفسرین اور انکی تفسیر، جنوری تا جون 2014ء، مجلس التفسیر کراچی
98۔التفسیر، شمارہ 21، تفردات نمبر، جنوری تا جون 2013ء، مجلس التفسیر کراچی
99۔ماہنامہ افق، ص 19، اگست 2008ء کراچی
100۔مجلّہ معارفِ اسلامیہ، جنوری تا جون 2013ء، جامعہ کراچی
101۔ماہنامہ البلاغ، دارالعلوم کراچی، ماہ نومبر 1995ء کراچی
102۔ہفت روزہ ندائے ملت، حیدرآباد، اکتوبر 2013ء
103۔ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، نومبر 2014
104۔ماہنامہ السعید، شمارہ ستمبر 1995ء
105۔جنگ کراچی جنوری 1996ء

http//:en_wikipedia_org/wiki/Post-mortem(disambiguation)
retrieved on 17-12-14
http//:en_wikipedia_org/wiki/In_vitro_fertilisation
retrieved on 13-12-14

Marfat.com

انٹرویوز

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب ،جیو نیوز'' پروگرام حی علی الفلاح'' مورخہ 5 ستمبر 2010ء

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014_12_17، بوقت شام 30:07 بجے

انٹرویو، مفتی عبداللہ نورانی، بمقام اسلامک مشنری یونیورسٹی، بروز جمعرات 2014_11_27 بوقت شام 4 بجے

Marfat.com

تذکرہ محدّث اعظم پاک و ہند

شیخ التفسیر، شارح صحیحین

حضور قبلہ سعید ملّت علّامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ

(احوال و آثار اور خدمات دینیہ کا علمی و تحقیقی جائزہ)

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

اسسٹنٹ پروفیسر

کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

Marfat.com